# پاکستانی مسیحی کمیونٹی کے عائلی وسماجی مسائل اور ان کا حل

## ( آئین پاکستان اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

مقالہ برائے **ایم-فل علوم اسلامیہ**


**مقالہ نگار**

معاویہ صالح

**شعبہ علوم اسلامیہ**

**فیکلٹی آف سوشل سائنسز**

**نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد**


**(جنوری، 2022ء)**

# پاکستانی مسیحی کمیونٹی کے عائلی و سماجی مسائل اور ان کا حل

## (آئین پاکستان اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

مقالہ برائے **ایم-فل علوم اسلامیہ**

**مقالہ نگار**

معاویہ صالح

**شعبہ علوم اسلامیہ**

**فیکلٹی آف سوشل سائنسز**

**نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد**

**(جنوری،2022ء)**

# پاکستانی مسیحی کمیونٹی کے عائلی و سماجی مسائل اور ان کا حل

## ( آئین پاکستان اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں )

تحقیقی مقالہ برائے **ایم-فل علوم اسلامیہ**

**مقالہ نگار**

معاویہ صالح

یہ مقالہ **ایم-فل علوم اسلامیہ** کی جزوی تکمیل کے لیے پیش کیا گیا ہے

**ایم-فل علوم اسلامیہ**

**فیکلٹی آف سوشل سائنسز**

**نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد**

© (معاویہ صالح، 2022ء)

بسم الله الرحمن الرحيم

**نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد فیکلٹی آف سوشل سائنسز**

# منظوری فارم برائے مقالہ و دفاع مقالہ

(Thesis and Defense Approval Form)

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل مقالہ دیکھا اور مقالے کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالہ بعنوان: **پاکستانی مسیحی کمیونٹی کے عائلی وسماجی مسائل اور ان کا حل: (آئین پاکستان اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)**

**Social and Family Issues of Christian Minority and Their Solutions (In the light of the Constitution of Pakistan and Islamic Teachings)**

نام ڈگری: ماسٹر آف فلاسفی علوم اسلامیہ

نام مقالہ نگار: معاویہ صالح

رجسٹریشن نمبر: 1636-MPhil/IS/F18

**ڈاکٹر ریاض احمد سعید**
(نگران مقالہ) ____________________
دستخط نگران مقالہ

**ڈاکٹر نور حیات خان**
(صدر شعبہ علوم اسلامیہ) ____________________
دستخط صدر شعبہ علوم اسلامیہ

**پروفیسر ڈاکٹر مستنفیض احمد علوی**
(ڈین فکلٹی آف سوشل سائنسز) ____________________
دستخط ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز

**پروفیسر ڈاکٹر محمد سفیر اعوان**
(پرو-ریکٹر اکیڈ مکس) ____________________
دستخط پرو-ریکٹر اکیڈمکس

**تاریخ:** ____________________

# حلف نامہ فارم

# (Candidate Declaration Form)

میں **معاویہ صالح** ولد **صالح سلیم**

رول نمبر: MPhil/IS/F18/416 رجسٹریشن نمبر: 1636-MPhil/IS/F18

طالب علم، ایم-فل علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ

مقالہ بعنوان: **پاکستانی مسیحی کمیونٹی کے عائلی وسماجی مسائل اور ان کا حل: (آئین پاکستان اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)**

**Social and Family Issues of Christian Minority and Their Solutions (In the light of the Constitution of Pakistan and Islamic Teachings)**

**Pakistani Masihi Community ky A'aili awr Samaji Masael awr un ka Hal: (A'en e Pakistan awr Islami Ta'alimat ki Roshni main)**

ایم-فل علوم اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے لئے پیش کیا ہے، اور ڈاکٹر ریاض احمد سعید کی نگرانی میں تحریر کیا ہے، یہ راقم الحروف کا اصل کام ہے، اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کرایا گیا ہے، اور نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کے لئے کسی دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

میں اس بات کو جانتا ہوں کہ ایچ ای سی (HEC) اور نمل (NUML) عملی سرقہ (Plagiarism) کے حوالے سے عدم برداشت کی پالیسی پر سختی سے عمل پیرا ہے۔ اس لیے بطور مقالہ نگار اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ یہ میرا ذاتی علمی کام ہے۔ اس مقالے کا کوئی حصہ بھی سرقہ شدہ نہیں ہے۔ اور میں نے جہاں سے بھی کسی علمی کام کو اپنے مقالے میں شامل کیا ہے اس کا باقاعدہ حوالہ دیا ہے۔ میں اس بات کا بھی اقرار کرتا ہوں کہ اگر میرے مقالے میں کسی بھی قسم کا باقاعدہ علمی سرقہ پایا جائے تو یونیورسٹی میری ڈگری کو ختم کرنے / واپس لینے کا اختیار رکھتی ہے۔

**نام مقالہ نگار:** معاویہ صالح

**دستخط مقالہ نگار** __________

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لیگویجز اسلام آباد

# ملخص مقالہ (ABSTRACT)


## Social and Matrimonial Issues of Christian Minority and Their Solutions (In the light of the Constitution of Pakistan and Islamic Teachings)

This study highlights the main societal and family issues faced by the Christian community in Pakistan. Christians have existed in the Subcontinent for centuries. They played a vital role in the inception of Pakistan, under key Christian leaders like Diwan Bahadur SP Singha who took an active part in the Tehreek-e-Pakistan. During the Pakistan Movement, Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah himself emphasized religious freedom and equality in his vision for Pakistan. Additionally, the Constitution of 1973 grants non-Muslim minorities equal citizen status and ensures their rights, including freedom of property, education, language, and culture. The Department of Human Rights and Minority Affairs has also been established to oversee any allegations of human rights violations. Yet the Christian community faces significant discrimination in Pakistan. Many Pakistani Christians feel that they are not assured their fair share of jobs at the federal and provincial levels. A related grievance is that the quota for minorities in educational institutions is not being fully implemented. On the societal level, Christians are generally regarded as lower-class citizens because many of them occupy menial jobs in the sanitation industry. In terms of residence, most Christians in Pakistan live in slums where they lack easy access to basic necessities of life. Moreover, there are many cases of forced evictions, displacements, and terrorism. Christians also feel threatened by biased interpretations and misuse of the blasphemy law. Forced marriages and conversions are also a critical issue, particularly in Punjab and Sindh. Conversely, Islam presents the most comprehensive and ideal teachings for an equalitarian and just society, free from any discrimination and compulsion. Along with the teachings of Islam, Pakistani law also guarantees religious freedom to every citizen. The disparity lies in implementation of these laws, which should be rectified so that all minorities enjoy equal status in Pakistan.



**Keywords:** Pakistan, Minorities, Christians, Social Issues, Family Issues, Solutions, Islamic Teaching, Constitution of Pakistan.

# فہرستِ عنوانات
# (Table of Contents)

منظوری فارم برائے مقالہ ودفاع مقالہ(Thesis Acceptance Form) ........ i

حلف نامہ(Declaration) ........ i

ملخصِ مقالہ (Abstract) ........ iii

فہرستِ عنوانات(Table Of Contents) ........ iv

اظہارِ تشکر(Acknowledgements) ........ vi

انتساب(Dedication) ........ vii

مقدمہ ........ 1

**باب اول:** پاکستان میں مسیحی اقلیت: تاریخی پسِ منظر ........ 16

فصل اول: پاکستان میں مسیحی اقلیت کی آبادکاری کی تاریخ ........ 19

فصل دوم: پاکستان میں مسیحی اقلیت کا قیامِ پاکستان میں کردار ........ 40

فصل سوم: پاکستان میں مسیحی اقلیت کی مختلف شعبہ ءہائے زندگی میں سرگرمیاں ........ 46

**باب دوم:** مسیحی اقلیت سے متعلق اسلامی تعلیمات اور پاکستانی قوانین ........ 58

فصل اول: اسلامی تعلیمات اور غیر مسلم اقلیتیں ........ 59

فصل دوم: پاکستانی قوانین اور غیر مسلم اقلیتیں ........ 64

فصل سوم: مسیحی اقلیت سے متعلق سماجی وعائلی قوانین ........ 73

**باب سوم:** مسیحی اقلیت کے عائلی مسائل اوران کے حل کی تجاویز ........ 82

فصل اول: مسیحی اقلیت کو درپیش عائلی مسائل ............ 85
فصل دوم: مسیحی اقلیت کے عائلی قوانین ............ 97
فصل سوم: مسیحی اقلیت کو درپیش عائلی مسائل کے حل کی تجاویز ............ 103
**باب چہارم:** مسیحی اقلیت کے سماجی مسائل اور ان کے حل کی تجاویز ............ 112
فصل اول: اسلام میں سماجی مساوات ............ 113
فصل دوم: مسیحی اقلیت اور سماجی مسائل ............ 127
فصل سوم: مسیحی اقلیت کو درپیش سماجی مسائل کے حل کی تجاویز ............ 153
خاتمہ ............ 161
خلاصہ بحث (Summary) ............ 161
ضمیمہ (سوالنامہ برائے انٹرویو) (Appendix) ............ 165
نتائج وسفارشات (Conclusions and Recommendations) ............ 168
فہارس (Indexes) ............ 171
فہرستِ قرآنی آیات ............ 172
فہرست احادیث و آثار ............ 175
فہرست متن بائبل ............ 175
فہرست اصطلاحات ............ 177
مصادر و مراجع (Bibliography) ............ 179

# اظہارِ تشکر

# (Acknowledgements)


تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لئے ہیں جس نے اس کائنات کو وجود بخشا اور درود و سلام ہو رسول اللہ ﷺ کی ذات پر جو تمام عالم کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے، اللہ رب العزت نے مجھ پر احسان فرمایا اور دین کی تعلیم و تعلم کے ساتھ نسبت عطا فرمائی، اور تعلیمی سلسلے کا یہ ایک بڑا مرحلہ محض اپنے فضل و کرم سے مکمل کروایا۔

اس کام کی تکمیل کے لئے میں اپنے نگران استاد ڈاکٹر ریاض احمد سعید کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میرے مقالے کی نگرانی کی اور تکمیلِ مقالہ کے لئے درجہ بدرجہ رہنمائی کرتے رہے، اور میرے والد میجر (ر) صالح سلیم کا ممنون ہوں کہ ان کی لائبریری سے استفادہ کیا، ان کی کتب اور تحقیق کے حوالے سے رہنمائی بہت معاون رہی اور والدہ کا کہ ان کی دعائیں ہر وقت شامل حال رہیں۔

میں خصوصی طور پر ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز پروفیسر ڈاکٹر مستفیض احمد علوی اور صدر شعبہ علوم اسلامیہ ڈاکٹر نور حیات خان کا شکر گزار ہوں اور اس کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے اپنے شعبہ علوم اسلامیہ کے تمام اساتذہ کا شکریہ کرتا ہوں کہ وہ اس کام کی تکمیل کا سبب بنے۔

مزید اس کے ساتھ خصوصی شکریہ اپنی اہلیہ کا ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اس کام کی تکمیل میں قدم قدم پر بڑی ہمت کا مظاہرہ کیا اور معاون رہیں، اور بڑی بہن کا جو وقتاً فوقتاً پڑھائی اور کام کی تکمیل کے لئے ترغیب دیتی رہیں، اس کے ساتھ اپنے تمام بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کا جو میرے کسی بھی طرح میرے کام میں معاون رہے

معاویہ صالح

ایم-فل اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ

# انتساب(Dedication)

میں اپنا یہ مقالہ اپنے والدین اور اہلیہ کے نام کرتا ہوں جن کی دعاؤں، رہنمائی اور مدد کی بدولت یہ تحقیقی کام مکمل ہو سکا

# مقدمہ

# (Preface)

## موضوعِ تحقیق کا تعارف:(Introduction of the Study)

اسلام اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ایسا دین ہے جو پوری انسانیت کو زندگی کے تمام پہلوؤں کی مکمل تعلیم دیتا ہے، اسلام کی تعلیمات تمام شعبہ ء زندگی جن کا تعلق انفرادی زندگی سے ہو یا اجتماعی سے، معاشرت سے ہو یا معیشت سے، عائلی ہو یا سیاسی، ایک قوم کے مسائل سے ہو یا بین الاقوامی مسائل سے تمام تر کا احاطہ کرتی ہیں۔ اور اس کا عملی نمونہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [1]

حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے"

پاکستان اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا اور آئینِ پاکستان کو مکمل اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں ڈھالا گیا ہے، اسلام میں مذہبی اقلیتوں [2] سے متعلق جامع تعلیمات ہیں، اسلام نے اقلیتوں کو جو حقوق دیے ہیں اس میں ان کے سماجی و سیاسی و معاشرتی حقوق کے علاوہ مذہبی تقدس کے بھی ہر پہلو کا لحاظ رکھا ہے ، اس کے ساتھ اقلیتی برادریوں کے ممکنہ مسائل کے حل کے لئے بھی اسلام نے ان کا ساتھ نہیں چھوڑا، بلکہ اسلام نے ان کے حقوق کی حفاظت اور مسائل کے حل کے لئے مکمل تعلیمات دی ہیں۔

پاکستان میں موجود مذہبی اقلیتوں میں مسیحی اقلیت کی تعداد سب سے زیادہ ہے، جو عرصہ دراز سے پاکستان کے مختلف علاقوں میں رہائش پذیر ہیں، ان میں 90 فیصد سے زائد صوبہ پنجاب کے بیشتر علاقوں میں رہتے ہیں۔ اور صوبے کی سب سے بڑی مذہبی اقلیتی برادری میں ان کا شمار ہے، اور ان میں سے 60 فیصد دیہات میں رہتے ہیں، اور ان میں بعض مسیحی عوام وہ ہے جو مسلمانوں کی نسبت زیادہ طویل عرصے سے ان علاقوں میں مقیم ہے۔

---

1. الاحزاب 33 :21

2. کسی ملک میں کوئی خاص گروہ، جس کی تعداد دوسروں سے کم ہو۔ (فیروز اللغات، فیروز الدین، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، س۔ن، ص 105)

پاکستان کے اسلامی مملکت ہونے کے باعث پاکستانی آئین میں اقلیتوں سے متعلق بھی جو قانون بنائے گئے ہیں وہ بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق ہیں، اور اسلام کی تعلیمات یہ ہیں کہ جن امور کا ریاست کے نظم وضبط اور شہریوں کے بنیادی حقوق سے ہو ان میں مسلم اور غیر مسلم اقلیتیں مساوی ہوں گی۔ اسلام ہمیں عدل و انصاف اور مساوات قائم کرنے کا حکم دیتا ہے۔ قرآن نے ان غیر مسلموں کے ساتھ جو اسلام اور مسلمانوں سے بر سرِ پیکار نہ ہوں اور نہ ان کے خلاف کسی سازشی سرگرمی میں مبتلا ہوں، خیر خواہی، مروت، حسنِ سلوک اور رواداری کی ہدایت کی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ [3]

"اللہ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، ان کے ساتھ تم کوئی نیکی یا انصاف کا معاملہ کرو، یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے"

اس کے ساتھ احادیث مبارکہ میں بھی ہمیں اہل ذمہ [4] کے ساتھ تعلق بحال رکھنے کی تعلیم ہے، ان پر ظلم کرنے پر وعید ہے، چنانچہ صفوان بن سلیم رحمۃ اللہ علیہ تابعی بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل فرماتے ہیں:

(( ألا مَن ظلمَ مُعاهدًا أو انتقصَهُ أو كلَّفَهُ فَوقَ طاقتِهِ أو أخذَ منهُ شيئًا بغَيرِ طيبِ نفسٍ فأنا خصمُهُ يومَ القيامةِ)) [5]

---

[3]. الممتحنہ 8:60

[4]. اہل ذمہ: جو غیر مسلم اسلامی سلطنت میں رہے، اور جزیہ ادا کرے۔ (فیروز اللغات، ص142)

[5]. السجستانی، سلیمان ابن الاشعث، السنن، کتاب الخراج والامارۃ والفیٔ، باب التشدید فی جبایۃ الجزیۃ (بیروت، المکتبہ العصریہ، س ن)، ج3، ص171، ح3052. صحیح

"جس نے کسی معاہد (ذمی) پر ظلم کیایااس کے حق کی ادائگی میں کوتاہی کی یااس کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف دی یااس کی رضا کے بغیر اس سے کوئی چیز لی تو بروز قیامت میں اس کی طرف سے (مسلمانوں کے خلاف) جھگڑوں گا"۔

اس بنیاد پر پاکستان میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مذہبی اقلیتوں کے مسائل کے حل اور حقوق کی حفاظت کے حوالے سے قانون سازی کی گئی ہے، لہذا اسلامی تعلیمات برائے اقلیتی برادریوں اور پاکستانی آئین میں موجود قانون برائے اقلیتی برادریوں کو اجاگر کرنے کے حوالے سے تحقیقی کام کی گنجائش تھی۔

اگرچہ پاکستان میں اقلیتوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے سرکاری ایوانوں سے وقتاً فوقتاً بات کی جاتی ہے، اور پاکستان میں ہر سال 11 اگست کو قائداعظم کی اقلیتوں کے حقوق کی حمایت میں کی جانے والی ایک تقریر کی یاد میں اقلیتوں کا قومی دن بھی منایا جاتا ہے، اقلیتی نمائندوں کی ایک مناسب تعداد منتخب ایوانوں میں بھی موجود ہے، تقریباً ہر بڑی سیاسی پارٹی نے اپنا اقلیتی ونگ بھی بنار کھا ہے، کرسمس، دیوالی یا اقلیتوں کے دیگر تہواروں پر سرکاری اور سیاسی لیڈرز اقلیتی شہریوں سے اظہار یک جہتی بھی کرتے نظر آتے ہیں لیکن اس سب کے باوجود پاکستان میں اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ایک بڑی تعداد مطمئن دکھائی نہیں دیتی، خاص طور پر مسیحی برادری کے چند خاص عائلی مسائل سمیت عمومی سماجی مسائل بھی درپیش ہیں، اس حوالے سے ان کے مسائل کو اجاگر کرنا، اسلام کی تعلیمات اور پاکستان کے قوانین میں موجود مسائل کے حل کا تجزیہ کرنا اور شریعت کے موجودہ احکام اور پاکستانی قوانین کو مزید مؤثر بنانے کے لئے رائے پیش کرنے کی ضرورت موجود تھی۔

## ضرورت واہمیت:(Significance of the Study)

پاکستان کی اقلیتیں پاکستان کا حصہ ہیں، اقلیتوں نے خاص کر مسیحی اقلیت نے تحریک پاکستان میں قائدِ اعظم کے مقاصد میں ان کا بھرپور ساتھ دیا، اور قیام پاکستان میں قابلِ ذکر خدمات سرانجام دیں، جن کا مقالے میں تفصیلی ذکر کیا گیا ہے، اس کے علاوہ اسلامی تعلیمات بھی اسلامی ریاست میں بسنے والے غیر مسلموں کو مکمل انسانی حقوق فراہم کرتی ہے، اوران کو ہر قسم کی بنیادی انسانی حقوق فراہم کرتی ہے، ان کو اپنے مذہبی تہواروں کو منانے اور عبادت گاہوں میں جانے کی مکمل آزادی دیتا ہے، اس کے برعکس پاکستان میں مذہبی اقلیتیں خاص کر مسیحی کمیونٹی عوام کی لاعلمی اور معاشرتی رویوں

کے باعث سماجی و معاشی لحاظ سے امتیازی سلوک کا سامنا کر رہی ہے، اس حوالے سے ان کے مسائل کا ذکر اور ان کے حل کی تجاویز وقت کی اہم ضرورتوں میں سے ہے۔

پاکستان کی سیاسی و سماجی صورتحال کے تناظر میں یہ ایک اہم موضوع ہے، اس موضوع پر گفتگو وقت کی اہم ترین ضرورت بھی بن چکی تھی۔ کیونکہ جب تک ان مسائل کی نشاندہی کر کے گفت و شنید اور مثبت اقدامات کا سلسلہ شروع نہیں کیا جاتا، تب تک حالات میں بہتری کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

"انسانی حقوق کمیشن پاکستان نے ورکشاپ کا اہتمام کیا۔ جس کا موضوع "پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کا مقام: انھیں درپیش چیلنجز اور رد عمل" تھا۔ اس ورکشاپ میں پاکستان میں آباد مختلف کمیونٹیز کو درپیش مسائل اور مشکلات پر سیر حاصل گفتگو ہوئی اور مختلف تجاویز پر غور کیا گیا۔ دوسری طرف غیر ملکی مندوبین نے اپنے تجربات اور اس قسم کی صورتحال سے نمٹنے کے لیے ان کی متعلقہ حکومتوں اور سول سوسائٹی نے جو اقدام کیے ان پر گفتگو کی"۔[6]

پاکستان میں اقلیتوں خاص کر مسیحی کمیونٹی کے مسائل کو زیر بحث لانا ان کے مسائل کے حل کے لئے ایک مثبت قدم ہو گا، اس زیر نظر تحقیقی کام سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اسلام کی تعلیمات ایک اسلامی ریاست کے غیر مسلم شہری کو کیا حقوق دیتی ہے، اور اس کے ساتھ پاکستان کا قانون پاکستان میں رہنے والے غیر مسلموں کو کیا تحفظ دیتا ہے، ان تحفظات اور قوانین کے باوجود اقلیتیں کن مسائل کا سامنا کر رہی ہیں، اور ان مسائل سے نمٹنے کے لئے موجودہ قوانین و شریعت کو مزید کیسے مؤثر بنایا جاسکتا ہے۔

## موضوعِ تحقیق سے متعلق سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:(Literature Review)

اس موضوع سے متعلق سابقہ کام کا جائزہ لیتے ہوئے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس طرح کا کوئی علمی کام کسی تعلیمی ادادے میں نہیں ہوا، جو تحقیقی کام ہوئے ہیں ان میں زیادہ تر پاکستان میں موجود اقلیتوں کے حقوق و مراعات کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

[6]. مقتدا منصور، "ذکر کچھ غیر مسلموں کو درپیش مسائل کا" ایکسپریس نیوز، (پیر،3 فروری،2014)
https://www.express.pk/story/223308/ Accssed 2/2/2021

## کتب(Books)

1. **احکام اہل الذمۃ**

احکام اہل الذمۃ شیخ شمس الدین ابو بکر عبد اللہ محمد بن ابو بکر ابن قیم الجوزیہ کی تالیف ہے، جو تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل ہے، یہ دار الکتب العلمیۃ لبنان بیروت سے شائع ہوئی ہے، اس کی طبع اول 1995ء میں نشر ہوئی۔ اس میں شیخ ابن قیم نے بہت تفصیل سے اسلامی ریاست اور اس سے متعلق اہل الذمۃ کے تفصیلی احکامات جامع انداز میں بیان کیے ہیں، یہ کتاب اہل الذمۃ سے متعلق موضوعات میں بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔

2. **اسلام اور اہل کتاب**

اسلام اور اہل کتاب ڈاکٹر طاہر القادری کی شاندار تصنیف ہے، جو منہاج القرآن پبلیکیشنز سے شائع ہوئی ہے، یہ کتاب تقریباً چار سو صفحات پر مشتمل ہے، اس کی پہلی اشاعت 2014 میں ہوئی، اس کی ترتیب و تخریج ڈاکٹر علی اکبر الازہری نے کی ہے، اس میں اہل کی تشریح، ان کی اقسام اور ان سے متعلق احکامات کو انتہائی مدلل انداز میں نصوص کے ساتھ بیان کیا گیاہے۔ اس کتاب میں سابقہ کتاب "احکام اہل الذمۃ" کے حوالہ سے اہل کتاب کے احکام کو ذکر کیا گیاہے۔

3. **اقلیتوں کے حقوق اور مغرب میں اسلاموفوبیا**

مذکورہ کتاب ایفا پبلیکیشنز، جامعہ نگر، نئی دہلی سے جون 2011ء میں شائع ہوئی جو تقریباً ساڑھے چھ سو صفحات پر مشتمل ہے، یہ کتاب اقلیتوں کے حقوق، اس سلسلہ میں عہدِ نبوی کا اسوہ، اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کہ تاریخ، عالم اسلام میں غیر مسلم اقلیت اور غیر مسلم اکثریت ممالک میں مسلمانوں کے مسائل اور اسلامی نقطہ نظر سے اس کا تجزیہ، نیز مغرب کی طرف سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پھیلائی جانے والی نفرت کے اسباب، پسِ منظر اور اس کے حل پر سیر حاصل مقالات اور مباحثات کا مجموعہ ہے۔

4. **اسلام اور مسیحیت**

اسلام اور مسیحیت ثناء اللہ صاحب امرتسری کی تصنیف جو جمعیت اہل حدیث لاہور کی جانب سے 1960ء میں نشر ہوئی، مصنف نے اسلام کی جلیل القدر خدمات سرانجام دیں، زیر نظر کتاب بھی اسلام، قرآن پر حملوں کے دفاع پر تصنیف کی

گئی ہے، بنیادی طور پر مسلمانوں کی جدوجہد کے نتیجے میں بالآخر پاکستان وجود میں آیا، اس کے بعد ساری قوم قدرۃ نوزائیدہ مملکت کی تعمیر اور اس کے استحکام میں لگ گئی، ایسے میں مسیحیوں نے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور ناخواندہ علاقوں میں اسلام پر اعتراجات شروع کیے تاکہ اسلام کے بنیادی عقائد پر شک پیدا ہو سکے اور سیاسی مقاصد کی غرض سے مسیحیت کو پھیلایا جا سکے ۔ تین کتابیں "توضیح البیان فی اصول القرآن" "مسیحیت کی عالمگیریت" "دینِ فطرت اسلام یا مسیحیت؟" جن میں اسلام کی بنیادوں پر اعتراجات کیے گئے، کے جواب میں مذکورہ کتاب "اسلام اور مسیحیت لکھی گئی۔

### 5. اسلامی معاشرے میں غیر مسلموں کے حقوق و فرائض

یہ تالیف شیخ یوسف القرضاوی کی ہے جو مشہور عالمِ دین تھے، ان کا تعلق مصر سے ہے، انہوں نے مصر، قطر اور الجزائر کے مختلف دینی اداروں اور جامعات میں خدمات سر انجام دیں، ان کی دیگر مشہور تصنیفات کے ساتھ یہ کتاب اپنے موضوع میں محقق اور مدلل تالیف ہے، اس کا ترجمہ ڈاکٹر قیصر شہزاد نے کیا ہے، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد سے 2011ء شائع ہوئی ہے، جس میں انہوں نے اسلامی معاشرہ کے نظریہ کو ذکر کیا اور غیر مسلموں کے حقوق و فرائض کو انتہائی جامعیت سے بیان کیا ہے۔ اس میں اسلامی معاشرے میں غیر مسلموں کے تحفظ اور آزادی سے متعلق تفصیل سے بحث کی گئی، اس کے بعد اسلامی معاشرے میں رہنے والے ذمیوں کے فرائض کو بیان کیا، اور آخر میں اسلامی معاشرے اور ذمیوں سے متعلق چند اعتراضات کے جوابات دیے گئے۔

### 6. غیر مسلموں سے تعلقات اور ان کے حقوق

یہ مولانا سید جلال الدین عمری کی تالیف ہے، جو مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیکیشنز، نئی دہلی سے اگست 2007ء میں شائع ہوئی، جو تقریباً سوا تین سو صفحات پر مشتمل ہے، اس میں انہوں نے مسلم و غیر مسلم تعلقات اور اس کی نوعیت و احکام کو جامع انداز میں بیان کیا ہے، جس میں انہوں خاندانی تعلقات، عام انسانی تعلقات، معاشرتی تعلقات، سماجی تعلقات، ازدواجی تعلقات اور کاروباری تعلقات کو ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد اسلامی معاشرے میں غیر مسلموں سے متعلق مسائل کو ذکر کیا ہے، اور آخر میں غیر مسلموں کے حقوق اور اس کے ساتھ اسلامی ریاست اور بین الاقوامی تعلقات کو بھی ذکر کیا گیا۔

## تحقیقی مقالہ جات(Theses)

1. پاکستان میں غیر مسلم اقلیتیں: حیثیت و کردار (مقالہ نگار: ناصرہ اکبر، ایم-فل مقالہ، پنجاب یونیورسٹی، 2006)

"پاکستان میں غیر مسلم اقلیتیں: حیثیت و کردار" ایم-فل کا تحقیقی مقالہ ہے، اس کی مقالہ نگار ناصرہ اکبر ہیں، انہوں نے یہ مقالہ ایم-فل کی تکمیل کے لئے پنجاب یونیورسٹی میں 2006ء میں لکھا، اس مقالے میں پاکستان کے اکثر غیر مسلم اقلیتوں پر تفصیلی بحث کی گئی ہے، پاکستان میں ان کی سیاسی اور سماجی حیثیت کو واضح کیا گیا ہے، مقالے میں غیر مسلم اقلیتوں کی قانونی حیثیت واضح کرنے کے ساتھ زمینی حقائق کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے اور مقالے کا ایک بڑا حصہ پاکستان کی غیر مسلم اقلیتوں کے کردار پر لکھا گیا ہے۔

2. اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق، عصری افکار و رجحانات ایک تجزیاتی مطالعہ (مقالہ نگار: محمد سعد اللہ، پی ایچ ڈی مقالہ، پنجاب یونیورسٹی، 1999)

"اسلامی ریاست میں غیر مسلم کے حقوق، عصری افکار و رجحانات ایک تجزیاتی مطالعہ" پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ ہے، اس کے مقالہ نگار محمد سعد اللہ ہیں، انہوں نے یہ مقالہ پنجاب یونیورسٹی سے 1999ء میں لکھا، انہوں نے اس مقالے میں اسلامی ریاست کے خدوخال، خصوصیات و امتیازات کو تفصیلی ذکر کرنے کے ساتھ غیر مسلموں کے حقوق سے متعلق ہے اسلامی فلسفہ کو بیان کیا گیا ہے، اس کے ساتھ اسلامی فلسفہ برائے اقلیتیں اور عصری افکار و رجحانات کا ایک تجزیاتی اور تفصیلی مطالعہ پیش کیا ہے۔

3. اسلام اور مغرب میں اقلیتوں کے حقوق (مقالہ نگار: محمد مدثر، پی ایچ ڈی، نمل یونیورسٹی، 2015)

"اسلام اور مغرب میں اقلیتوں کے حقوق" پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ ہے، اس کے مقالہ نگار محمد مدثر ہیں، انہوں نے یہ مقالہ نمل یونیورسٹی سے 2015ء میں لکھا، اس مقالے میں اقلیتوں کا تعارف اور حقیقت کو اسلامی اور مغربی تناظر میں ذکر کیا گیا ہے، اس مقالے کا بنیادی موضوع اقلیتوں کے حقوق ہے اور اس مقالے میں اسلامی فلسفہ برائے اقلیت اور مغربی فلسفہ برائے اقلیت کو تفصیلی ذکر کیا گیا، اور اس کے ساتھ ان دونوں فلسفوں کا تقابلی اور تجزیاتی مطالعہ کیا گیا۔

4. اسلام میں اقلیتوں کے حقوق– خصوصاپاکستان–(مقالہ نگار: سید حیدر شاہ، پی ایچ ڈی، یونیورسٹی آف بلوچستان، 2006)

"اسلام میں اقلیتوں کے حقوق- خصوصاً پاکستان" پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ ہے، اس کے مقالہ نگار سید حیدر شاہ ہیں، یہ مقالہ یونیورسٹی آف بلوچستان سے 2006ء میں لکھا گیا، اس مقالے میں اقلیتوں کے حقوق سے متعلق اسلامی تعلیمات کو تفصیلی ذکر کیا گیا ہے، اقلیتوں کے حقوق کو خصوصاً پاکستان کے قانون کے تناظر میں ذکر کیا گیا ہے۔

5. بنیادی انسانی حقوق اور مذاہب عالم (مقالہ نگار: سیف اللہ، ایم-فل مقالہ، پنجاب یونیورسٹی)

"بنیادی انسانی حقوق اور مذہب عالم" ایم-فل کا تحقیقی مقالہ ہے، اس کے مقالہ نگار سیف اللہ ہے، انہوں نے یہ پنجاب یونیورسٹی میں لکھا تھا، اس مقالے میں انسان کے بنیادی حقوق کو ذکر کیا گیاہے، ہر انسان کو بنیادی انسانی حقوق حاصل ہیں، اس مقالے میں انسان کے بنیادی حقوق کا مذہب عالم کی تعلیمات کے پیرائے میں مطالعہ کیا گیاہے، ہر مذہب انسان کے بنیادی حقوق کا علمبردار ہے لیکن اسلام کی تعلیمات انسان کے بنیادی حقوق کی مکمل ضامن ہیں، انسان کے بنیادی حقوق جن کا تعلق اس کی انفرادی زندگی سے ہو یا اجتماعی سے سب سے متعلق تفصیلی علم و حکمت فراہم کرتی ہیں۔

6. پاکستان میں عیسائی اقلیت اور ان کی مراعات کا تحقیقی جائزہ (مقالہ نگار: حافظ عقیل احمد، ایم-فل مقالہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی2003)

"پاکستان میں عیسائی اقلیت اور ان کی مراعات کا تحقیقی جائزہ" یہ مقالہ ایم-فل کا تحقیقی مقالہ ہے، اس کے مقالہ نگار حافظ عقیل احمد ہیں، انہوں نے یہ مقالہ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی سے 2003ء میں لکھا، چونکہ یہ مقالہ عیسائی اقلیت سے متعلق ہے اس حوالے سے میرے مقالے سے قریب تر ہے، لیکن اس مقالے میں پاکستانی عیسائیوں کے حقوق اور مراعات کو ذکر کیا گیاہے، اور مسائل سے متعلق بحث نہیں کی گئی جو کہ میرا موضوع ہے، یہ مقالہ پاکستانی عیسائی اقلیت کے حقوق و مراعات کے حوالے سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔

7. پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق: قرآن و سنت کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ ،(پی ایچ ڈی )مقالہ نگار:عشرت حسین بصری، نگران:ڈاکٹر مفتی سعید الرحمنٰ، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاؤالدین زکریا، یونیورسٹی، ملتان،2009ء۔

یہ مقالہ " پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق: قرآن و سنت کی روشنی میں" ، پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ ہے، اس کے مقالہ نگار عشرت حسین ہیں، انہوں نے بہاؤالدین زکریایونیورسٹی میں ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن کی نگرانی میں یہ مقالہ تحریر کیاہے، اس میں انہوں پاکستان کے موجودہ قوانین برائے اقلیتوں کا جائزہ لیاہے، اور ان کا قرآن و سنت کی روشنی میں تجزیہ کیاہے۔ یہ مقالہ قوانین برائے اقلیت کے حوالے سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔

8. اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق،(ایم فل )مقالہ نگار: صائمہ تبسم، نگران: ذیشان بخاری، شعبہ علوم اسلامیہ وعربی گورنمنٹ کالج یونیورسٹی(جی سی یو)فیصل آباد،2010۔2012ء۔

یہ مقالہ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق ایم فل کا تحقیقی مقالہ ہے،اس کی مقالہ نگار صائمہ تبسم ہیں، انہوں نے یہ مقالہ ڈاکٹر ذیشان بخاری کی زیرِ نگرانی کیاہے ، یہ مقالہ غیر مسلموں کے حقوق کے حوالے سے جامع معلومات کا حامل ہے، اس مقالے میں اسلامی ریاست کا صحیح تصور پیش کیا گیاہے ، غیر مسلموں کے جملہ حقوق جو انہیں اسلامی ریاست کے تحت حاصل ہوتے ہیں ان کو مفصل ب کیا گیاہے۔

9. پاکستانی آئین اور قانون میں غیر مسلموں شہریوں کے حقوق و فرائض، معاہدات نبویؐ کی روشنی میں (تجزیاتی و تحلیلی مطالعہ )پی ایچ ڈی ، مقالہ نگار: محمد امتیاز، نگران: ڈاکٹر نور حیات خان، شعبہ علومِ اسلامیہ، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد، 2014ء(زیر تحقیق)

یہ مقالہ پاکستانی آئین اور قانون میں غیر مسلموں کے حقوق وفرائض، معاہدات نبوی کی روشنی میں، پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ ہے، جو ڈاکٹر نور حیات خان کے زیر نگرانی ہے، اس میں غیر مسلموں سے متعلق پاکاتان کے آئین و قوانین کی تشریح کی گئی ہے، اور اسلامی ریاست کے تحت رہتے ہوئے غیر مسلموں کے فائض کو بھی تفصیلی بیان کیا گیاہے۔

10. مسلمانوں کی غیر مسلموں سے تعلقات کی نوعیت اور اسلامی تعلیمات،(مقالہ نگار: سعیدہ اقبال، نگران: پروفیسر ڈاکٹر شبیر احمد منصوری، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی 1997)

"مسلمانوں کی غیر مسلموں سے تعلقات کی نوعیت اور اسلامی تعلیمات" یہ مقالہ پنجاب یونیورسٹی میں 1997ء میں لکھا گیا، اس کی مقالہ نگار سعیدہ اقبال ہیں، انہوں نے مقالے کا موضوع مسلم اور غیر مسلم کے مابین تعلقات کی نوعیت کو بنایا ہے، اور اس حوالے سے تاریخ کی روشنی میں ابتدائے اسلام میں مسلم و غیر مسلم تعلقات کی نوعیت کو بیان کی ہے، اور مسلم و غیر مسلم کے مابین تعلقات کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کو مفصل بیان کیا ہے۔

## Research Articles

- **Constitutional Issues and the Treatment of Pakistan's Religious Minorities**. (Farahnaz Ispahani, Pages 222-237 | published online: 11 Jun 2018).
  Farahnaz Ispahani (2018) focuses his research on the blasphemy law and its exploitation in targeting non-Muslim minority groups in Pakistan, particularly Chrisitans, Ahmadis, and Hindus. He discusses that while Pakistan was created to be a safe homeland for people of all religions, it has now become a country of religious extremism and discrimination due to the blasphemy law which is often misused.
- **Non-Muslims in Muslim Majority Societies: With Focus on the Middle East and Pakistan**. (Ahlstand and K. and Gunner G. (2011 England. The Lutherworth press).
  Ahlstand and Gunner (2011) discuss the role and interaction between majority and minority groups in Pakistan. Their research includes participants who work in different fields, including law, educational institutes, and religious organizations. They have focused on important issues related to treatments of non-Muslim women in Pakistan and the impact of Islamization of Pakistani law on minority gorups.
- **Dalit Christians and caste consciousness in Pakistan**
  (Singha, Sara. Georgetown University, ProQuest Dissertations Publishing, 2015)
  Sara Singha has investigated the concept of "caste consciousness" in Pakistan, especially as it relates to Dalit Christians who are considerd lower class. Many of these Chrisitans are considered to be impure and "naapaak", which affects the way Muslims interact with them.
- **The Impact of Islamization on the Christian Community in Pakistan.** (Sookhdeo, Patrick. University of London, School of Oriental and African Studies (United Kingdom), ProQuest Dissertations Publishing, 1999)
  Among the issues faced by Chrisitnas in Pakistan, Patrick Sookhdeo highlights their plight when seeking employment. Due to religious discrimination, most Christians are given menial jobs in the sanitation industry. Qualified Christians find it difficult to find jobs appropriate to their level of expertise and experience. Many of them can't find jobs at all.

- **Minorities and Representation in a Plural Society: The Case of the Christians of Pakistan.** (Ajay K. Raina, Pages 684-699 | Published online: 11 Nov 2014) Journal of South Asian Studies, (Volume 37, 2014 - Issue 4)
  Ajay K. Raina has conducted a detailed study on Christian representation in Pakistan's politics. According to his research, Christians are underrepresented in the government and lack both authority and leverage to truly speak up for their rights
- **"Religious minorities in Pakistan"** (Abdul Majid,, JPUHS (2014), Vol.27, No.1,pp.1-10)
  In his research on the treatment of religious minorities in Pakistan, Abdul Majid (2014) asserts that by and large, the Chrisitan community is treated with respect and honor. They are given equal citizenship in Pakistan, as compared to other countries like India where they are persecuted and killed mercilessly. Christians have contributed greatly to Pakistan's national development and they are free to practice their religion and cultural norms here.
- **Pride and Abstention: National Identity, Uncritical Patriotism and Political Engagement among Christian Students in Pakistan.** (By: Ryan Brasher, 15 Dec 2019, South Asia: Journal of South Asian Studies).
  Ryan Brasher has conducted research on the sense of nationalism and political awareness among Chrisitians in Pakistan. He concludes that the Chrisitan community feels a strong sense of belonging and connection to Pakistan. In terms of political knowledge, Christians are less interested and less informed than the Muslim majority of Pakistan.
- **Under the shadow of Islam: the plight of the Christian minority in Pakistan.** (Journal: Contemporary South Asia, (Volume 20, 2012 - Issue 2: A State in Flux: Pakistan in the Context of National and Regional Change). 17 May 2012)
  Shaun Gregory has investigated the reasons for the widespread support of the murders of Salmaan Taseer and Shahbaz Bhatti. He asserts that Pakistan is becoming an increasingly conservatist state where the blasphemy law is often abused.

سابقہ تحقیقی کاموں میں اقلیتوں کے مجموعی احوال اور اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق کے اعتبار کام ہوا ہے، اور اس کے ساتھ مسلم و غیر مسلم تعلقات کی نوعیت اور قرآن و حدیث کی روشنی میں تجزیہ موجود ہے، اس کے علاوہ عالمی سطح پر ریسرچ پیپر پاکستانی عیسائی کمیونٹی کے حوالے سے موجود ہیں۔ لیکن خاص پاکستانی مسیحی کمیونٹی کے سماجی و عائلی مسائل کی نوعیت کو جاننے اور ان کے حل کو آئینِ پاکستان اور اسلامی تعلیمات میں پیش کرنے کا خلا موجود ہے۔

## جوازِ تحقیق: (Rationale of the Study)

پاکستان میں موجود سب سے بڑی مذہبی اقلیت مسیحی اقلیت ہے، ان کو بقیہ مذہبی جماعتوں کی نسبت زیادہ مسائل درپیش ہیں، ان کے سماجی و عائلی مسائل کے بارے میں ذخیرہِ معلومات اکٹھا ہونا ان مسائل کی دوری اور خاتمے کا پیش خیمہ ہے۔ پاکستان میں قومی کمیشن برائے انسانی حقوق (این سی ایچ آر) کا کہنا یہی ہے کہ حالیہ صورت حال بھی اقلیتوں کے مسائل کے حل کے حوالے سے سابقہ سالوں سے مختلف نہیں ہے، مسیحی اقلیت کے مسائل کے بارے میں آئے دن مختلف

زبانوں میں خبروں کے ساتھ آرٹیکل بھی شائع ہورہے ہیں، اس لئے حالیہ تناظر میں ان کے مسائل کی نوعیت کو جاننا بہت اہمیت کا حامل ہے، نیز یہ جاننا بھی نہایت ضروری ہے کہ پاکستانی حکومت کی طرف سے پاکستانی مذہبی اقلیتی برادریوں کے حقوق کی حفاظت اور ان کے مسائل کے حل کی خاطر کیا اقدامات کئے جارہے ہیں، اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اقلیتوں کو کیا حقوق حاصل ہیں، اور اسلامی ریاست کے تحت مذہبی اقلیتوں کے مسائل کا حل کیونکر ہو سکتا ہے۔

## بیانِ مسئلہ / مسئلہ تحقیق کی وضاحت: (Statement of the Problem)

پاکستان میں مذہبی اقلیتیں آباد ہیں، جن میں خصوصاً مسیحی اقلیت کو سماجی وعائلی و معاشی اور تعلیمی مسائل کا سامنا ہے، ان مسائل کی نوعیت کو واضح کرنا اور ان مسائل کا تجزیہ کرنا اور آئین پاکستان اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا حل پیش کرنا۔

## مقاصدِ تحقیق:(Objectives of the Study)

اس تحقیق کے بنیادی مقاصد درج ذیل ہیں

- پاکستان میں موجود مسیحی کمیونٹی کو درپیش سماجی وعائلی مسائل جاننا۔
- اسلامی تعلیمات اور پاکستانی قوانین برائے اقلیتوں کا جائزہ لینا۔
- پاکستان میں مسیحی کمیونٹی کے لئے قانون سازی اور مسائل کے حل کے لئے کوششوں کا جائزہ لینا۔
- اسلامی تعلیمات اور پاکستانی آئین و قوانین کی روشنی میں مسیحی کمیونٹی کو درپیش مسائل کا حل پیش کرنا۔

## سوالاتِ تحقیق:( Research Questions)

اس مقالے کے تحقیقی سوالات درج ذیل ہیں:

1. پاکستان میں مسیحی کمیونٹی کو کس نوعیت کے سماجی وعائلی مسائل درپیش ہیں؟
2. اسلامی تعلیمات اور پاکستانی قوانین مذہبی اقلیتوں کو کیسے تحفظ فراہم کرتے ہیں؟
3. مسیحی کمیونٹی کو درپیش سماجی وعائلی مسائل کا اسلامی تعلیمات اور آئینِ پاکستان کی روشنی میں کیا حل ہے؟

## تحدید اور دائرہ کارِ موضوع: (Delimitations of the Study)

پاکستان میں اقلیتوں کے حوالے سے کافی تحقیقی کام ہوئے ہیں، ان میں اکثر تحقیقی کاموں کی نوعیت اقلیتوں کے حقوق اور عمومی مراعات کے حوالے سے ہے۔ لیکن زیر نظر تحقیقی کام سابقہ کاموں سے مختلف پاکستان میں موجود مسیحی اقلیت کے سماجی، عائلی مسائل دریافت کرتا ہے اور اسلام کی تعلیمات اور پاکستانی آئین و قوانین میں موجود ان مسائل کے حل کا تجزیہ کرتا ہے۔

## منہجِ تحقیق:(Research Method & Methodology)

1. اس تحقیق کا بنیادی اسلوب تجزیاتی ہے۔
2. تحقیق کی تکمیل کے لئے انٹرویو، اور سوالنامہ کے ذریعے مواد اکٹھا کیا گیا ہے۔
3. موضوعِ تحقیق میں مکمل سعی کے ساتھ اصل مصادر و مراجع استعمال میں لائے گئے ہیں اور بوقت ضرورت ثانوی مصادر و مراجع بھی استعمال کئے گئے ہیں۔
4. تحقیق کے جدید ذرائع، اہم ویب سائٹ اور ریسرچ پیپرز اور الیکٹرونک بکس سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔
5. مقالہ کی تحریر اور حوالہ جات کے لئے نمل اسلام آباد کا منظور شدہ طریقہ کار (Format) اختیار کیا گیا ہے۔
6. اس تحقیق میں پاکستان میں موجود عیسائی کمیونٹی کو درپیش سماجی و عائلی مسائل کی جانچ کے لئے تجزیاتی طرزِ تحقیق کو عمل میں لایا گیا ہے، سب سے پہلے عیسائی کمیونٹی کے مفروضہ مسائل کا تعین کیا گیا، پھر اس سے متعلق مواد اکٹھا کیا گیا، اس کے لئے انٹرنیٹ پر موجود ویڈیو کا بھی سہارا لیا گیا جس میں پاکستان بھر میں مختلف طبقات کے مسیحی لوگوں کا انٹرویو لیا گیا ہے، جمع شدہ مواد مفروضے سے متعلق تفصیل اور دلائل کے لئے معاون ثابت ہوا، اور اس کے ساتھ سوالنامہ کے ذریعے معاشرے میں موجود عیسائی کمیونٹی کے باشندوں سے انفرادی طور پر سماجی و عائلی مسائل سے متعلق مواد اکٹھا کیا گیا، اور پاکستانی قانون سے متعلق ان کی رائے پوچھی گئی، کہ آیا پاکستانی قانون پر عمل ان کے مسائل کے حل کے لئے کافی ہے، اور اس کے ساتھ ان کے سماجی و عائلی مسائل کے حل کے لئے ان کی رائے دریافت کی گئی۔

## ابواب وفصول کی تقسیم وترتیب:(Chapterization of Research Theme)

مقالہ کو چار ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے، پہلے باب میں پاکستانی مسیحی کمیونٹی کے تاریخی پسِ منظر کو ذکر کیا گیا ہے، برصغیر میں مشنریز کی آمد کے ساتھ ان کی تبلیغ و تشہیر کے حوالے سے بحث کی گئی ہے، اور تاریخ کے ذیل میں مسیحی رہنماؤں کی قیامِ پاکستان میں کردار کو ذکر کیا گیا ہے، اور اس کے ساتھ پہلے باب کی فصل سوم میں ان کی مختلف شعبہ ہائے زندگی میں خدمات کو ذکر کیا گیا ہے۔ دوسرے باب میں مذہبی اقلیتوں سے متعلق اسلام اور پاکستان قوانین کا ذکر ہے اور باب سوم اور چہارم میں مسیحی کمیونٹی کے سماجی اور عائلی مسائل کو ذکر کر کے اسلام اور پاکستانی قوانین کی روشنی میں ان کے حل کی تجاویز پیش کی گئی ہے۔

## باب اول: پاکستان میں مسیحی اقلیت: تاریخی پسِ منظر

**فصل اول:** پاکستان میں مسیحی اقلیت کی آبادکاری کی تاریخ

**فصل دوم:** پاکستان میں مسیحی اقلیت کا قیامِ پاکستان میں کردار

**فصل سوم:** پاکستان میں مسیحی اقلیت کی مختلف شعبہ ہائے زندگی میں سرگرمیاں

# باب اول

## پاکستان میں مسیحی اقلیت: تاریخی پسِ منظر

پاکستان میں مسیحی کمیونٹی کی تاریخ بہت پرانی ہے، برصغیر کے اس خطے سے ان کا تعلق کئی صدیوں پرانا ہے۔ قیام پاکستان سے قبل برصغیر میں مسیحی کمیونٹی بھی یہاں کے دوسرے باشندوں کی طرح آباد تھی، کچھ تو یہاں کہ مقامی عیسائی تھے جو کئی صدیوں سے یہاں آباد تھے لیکن اکثر پندرہویں یا سولہویں صدی میں یورپ ممالک کے مشنریز کی باقاعدہ آمد کے بعد ان کی دعوت پر عیسائی ہوگئے تھے۔ ہر دو قسم کے عیسائی اس سرزمین کو اپنی دہرتی مانتے تھے۔ چنانچہ جب قیام پاکستان کی تحریک شروع ہوئی تو جو اس خطے کے باشندے تھے انہوں نے بھی اپنی دہرتی کی آزادی کے لئے قیام پاکستان میں حصہ لیا۔

اس کے علاوہ اگر دیگر لیٹریچر پر اعتماد کیا جائے تو عیسائیت کا ہندوستان میں آمد کا ثبوت 52CE کا ملتا ہے، جیسا کہ مصنف لکھتے ہیں۔

> Saint Thomas[7], a disciple of Jesus. “Christianity was brought to India by He went as a missionary to India about 52 CE (Common Era), spreading the gospel and establishing the church. He was killed in Myla pore, Chennai (Madras) for witnessing to his faith. “Thomas Church” is still part of the Christians tradition on India”[8].

---

7. تھامس رسول، جسے ڈیڈیمس بھی کہا جاتا ہے، نئے عہد نامے کے مطابق یسوع کے بارہ رسولوں میں سے ایک تھا۔ تھامس کو عام طور پر "ڈبٹنگ تھامس" کے نام سے جانا جاتا ہے کیونکہ اس نے یسوع کے جی اٹھنے پر شک کیا جب اس کے بارے میں پہلی بار بتایا گیا۔ بعد میں، اس نے یسوع کے مصلوب ہونے کے زخموں پر اپنے ایمان کا اعتراف کیا۔ (Hoiberg, Dale H. The New Encyclopaedia Britannica in 32 Volumes. Chicago, IL: Encyclopaedia Britannica, Inc., 2007).

8. Glory Dharmaraj, “India & Pakistan” (A Mission Study for 2005-2006),) General Board of Global Ministries, The United Methodist Church, 2005) , p. 34.

عیسائیت عیسیٰ کے شاگرد تھامس کے ذریعے ہندوستان میں آئی تھی۔ وہ 52 م عیسوی (مشترکہ دور) میں ہندوستان میں ایک مشنری کی حیثیت سے خوشخبری پھیلانے اور چرچ کو قائم کرنے کے لئے گیا۔ چنئی (مدراس) کے اپنے میلاپور میں اپنے عقیدے کی گواہی دینے پر اسے قتل کیا گیا۔ "تھامس چرچ" اب بھی ہندوستان میں عیسائیوں کی روایت کا ایک حصہ ہے

پاکستان کا وجود ایک طویل جدوجہد کا نتیجہ ہے، پاکستان کے قیام میں بنیادی کردار تو مسلمانوں کا تھا اور اسلام کی نشرو اشاعت اور مسلمانوں کی بقا کی خاطر پاکستان کا نام لیا گیا تھا لیکن اس جدوجہد میں اس خطے کے دیگر مذاہب کے لوگوں نے بھی مسلمانوں کا ساتھ دیا، اور اپنی آزادی کے لئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اور جانوں کا نظرانہ پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا، اور لاکھوں جانیں پیش کرنے کے نتیجے میں پاک خطہ دنیا کے نقشے میں ابھر کر سامنے آیا، تقسیم کے بعد جو عیسائی کمیونٹیاں جس خطے میں آباد تھیں انہوں نے ہجرت کر کے دوسرے خطے کی طرف جانے کے بجائے اسی خطے میں رہنے کو ترجیح دی، اسی لئے تقسیم کے نتیجے میں دونوں طرف ہندوستان اور پاکستان میں عیسائی کمیونٹی کی پوری پوری بستیاں، آبادیاں، علاقے اور ادارے حصے میں آئے۔

> The first, and simplest, reason is longevity. Christians have been present in South Asia longer than almost anywhere else outside the Eastern Mediterranean. Orthodoxy first came to Taxila (Pakistan) and to Kerala (India) in 52 CE (or perhaps a little later),"[9]

پہلی اور آسان ترین وجہ لمبی عمر ہے۔ عیسائی مشرقی بحیرہ روم سے باہر کہیں بھی جنوبی ایشیا میں موجود ہیں۔ آرتھوڈوکس سب سے پہلے 52 عیسوی میں ٹیکسلا (پاکستان) اور کیرالا (انڈیا) آیا (یا شاید تھوڑی دیر بعد)،

پاکستان کی تاریخ میں ایک بڑا حصہ غیر مسلم اقلیتوں کا ہے۔ قیامِ پاکستان میں غیر مسلوں نے خصوصا مسیحی کمیونٹی نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، چونکہ پاکستان کے بعض علاقوں میں مسیحی کمیونٹی قیام پاکستان سے پہلے کی قائم تھی، اور وہ اس زمین کا اپنی زمیں مانتے تھے اس لئے اس کی آزادی کے لئے بھی کوشاں تھے۔ پاکستان میں مسلمانوں کے علاوہ دیگر

---

[9]. Phan, Peter C. "Christianities in Asia". (Malden, Ma: Wiley-Blackwell.A John & Sons Publication Thomson Digital, Noida, India. Printed in Singapore. 2011), p. 9.

مذہبی کمیونٹیوں کو بھی مذہبی آزادی چاہیے تھی، اور پاکستان نے ان کو ہر طرح کی آزادی دینی تھی جہاں وہ بغیر کسی روک ٹوک کے اپنے مذہب پر عمل، اور دیگر سرگرمیاں سرانجام دے سکتے ہوں۔

اس باب میں برصغیر سے لے کر پاکستان میں عیسائی کمیونٹی کی آبادکاری اور ان کی مختصر تاریخ بیان کی جائے گی جس میں ان کا پاکستان میں رہائش کا پسِ منظر بیان کیا جائے گا اور اس کے ساتھ ان کے بڑوں نے جو قیام پاکستان کے لئے قربانیاں دیں اور اپنا کردار ادا کیا اس کو بیان کیا جائے گا اور اس باب کے آخری حصے میں عیسائی کمیونٹی کا پاکستان کے مختلف شعبہ ءہائے زندگی میں کردار اور سرگرمیوں کا جائزہ لیا جائے گا۔

# فصل اول

## پاکستان میں مسیحی اقلیت کی آبادکاری کی تاریخ

پاکستان کے قیام کا بنیادی مقصد مسلمانوں کی آزادی تھا، جہاں مسلمان آزادی سے اپنے مذہب پر عمل پیرا ہو سکیں، جہاں ان کو ظلم وستم کا نشان نہ بنایا جائے، جہاں وہ آزادی سے اسلامی شعار کو فروغ دے سکیں اور آزادی سے اسلامی معاشرت قائم کر سکیں، اسلام کی تعلیمات پر عمل کر سکیں اور اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اسلام زندہ کر سکیں۔ جیسے پاکستان مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا انعام ہے، جہاں ان کو مذہبی آزادی حاصل ہے وہاں پاکستان کے اس خطے میں بسنے والے دیگر مذاہب کے لوگوں کے لئے بھی تحفہ ہے۔

خصوصاً پاکستان اس علاقے میں بسنے والے مسیحی برادری کے لئے بھی تحفہ ہے جو کئی صدیوں سے اس سرزمین میں آباد ہیں، پاکستان کا یہ خطہ یہاں کے بسنے والے مسیحیوں کے لئے نیا نہیں ہے، پاکستان میں مسیحیت[10] کی تاریخ قیامِ پاکستان سے قبل کئی صدیوں پرانی ہے، برصغیر (sub-continent) اقوامِ عالم کی توجہ کا مرکز رہا ہے، اس کا سبب اس خطے میں وسیع وزرخیز زمین، فلک بوس پہاڑیاں، خوبصورت وادیاں، سرسبز وشاداب میدان، ہرے بھرے لہلاتے کھیت ، پرکیف باغات اور معدنی وسائل ہیں۔ انہیں قدرتی وسائل کو حاصل کرنے کے لئے دیگر اقوامِ عالم کی طرح مسیحیوں نے بھی اس خطے میں آنے کا ارادہ کیا اور ان کی برصغیر میں آمد تجارتی قافلوں کی صورت میں ہوئی۔ تقسیم سے قبل پاک وہند ایک ہی خطہ تھا، لہذا مسیحیوں کی آمد کا سلسلہ اس مجموعی خطے میں ہوا جو بعد میں پاکستان اور ہندوستان میں تقسیم ہوگیا، مسیحی ہندوستان کے ساحلی علاقوں کے راستے ہندوستان میں داخل ہوئے، اور تجارت کی غرض سے بڑی بڑی منڈیاں قائم کیں۔

---

10. وہ مذہب جو اصلیت کو ناصرہ کے باشندے یسوع کی طرف منسوب کرتا ہے، اور اسے خدا کا منتخب (مسیح) مانتا ہے (برٹانیکا انسائیکلوپیڈیا)

# غیر ملکی مشنریوں کی برصغیر میں آمد

برصغیر قدرتی معادنیات وذخائر سے مالامال دنیا کا بہترین خطہ ہے، لہذا اقوام کی بہت شروع ہی سے نظریں اس خطے پر تھیں، لہذا موقعہ ملنے پر مختلف علاقوں سے لوگوں نے اس خطے کا رخ کیا، اور تجارت کی بنیاد پر یہاں آکر آباد ہوئے، جن میں عیسائیت کی تبلیغ کی غرض سے غیر ملکی مشنری بھی آئے۔

## مشنری

مشنری مشن سے ہے اور مشن کسی مقصد، مخصوص فرائض منصبی، دینی تبلیغ کا کام، عیسائیوں کی تبلیغی جماعت، سفارت، وفد[11] کو کہتے ہیں۔ مشنری وہ مذہبی فرد ہے جس دوسروں کو مذہبی تعلیم دینے اور معاشی دیکھ بھال کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے، اور دوسرے علاقے میں اس کام کے لئے جاتا ہے، عمومی طور پر یہ اصطلاح عیسائی مشنریوں کے لئے استعمال ہوتی ہے، عیسائی مشنریز دنیا بھر بالخصوص یورپ سے برصغیر میں اپنے مشن کے لئے آئے۔

## برصغیر اور یورپ کے مابین تجارتی تعلقات

برصغیر پاک وہند اور یورپ کے مابین بہت قدیم زمانے سے تجارتی تعلقات قائم تھے، برصغیر تجارتی لحاظ سے انتہائی اہمیت کا حامل تھا، برصغیر کی مصنوعات افریقہ، ایشیاء اور یورپ تک جاتی تھیں، برصغیر کا تجارتی قافلہ کابل اور قندھار کے راستے بلخ، سمرقند تک جاتا، اور اسکے علاوہ سمندری راستوں سے خلیج فارس کے راستے بصرہ اور بغداد پہنچتا، اس قدیم تجارتی تعقات کے ساتھ ساتھ مشنریز کا سلسلہ بھی جاری تھا، اسی لئے انیسوین صدی کے نصف میں ہندوستان کے مختلف علاقوں میں یورپی ممالک کے مشنریز خاصی تعداد میں موجود تھے۔

---

[11]. کھوکھر، وصی اللہ، **جہانگیر اردو لغت: جامع ترین**، (جھانگیر بکس، لاہور، )2010، ص:1546

> "1852ء میں انگلستان، اسکاٹ لینڈ، آئرلینڈ، سوئزرلینڈ، جرمنی پروشیا، متحدہ ریاستہائے امریکہ کی بائیس مشنری سوسائیٹیوں کے نمائندے ہندوستان میں سیلون کے اندر کام کررہے تھے ان میں 43 غیر ملکی مشنری تھے"[12]

برصغیر کو اللہ تعالیٰ نے قدرتی وسائل کا بہت ذخیرہ عطا فرمایا، اسی ذخائر اور قیمتی وسائل کی تلاش میں دنیا کی دوسری طاقتیں اور قومیں یہاں آکر آباد ہوئیں، برصغیر کے جنوب میں صوبہ کیرالہ اس حوالے سے بہت اہمیت کا حامل ہے کہ وہ ساحل سمندر ہونے کے باعث بحرہند کے ذریعے دوسرے برِاعظموں کے لئے تجارتی راستہ اور لوگوں کی آمدو رفت کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔ انہیں تجارتی راستوں کے ذریعے عیسائی برصغیر میں آئے اور عیسائیت کی تبلیغ کو اپنا مشن بنایا۔

## برصغیر کے ساحلی علاقوں میں مسیحیوں کی آمد

برصغیر کے ساحلی علاقے وہ راستے ہیں جہاں قدیم زمانے سے یورپ اور افریقہ کے ممالک کے ساتھ تجارتی مراسلات قائم تھے، برصغیر کو اللہ تعالیٰ نے قدرتی ذخائر سے نوازا، یہاں کی مصنوعات دیگر براعظم میں بہت مرغوب تھیں، لہذا تجارتی راستوں سے ان علاقے کے مشنریز بھی برصغیر میں آئے۔

> "پرتگیزوں[13] نے سب سے پہلے برصغیر کا بحری راستہ دریافت کیا اور انہوں نے ہی پہلے پہل برصغیر سے تجارتی روابط قائم کئے، واسکوڈے گاما نے مقامی ہندو راجہ زمبورن سے تجارتی مراعات حاصل کرکے ساحلی علاقے میں کئی ایک نو آبادیات قائم کیں، 1499ء میں عرب تاجروں کی مخالفت کے باوجود برصغیر میں تین ماہ رہنے کے بعد واسکوڈے گاما برصغیر کے مال سے مالامال ہو کر واپس وطن لوٹا"[14]

---

[12]. صابری، امداد، فرنگیوں کا جال، مرتب فاروق ارگلی، (فرید بک ڈپو دہلی، 2008)، ص55

[13]. پرتگیزی جہازرانوں نے 1419ء میں افریقا کے ساحلوں کی کھوج کا آغاز کردیا تھا، جو مسالوں کی تجارت کے لیے نئے بحری راستوں کی تلاش کے لیے شروع کی گئی تھی۔ جہازرانی، نقشہ سازی اور اُس وقت کی جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے پرتگیزی جہازراں کامیابیوں پر کامیابیاں سمیٹتے گئے۔ 1488ء میں بارتولومیو دیاس پہلی بار راس امید پہنچا اور 1498ء میں واسکوڈے گاما ہندوستان پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ (فرنگیوں کا جال، ص51)

[14]. ملک, محمد عبداللہ، تاریخ پاک و ہند (712 تا 1707)، (قریشی برادرز اردو بازار، لاہور 1971ء)، ص613۔

پرتگالی عیسائیوں کی آمد ہندوستان میں سولہویں صدی کے آغاز میں ہوئی، پرتگالی عیسائی پوپ کے تابع تھے، اور دوسرے عیسائیوں کو بھی پوپ کے تابع کرنے کی کوششیں کرتے تھے۔ اور ہندوستان میں ان کی آمد سے قبل شامی عیسائی یہاں موجود تھے، لیکن کچھ اختلافات کی بناپر وہ آپس میں مل کر عیسائیت کی تبلیغ کا کام نہیں کر سکے، اور تجارت کی غرض سے پرتگالی عیسائی بھی ہندوستان آئے، اور یہاں آبادکاری کے لئے ہندو عورتوں سے شادیاں بھی کیں۔

> "The First Protestant[15] missionaries arrived in India much later than the Catholic[16]. They were Bartholomeus Ziegenbalg and Henry Plutschau[17], German who came to India in 1706. Sent by a Dutch mission society[18], they founded what is known as the Tranquebar Mission.Many missionaries from several denomination went to India in the nineteenth century. Among them was William Carey, a Baptist missionary who went to India 1793. He set up a Bible factory near Calcutta and translated the Bible into more than thirty languages. The majority of these missionaries were evangelicals from Great Britain and the United States"[19].

پہلے پروٹسٹنٹ مشنری کیتھولک سے بہت بعد میں ہندوستان پہنچے۔ وہ برتھولومئس جیجنبلگ اور ہنری پلوٹاؤ، جرمن تھے جو 1706 میں ہندوستان آئے تھے۔ ایک ڈچ مشن سوسائٹی کے ذریعہ بھیجے گئے، انہوں نے اس

---

.[15] Protestantism, Christian religious movement that began in northern Europe in the early 16th century as a reaction to medieval Roman Catholic doctrines and practices. After a series of European religious wars in the 16th and 17th centuries, and especially in the 19th century, it spread throughout the world. (Britannica)

ترجمہ: پروٹسٹنٹ ازم، عیسائی مذہبی تحریک جو شمالی یورپ میں 16 ویں صدی کے اوائل میں قرون وسطی کے رومن کیتھولک عقائد اور طریقوں کے رد عمل کے طور پر شروع ہوئی۔ 16 ویں اور 17 ویں صدیوں اور خاص طور پر 19 ویں صدی میں یورپی مذہبی جنگوں کے ایک سلسلے کے بعد یہ پوری دنیا میں پھیل گئی۔ (برٹانیکا انسائیکلوپیڈیا)

.[16]Roman Catholicism, Christian church that has been the decisive spiritual force in the history of Western civilization. Along with Eastern Orthodoxy and Protestantism, it is one of the three major branches of Christianity. (Britannica)

ترجمہ: رومن کیتھولک ازم، عیسائی چرچ جو مغربی تہذیب کی تاریخ میں فیصلہ کن روحانی قوت رہا ہے۔ مشرقی آرتھوڈوکس اور پروٹسٹنٹ ازم کے ساتھ ساتھ یہ عیسائیت کی تین بڑی شاخوں میں سے ایک ہے۔ (برٹانیکا انسائیکلوپیڈیا)

[17]. Heinrich Plütschau (last name also Plütschow or Plütscho; 1676, Wesenberg, Germany – 4 January 1752, Beidenfleth, Denmark) was, along with Bartholomäus Ziegenbalg, the first German evangelical priest to arrive in India.

[18]. جنہوں نے سب سے پہلے لندن مشنری سوسائٹی (ایل ایم ایس) کی خدمت کی، دسمبر 1797 میں ڈچ مشنری سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔ اس کا مقصد مشنوں میں ڈچ کی دلچسپی کو بڑھانا تھا۔

[19]**.** Dharmaraj, Glory E. 2005. **India & Pakistan: A Mission Study for 2005-2006**. (Cincinnati: General Board of Global Ministries.), p.40

کی بنیاد رکھی جس کو ٹرانکبار مشن کے نام سے جانا جاتا ہے، انیسویں صدی میں متعدد فرقوں کے بہت سے مشنری ہندوستان گئے تھے۔ ان میں سے ایک بپٹسٹ مشنری ولیم کیری بھی تھا، جو ہندوستان گیا تھا۔ ان مشنریوں کی اکثریت برطانیہ اور امریکہ سے انجیلی بشارت کی تھی۔

اس سے معلوم ہوا کہ برصغیر کے اس خطے میں مختلف علاقوں سے عیسائی مشن کی باقاعدہ آمد کا سلسلہ سترھویں صدی کے شروع ہو چکا تھا، اور زیادہ تر مشنریز برطانیہ اور امریکہ کے تھے اور وہ بھی ایونجلکل (Evangelical)[20] تھے۔

بیرون آمدہ مشنریز کی تبلیغ کے ذریعے جو لوگ برصغیر میں عیسائی ہو رہے تھے ان میں زیادہ تر وہ تھے جو دیہاتی، اینگلو[21] انڈین یا اچھوت ذات[22] سے تھے، کیونکہ عیسائی بننے والے کو مال و زر سے بھی نوازا جاتا تھا، اس لئے جو وہ کھوتے تھے اس سے زیادہ پا لیتے تھے۔

## مالابار میں آمد

ہندوستان کے جنوب میں ایک ریاست کیرالہ[23] بہت مشہور ہے، اور اسی کو مالابار بھی کہا جاتا ہے، خوبصورت ساحلی علاقہ ہے، ہزاروں سال قبل مالابار کے ساحل سے لوگ اس علاقے میں داخل ہوئے تھے، تاریخ میں یہاں عرب تاجروں کی آمد اور یہاں کے راجہ کے مسلمان ہونے کی روایت بھی ملتی ہے، دیگر مذاہب بھی صدیوں پہلے یہاں آئے۔

"وہ مالابار کا ہی خوبصورت شہر تھا جہاں سے یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں نے صدیوں پہلے ہندوستان میں قدم رکھا تھا"۔[24]

---

[20]. Evangelicalism is a movement within Christianity that emphasizes reliance on Scripture over tradition and that holds conversion to be the foundation of the life of the believer. The doctrine that Jesus Christ died to atone for the sins of mankind is central to evangelical beliefs.(Britannica)

ترجمہ: ایونجلیکل ازم عیسائیت کے اندر ایک تحریک ہے جو روایت پر صحیفہ پر بھروسہ کرنے پر زور دیتی ہے اور جو تبدیلی کو مومن کی زندگی کی بنیاد رکھتی ہے۔ یہ نظریہ کہ یسوع مسیح بنی نوع انسان کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کے لیے مرا، انجیلی بشارت کے عقائد میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ (برٹانیکا انسائیکلوپیڈیا)

[21]. اینگلو ایک سابقہ ہے، دوغلا، آدھا انگریز، آدھا ہندوستانی۔ (فیروز اللغات، ص152)

[22]. اچھوت، ہندوؤں کی نیچ ذات کا آدمی، شودر، چھونے کے ناقابل، نجس، ناپاک۔ (جہانگیر اردو لغت، ص23)

[23]. بھارت کی ایک ریاست ہے جو دکن کے جنوبی حصہ میں واقع ہے۔ اس کا دار الحکومت تریونڈرم ہے۔ اس ریاست کی زبان ملیالم ہے۔ عرب تاجروں نے یہاں اسلام متعارف کروایا، (برٹانیکا انسائیکلوپیڈیا)

[24]. سہیل حلیم، "کیرالہ: بھارت میں مذہبی رواداری کی مثال"، بی بی سی اردو ڈاٹ کام، نئی دہلی، 23 اکتوبر 2015۔

مالابار مذہبی ہم آہنگی کی مثال ہے، جگہ جگہ مساجد، گرجاگھر اور سناگوگ نظر آتے ہیں، یہاں مذہبی اور ثقافتی روایات کو برقرار رکھا گیا ہے، یہاں مختلف مذاہب کے لوگ ایک ساتھ رہتے ہیں، لیکن کبھی مذہبی تشدد کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ خاص مسیحی کمیونٹی کی آمد اس علاقے میں چوتھی صدی عیسوی میں ہوئی، یہ ان کی باقاعدہ آبادکاری تھی۔ ہندستان کے ساحل مالابار میں شامی خاندان کے کچھ مسیحی آباد ہوئے۔

'قدیم تاریخ ہند' کے مصنف ڈاکٹر محمد جمیل الرحمٰن لکھتے ہیں۔

"میرے نزدیک بشپ میڈلی کاٹ کا یہ خیال بالکل درست ہے کہ تھیوفلس ہی ساحل مالابار پر آیا تھا اور اسی نے اس علاقے میں عیسائیت کی بنیاد رکھی تھی"[25]

مالابار کے ساحل کیرالا میں سینٹ تھامس کی آمد کی وضاحت بہت سی انگریزی کتب میں بھی ملتی ہے، یہی وہ پہلا سینٹ تھا جو اس سرزمین میں سب سے پہلے آیا تھا، اور اب وہاں پر اس کے نام سے موسوم ایک چرچ قائم ہے۔

The origin of Christianity in Pakistan are not very clear. There is a belief, at any rate among the Christian of Pakistan, that the church there had its origins as early as the First Century CE, and was established by Thomas the Apostle.[26]

"پاکستان میں عیسائیت کی اصلیت زیادہ واضح نہیں ہے۔ پاکستان کے عیسائیوں کے مابین کسی بھی اعتبار سے یہ عقیدہ موجود ہے کہ وہاں کے چرچ کی ابتدا پہلی صدی عیسوی کے آغاز سے ہی ہوئی تھی، اور یہ تھامس رسول نے قائم کیا تھا"۔

ان اقتباسات کے ذریعے یہ واضح ہے کہ پہلی صدی میں سینٹ تھامس اس سرزمین میں آئے اور انہوں نے اس علاقے میں چرچ کی بنیاد رکھی۔ اور ان کے علاوہ دیگر مسیحی مآخذ کی طرف رجوع کیا جائے تو یہی وضاحت سامنے آتی ہے کہ عیسائیوں کی آمد کا سلسلہ اس علاقے میں بہت پرانا ہے۔

---

[25]. وی-اے سمتھ، ترجمہ پروفیسر محمد جمیل الرحمٰن، قدیم تاریخ ہند، (تخلیقات لاہور، علی پلازہ، 3مزنگ روڈ، 2001)، ص307۔

[26]. Theodore Gabriel, **Christian Citizen in an Islamic State, The Pakistan Experience**, (*The University of Gloucesterdhire, UK*, Ashgate Publishing Limited, UK, 2007), p. 9.

"صوبہ کیرالہ ہندوستان میں محل وقوع کے لحاظ سے دوسرے تمام صوبوں میں ممتاز ہے، یہ صوبہ بحر ہند ذریعے مزرق وسطیٰ اور بحیرہ روم سے ملتا ہے۔ اسی وجہ سے عین ممکن ہے کہ قدرتی ذرائع اور جارت کی بنیاد پر ہی اسلام، عیسائیت اور یہودیت کی ابتداء ہندوستان میں اسی سرزمین میں ہوئی ہو"[27]

اور اس کے علاوہ پرتگالی عیسائی بھی مالابار ہندوستان میں پندرھویں صدی میں آئے اور اس علاقے میں پہلے سے عیسائی موجود تھے، اور انہوں نے نووارد عیسائیوں کا خیر مقدم کیا، اور چونکہ پرتگالی پوپ کے تابع تھے، لہذا انہوں نے مالابار میں موجود عیسائیوں کو بھی پوپ کا تابع کرنے کی کوشش کی، خیر دونوں کا مقصد عیسائیت کی تبلیغ تھا، اور انہوں نے برصغیر مین عیسائیت کی تبلیغ کی اور وقت کے ساتھ ترقی کر کے باقاعدہ آبادکاری کی۔

شامی عیسائی بھی چوتھی صدی عیسوی میں مالابار میں آئے اور یہاں پر موجود راجاؤں نے ان کا خیر مقدم کیا اور ان کو بہت سی مراعات سے نوازا۔ جس علاقے میں شامی عیسائی آئے وہاں کے لوگ انتہائی مہمان نواز تھے، انہوں نے ان کو مراعات دی اور خیر مقدم کیا، ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا جس کی بنا پر ان کو اس زمیں میں رہنا اور اپنا وطن بنانا آسان ہو گیا، اور عیسائیت کی تبلیغ کے سلسلے میں سہولت ہوئی۔ اور وہاں کے بااختیار لوگوں نے ان کو اختیارات سے بھی نوازا کہ ان کی فوجداری اور دیوانی مقدمات کا تصفیہ خود ان کے بشپ[28] کرتے تھے۔

"جب پرتگالی عیسائی ہندوستان میں 1500ء میں آئے تو مالابار کے عیسایوں نے ان کا پرجوش خیر مقدم کیا اور ان کو یقین تھا کہ پرتگالیوں کی آمد سے ان کے مسیحی تبلیغی مقاصد کو بہت تقویت پہنچے گی، بعد میں ان عیسایوں کو آمدہ عیسائیوں سے مایوسی ہوئی، پرتگالی پادریوں نے ان لوگوں کو پوپ کے تابع کرنے کی سرگرم کوشش کی۔" چھوتھی صدی عیسوی میں کچھ شامی عیسائی ہندوستان کے ساحل مالابار پر آباد ہو گئے تھے۔ مالابار کے راجوں نے ان سے بہت اچھا سلوک کیا، اور یہاں تک ان کو مراعات دیں کہ شامی عیسائیوں کے تمام فوجداری اور دیوانی مقدمات کا تصفیہ خود ان کے بشپ کرتے تھے"[29]

---

[27]. صافی، ڈاکٹر حشمت علی، اور ڈاکٹر حسین احمد. **"برصغیر میں عیسائیت کا تعارف اور اس کا تاریخی ارتقاء۔"** جرنل آف مذہبی علوم، ولیم:1، ایشو:1، دسمبر، 2017

[28]. بشپ، رومن کیتھولک، ایسٹرن آرتھوڈوکس، اور دیگر گرجاگھروں نے یہ نظریہ برقرار رکھا ہے کہ بشپ رسولوں کے جانشین ہیں اور جانشینی کی ایک نہ ٹوٹی ہوئی لکیر رسولوں کو تمام جائز بشپس سے جوڑتی ہے، ایک نظریہ جسے رسولی جانشینی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ (برٹانیکا انسائیکلوپیڈیا)

[29]. صابری، امداد، فرنگیوں کا جال، ص47،46۔

دیگر مذاہبِ عالم کی مثل عیسائیت نے بھی ہندوستان کے اس ساحلی علاقے میں صدیوں پہلے قدم رکھا، اور عیسائی مشنریوں کو یہاں کے راجاؤں نے خیر مقدم کیا، اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ یہاں کے لوگ انتہائی مہمان نواز ہیں، اسی لئے دور دراز سے آئے لوگوں کے ساتھ انہوں نے اچھا سلوک کیا، ان کو غیر معمولی مراعات دیں، جس سے ان کے کام کی بہت پزیرائی ہوئی، اور بہت سہولت میسر ہوئی، مالابار کے جس علاقے میں وہ آئے وہاں سکونت اختیار کی اور آباد ہوئے۔ اس کے علاوہ چوتھی صدی عیسوی میں شامی عیسائی بھی برصغیر کے ساحلی علاقے مالابار میں آئے، ان کا مالابار کے راجاؤں غیر معمولی مراعات نے نوازا۔

## برصغیر کے زمینی علاقوں میں مسیحیوں کی آمد

### پنجاب میں آمد

برصغیر کے پنجاب سے بھی مسیحی کمیونٹی کا تعلق صدیوں پرانا ہے، پنجاب برصغیر کے اہم خطوں میں شامل ہے، پاک وہند کی تقسیم کے بعد یہ خطہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا، ایک حصہ ہندوستان کے پاس ہے وہ بھارتی پنجاب کہلاتا ہے، اور دوسرا حصہ پاکستان کے پاس ہے وہ پاکستانی پنجاب کہلاتا ہے۔ پنجاب کا لفظ فارسی زبان کے دو لفظوں 'پنج' معنی پانچ اور 'آب' معنیٰ پانی کا مجموعہ ہے، یعنی پانچ پانی، پنجاب میں پانچ دریا ہیں، دریائے بیاس، دریائے جہلم، دریائے چناب، دریائے راوی اور دریائے ستلج۔

> "برصغیر پاک و ہند عیسائیوں کے لئے نیا نہیں ہے، یہاں وہ صدیوں پہلے آئے تھے پاکستان جب 1947ء میں دنیا کے نقشہ پر نمودار ہوا تو یہاں کی سرزمین پر وہ آباد تھے بالخصوص پنجاب میں کثرت سے پھیلے ہوئے تھے۔ عیسائی افسرانِ اعلیٰ اپنی غیر جانب داری کے اعلاء کے باوجود مسیحی تبلیغی سرمیوں میں پیش پیش تھے "[30]

---

[30]. صدیقی، محمد نادر رضا، پاکستان میں مسیحیت، (مسلم اکادمی، محمد نگر، علامہ اقبال روڈ لاہور، 1979ء)، ص 304۔

جیمز میسی لکھتے ہیں کہ عیسائیوں کا وجود پنجاب میں سترھویں صدی سے ہے، ان کے مطابق جب امریکی پریسبیٹیرین مشن نے جے سی لاوری کو1834ء میں پہلے مشن کے طور پر پنجاب میں بھیجا تھا اور وہ پنجاب میں لودھیانہ کے مقام پر آئے،

"Panjabi Christianity is one of the youngest Christian communities in India. It was the Presbyterians[31] in the United States (American Presbyterian Mission), who sent the first missionary, John C Lawrie, to Panjab. Lawrie arrived in Ludhiana on 5 November 1834 and established the first mission station in Panjab-[32]

"پنجابی مسیحیت ہندوستان کی سب سے پرانی مسیحی برادری میں سے ایک ہے۔ یہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ (امریکن پریسبیٹیرین مشن) میں پریسبیٹیرین تھے، جنہوں نے پہلا مشنری، جان سی لاری کو، پنجاب بھیج دیا۔ لاری 5نومبر 1834 کولدھیانہ پہنچے اور پنجاب میں پہلا مشن اسٹیشن قائم کیا"

جے سی لاری 1834 میں جب پنجاب پہنچے تھے جبکہ مسیحیت کے آثار اس سے پہلے کے یہاں موجود تھے، اس کا ثبوت ہمیں ایک سکھ رائٹر بھائی گرداس[33] (1646-1737) کی کتابوں میں ملتا ہے، اور اس نے عیسائی کا لفظ اپنی کتا میں استعمال کیا، اس لفظ کے استعمال سے ہمیں سترھویں صدی میں ان کے وجود کا ثبوت ملتا ہے۔

There is evidence that Christianity was present in Panjab even before the arrival of Lawrie. The earliest reference to this comes from the writings of the first Sikh theologian, Bhai Gurdas (1646-1737), who wrote in one of his works known as Var (ballad): Isai (Christians). From these few words we can deduce that there were Christians in and around Panjab during the 17th and 18th centuries”[34].

---

[31]. Presbyterian churches, name given to various Protestant churches that share a common origin in the Reformation in 16th-century Switzerland. Reformed is the term identifying churches regarded as essentially Calvinistic in doctrine. (Britannica)

[32]. Massey, James, **Panjab: The Movement of the Spirit**. (Geneva: Wcc Publications. Geneva, Switzerland, 1996), p.1

[33]. بھائی گرداس (1551-1636) پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں گوئندوال میں والد سری بھائی اشرداس اور والدہ جیوانی کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ نے گوروگرنتھ صاحب کے اصل مصنف کو سنا اور آپ نے چار سکھ گرو کے ساتھ رہے۔

[34]. Massey, James, **Panjab: The Movement of the Spirit** ,p.1

"اس بات کے ثبوت موجود ہیں کہ لاری کی آمد سے قبل ہی عیسائیت پنجاب میں موجود تھی۔ اس کا ابتدائی حوالہ پہلے سکھ مذہبی ماہر، بھائی گورداس (1646-1737) کی تحریروں سے آتا ہے، جنھوں نے اپنی ایک کتاب میں وار (بالیڈ) کے نام سے لکھا: اسائی (مسیحی)۔ ان چند الفاظ سے ہم یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ 17 ویں اور 18 ویں صدی کے دوران پنجاب میں اور آس پاس کے عیسائی تھے"۔

اس کے انجیلی بشارت کے پیروکار مشنری برطانوی راج کے لئے انیسوی صدی میں پنجاب لدھیانہ میں اپنا مشن قائم کر چکے تھے، اس کے ساتھ فوری طور پر انہوں نے 1862 میں اپنا ہیڈ کوارٹر شمالی پنجاب کے سب سے بڑے شہر لاہور میں قائم کیا۔

"From the beginning of the nineteenth century evangelically oriented accompanied ever stage of British Imperial Christian missionaries expansion in India, and since the Punjab was the last region in the subcontinent to fall under British control, they were particularly keen to establish a presence there. By 1830 a Mission Station had been established at Ludhiana in cis-Sutlej Punjab, which gave it read, if surreptitious access-Maharaja Ranjit Singh's domains immediately to the north; and by 1852 by far the biggest ,they were able to transfer their headquarters to Lahore city in Punjab"[35].

"انیسویں صدی کے آغاز سے انجیلی بشارت پر مبنی عیسائی مشنری ہندوستان میں برطانوی شاہی کی توسیع کے ساتھ آئے اور چونکہ پنجاب برصغیر کا آخری علاقہ تھا، جو برطانوی کنٹرول میں آیا، وہ خاص طور پر وہاں موجودگی کے خواہشمند تھے۔ 1830 تک لدھیانہ ستلج پنجاب میں ایک مشن اسٹیشن قائم ہو چکا تھا، جس نے خفیہ طور پر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ڈومین تک رسائی حاصل کی اور اسے پڑھا۔ 1852 تک فوری طور پر اپنا ہیڈ کوارٹر شمال پنجاب کے سب سے بڑے شہر لاہور میں منتقل کرنے میں کامیاب ہو گئے"۔

سابقہ اقتباسات اور کتب کی ورق گردانی اور مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسیحیت کا وجود برصغیر میں ابتدائی دور کا ہے، جب حواریوں[36] میں سے ایک اس سرزمین میں آئے۔ اور اسی وقت سے برصغیر میں عیسائیت کی تبلیغ

---

[35]. Ballard, Roger. n.d. "THE CHRISTIANS of PAKISTAN A HISTORICAL OVERVIEW and an ASSESSMENT of THEIR CURRENT POSITION.". http://crossasia-repository.ub.uni-heidelberg.de/3372/1/christiansinpakistan.pdf. Accessed September 20, 2021

[36]. حواری، انبیاء کے دست و بازو، خاص حضرت عیسیٰؑ کے ساتھیوں کا لقب، وہ شخص جو وفاداری سے کام کرے۔۔ (جہانگیر اردو لغت، 668)

شروع ہوئی۔ اور پھر سترہویں صدی میں باقاعدہ مشنریز کی آمد ہوئی اور انہوں نے اپنے مشن کے کام کو بہت منظم انداز سے برصغیر میں کیا، آبادکاری کی، تعلیمی ادارے قائم کئے اور بہت سے مراعات پائے اور بااختیار ہوئے۔

مشنریز نے اپنی زندگی کا مقصد عیسائیت کی تبلیغ بنایا، اس مقصد کی خاطر انہوں نے اپنے وطنوں کو خیر آباد کہا، اور ہر ممکن مشکلات اور کٹھن گھڑیوں کے لئے اپنے آپ کو تیار کیا، اور اپنے آرام اور آسائشوں کو چھوڑ کر دور دراز کے علاقوں میں زندگی گزار دی۔ یورپ اور امریکہ کے علاقوں سے مشنریز تجارتی راستوں کے ذریعے برصغیر میں داخل ہوئے اور اسی کو اپناوطن بناکر ساری زندگی عیسائیت کی تبلیغ کرتے انہیں زمینوں میں گزار دی۔

## پاکستان میں مسیحی اقلیت کی تبلیغ و تشہیر

برصغیر میں عیسائی مشنریز کی آمد کے بعد جو عیسائی کمیونٹی یہاں آباد ہوئی وہ یہیں کی ہو گئی، لہذا قیام پاکستان سے قبل ہی ان علاقوں میں عیسائی لوگ آباد تھے اور ان علاقوں سے باشندے تھے، اور ان علاقوں سے خوب مانوس تھے، ابتداءً ان کی تعداد زیادہ نہیں تھی لیکن بعد میں وقت کے ساتھ اس میں بھی اضافہ ہوا، اور ساتھ ساتھ ان کی محنت کے نتیجے میں بہت سے افراد اور ادارے پاکستان کے قیام کے بعد عیسائیت کی تبلیغ سے وابستہ تھے اور مشنریز کے ساتھ کاموں میں سرگرم تھے۔ قیام پاکستان کے نتیجے میں ہر طرف بے سروسامانی اور ہجرت[37] کا عالم تھا جو لوگ ہجرت کر کے آئے تھے ان میں اکثر کے پاس رہنے کے لئے چھت تک نہیں تھی۔

ایسے میں عیسائی مشنریز کو موقعہ ملا کہ وہ ان کمزور لوگوں کو اپنا نشانہ بنائیں اور ان کی دادرسی کر کے ان کو عیسایت کہ طرف مائل کریں، اور ایسا ہی ہوا انہوں نے موقعے کا خوب فائدہ اٹھایا اور تبلیغ کے کام کو بڑھادیا، لوگوں کو ضرورت کا سامان دیا۔ ایسے نازک حالات میں مشنریز پورے سازوسامان کے ساتھ مہاجروں اور شرنارتھیوں کے ہمدردی کے جذبہ کے نام پر حرکت میں آگئے، کرسچن ریلیف کمیٹی قائم کر دی گئی

---

[37]. وطن کو ہمیشہ کے لئے چھوڑنا۔ (فیروز اللغات، ص1434)

قیام پاکستان کے بعد چونکہ مہاجروں کی حالت بہت خراب تھی، کمزور حالت میں تھے، ایسے میں مشنریز نے لوگوں کو عیسائیت کی دعوت دینے میں اپنی محنت کو بڑھایا، ہمدردی ظاہر کی، اور ضروری سامان دیا اور نئے جگہ سے متعارف کروایا۔ اور بہت سے ایسے اقدامات کئے، لٹریچر[38] کی تقسیم، تعلیمی اداروں کا قیام وغیرہ جن کے ذریعے انہوں نے لوگوں کو عیسائی بنایا، جن کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے۔

## پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ

قیام پاکستان کے بعد یہاں پر موجود مشنریز نے عیسائیت کی تبلیغ کے لئے انتھک کوششیں کیں، اپنے آرام و آسائش کو برطرف کیا اور ہر مشکل کو سہتے ہوئے دور دراز کے علاقوں تک عیسائیت کی تعلیم کو پہنچایا، چونکہ زیادہ تر لوگ تعلیم یافتہ نہیں تھے اور اسلام کی بنیادی تعلیم سے بھی ناواقف تھے جس کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے مشنریز کی دی گئی تعلیم کو قبول کیا اور عیسائی ہوئے۔

> "ایک مشنری اسکاٹ لینڈ کا رہنے والا تھا اور ریٹائرڈ میجر تھا، پاؤں میں مشکل سے روپیہ بارہ آنے والی چپل پہنے اور پیٹھ پر سامان کا بیگ لادے پیدل ایک ایسے گاؤں کی طرف جارہا تھا جو قصبہ سے بارہ میل دور تھا وہاں وہ پسماندہ لوگوں میں کام کرتا تھا، اور ایک جرمن مشنری عورت آزاد کشمیر میں کوڑھیوں کا سروے کرنے گئی تو وہاں کے دشوار اور پرپیچ راستوں میں دو دفعہ گری، اسے چوٹیں بھی آئیں مگر وہ اٹھ کر پھر چلنے لگی اور اس کے چہرے پر ناگواری کے کوئی اثرات ظاہر نہ ہوئے"[39]

عیسائی مشنریز کا سلسلہ قیام پاکستان کے بعد مزید بڑھ گیا، نوزائدہ ملک کو ہر قسم اقتصادی، مادی اور مختلف نوع کی امداد کی ضرورت تھی، ایسے میں پاکستان کا غیر ملکیوں کو اپنے ملک بلانا اور ان سے تعلقات قائم کرنا وقت کی ضرورت تھا، ایسے حالات میں جہاں باہنر شخصیات ملکی استحکام کے لئے یہاں آئیں وہاں مزید عیسائی مشنریز نے بھی اپنے مقاصد کے لئے پاکستان کا رخ کیا اور سابقہ مشنریز کے ساتھ ان کی کاوشوں کو بڑھایا اور نئی حکمت عملیوں کے ساتھ اقدامات کئے۔

---

[38]. اصلاً انگریزی زبان کا لفظ ہے۔ اردو میں انگریزی سے ماخوذ ہے۔ ادبی اور تحریری مواد کو کہا جاتا ہے۔ (برٹانیکا انسائیکلوپیڈیا)

[39]. صدیقی، محمد نادر رضا، پاکستان میں مسیحیت،، ص330۔

## پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے حکمت عملیاں

قیام پاکستان کے بعد پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ کا عمل مزید زور میں آگیا، مشنریز نے اپنی محنت کو بڑھایا کہ ان کو معلوم تھا کہ اس وقت عوام کمزور ہے اور ان کو آسانی سے عیسائیت کی طرف مائل کیا جاسکتا ہے، اس کے لئے انہوں نے نئے اقدامات کئے اور جدید حکمت عملی کو بروئے کار لائے، جن حکمت عملیوں کو اپنایا ان میں مختلف ذرائع ابلاغ کا استعمال، اداروں کا قیام، لٹریچر کی تقسیم، غلط افواہیں، حکام سے تعلق اور اسلام کے خلاف غلط باتوں کی تشہیر ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی سیاسی اور معاشی وجوہ تھیں جن کے ذریعے قیام پاکستان کے بعد عیسائیت کو بہت فروغ ملا۔

مشنریز کو عیسائیت کی دعوت مشن کو آگے بڑھانے کے لئے بہت مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑتا تھا، دور دراز کے علاقوں تک رسائی کے لئے لمبے لمبے سفر کرنے پڑتے تھے، بہت سے مشنریز ایسے تھے جو اپنے علاقوں میں بڑے عہدوں پر فائز تھے، اور آسائشوں میں تھے لیکن اپنے مشن کے لئے اس سب کو چھوڑ کر کسم پرسی کے عالم میں زندگی بسر کر رہے تھے۔

## انٹرنیشنل فارن مشنز ایسوسی ایشن کا قیام

عیسائی مشنریز میں بہت سے مشن ایسے تھے جو صرف عیسائیت کی تشہیر اور فروغ کو ترجیح دیتے تھے، جو اداروں کے قیام سے صرف نظر لوگوں کو انفرادی ملنے اور کوئی چھوٹا موٹا پلیٹ فارم جہاں وہ تھوڑے لوگوں کو مل کر عیسائیت کی تبلیغ کر سکیں کو ترجیح دیتے تھے، کیونکہ اس طور پر بہت سے ایسے لوگوں تک بھی رسائی ممکن تھی جو اداروں کا رخ نہ کرتے ہوں، ان میں ایک مشن "ڈی پاکستان مشن آف انٹرنیشنل فارن مشنز ایسوسی ایشن" ہے۔

> "یہ مشن امریکہ سے پاکستان 1954ء میں آیا، باوجودیکہ یہ کسی کلیسا سے وابستہ اعتقادی مشن نہیں ہے تاہم اس کی خصوصیات میں غیر فرقہ واریت کے علاوہ تبلیغ و تشہیر عیسائیت شامل ہے، اس نے پاکستان آنے کے ساتھ ہی مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان کے اضلاع میں کام سنبھالا جس کو سی-ایم-ایس (چرچ مشن سوسائٹی) انجام دیتا تھا، اس علاقے میں مسلمان اکثریت کے علاوہ پنجاب کے جاروب کش عیسائی بھی آباد ہیں جن کی تعداد دو ہزار سے زائد تھی، اس مشن نے اپنی تمام تر توجہ تبلیغ عیسائیت پر مرکوز کر دی اور اداروں کے قیام سے صرف نظر کیا"۔[40]

---

[40] محمد متین خالد، عیسائیت کے تعاقب میں، (جوہر رحمانیہ پرنٹرز، لاہور، 2003ء)، ص900۔

اس مشن کا مقصد فرداً فرداً دور دراز کے علاقوں میں جا کر لوگوں سے ملنا تھا اور ان کو عیسائیت کا تعارف اور اس کی دعوت دینا تھا، اس مشن کا مقصد عیسائیت کے کسی خاص فرقہ کو فروغ دینا نہیں تھا بلکہ عیسائی مذہب کا تعارف کرانا اور اس کی تشہیر کرنا تھا، اس مشن نے آتے ہی دریائے سندھ کے مشرقی علاقے ڈیرہ غازی خان میں سابقہ سوسائٹی کے ساتھ مل کر کام شروع کیا، اور وہاں پر موجود سابقہ عیسائیوں سے بھی ملے اور ان کو بھی اپنے ساتھ مشن میں شامل کیا، اس مشن نے معاشی اور تعلیمی ادارے قائم کرنے کے بجائے اپنے کام کو انفرادی محنت یعنی فرداً فرداً لوگوں سے ملنے پر مرکوز رکھا۔

## عام لوگوں میں مسیحیت کی تبلیغ

مشنریز نے عوام میں تبلیغ کے لئے گلی محلوں میں جانا اور اپنی کتابیں بانٹنا اور بیچنے کا طریقہ بھی استعمال کیا، اس کے لئے انہوں نے ڈھول بجا کر لوگوں کو جمع کیا اور ان میں کتابیں بانٹ کر عیسائیت کی تشہیر کا کام کیا اور اپنی عورتوں کے ذریعے مقامی عورتوں تک پیغام پہنچائے۔

عمومی طور پر انسان رونق کو پسند کرتا ہے، مشنریز کا گاؤں گاؤں جا کر رونق لگانا اور لوگوں سے ملنا، مردوں کا مردوں سے گھروں اور کام کے اوقات میں دفاتر میں جا کر ملنا، اور عورتوں کا گھروں میں عورتوں سے ملنا ایک ہلچل کی سی فضا قائم کرتا تھا، عیسائی مشنریز نے ہر ممکنہ کوشش کے ذریعے پاکستان میں عیسائیت کی تبلیغ کا کام کیا، اور اس مشن کے لئے اپنے آرام کو چھوڑا اور تکلیفیں اٹھائی، موقعہ شناسی اور لوگوں کی ذہنیت کا خیال رکھا اور عوام کو کچھ دنیاوی فائدہ دیکر ان کی جہالت کا خوب فائدہ اٹھایا۔

ایسے مشنریز کی کمی نہیں تھی جو اپنے علاقوں میں بہت آسائشوں والی زندگی گزار رہی تھے لیکن یہاں اپنے مقصد کے لئے چند روپوں اور دو وقت کی روٹی پر راضی ہو گئے تھے، اور اس سے بڑھ کر اپنی تھوڑی سی تنخواہ کا ایک حصہ بھی اپنے مقصد کے لئے صرف کر دیتے تھے۔ مشنریز کی کاوشوں سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عیسائی مشنریز اپنے دین کی دعوت کے لئے کس قدر پر جوش تھے، اپنے وطن کی تمام تر آسائشوں کو قربان کر کے چند روپوں میں گزارا کرنے اور بے سروسامانی کے عالم میں رہنے کے لئے تیار ہو گئے۔

عیسائی مشنریز میں عورتیں بھی شامل ہیں ، ان کے مشن میں مرد اور عورت مل کر کام کرتے ہیں، مشنری عورتیں اپنے حصے کا پورا کام کرتیں، مشنری عورتوں کا یہ معمول بنالیا تھا کہ وہ اپنے طور پر خواتین کو تبلیغ کرتی تھیں، لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف مائل کرتی تھیں اور اپنے ہدف کو حاصل کرنے یعنی لوگوں کو عیسائیت کی دعوت دینے کے لئے مشکل سے مشکل کام کے لئے تیار ہوتی تھیں۔

"بعض مشنری (مرد عورت) مسلمان کے محلوں میں، گلی بازاروں میں، گھروں میں اور دفتروں میں جاتے ہیں، اپنے ہاتھوں میں کتابوں کے بنڈل اٹھائے ہوتے ہیں، لوگوں کو جمع کرتے ہیں اور انہیں عیسائیت کا سبق دیتے ہیں اس طرح وہ پانچ چھ روز تک ایک ایک گاؤں میں لوگوں ک ساتھ صبح شام بسر کرتی ہیں"، مشنری عورتیں عام طور پر جس وقت مرد اپنے گھروں میں نہیں ہوتے تھے غریب آبادیوں میں جاکر دیہاتی عورتوں کے درمیان بیٹھ جاتی ہیں، ان کے مسائل معلوم کرتی ہیں ان کو تحفے دیتی ہیں۔ دیہاتی عورتیں ان گوری چٹی میموں سے ذہنی طور پر مرعوب ہو جاتی ہیں"۔[41]

مشنری عورتوں نے اپنا کام بخوبی انجام دیا، عیسائیت کی تبلیغ کا کام کرنے میں اپنا خاص نشانہ دیہاتی عورتوں کو بنایا، وہ ان کو انکے گھروں میں جاکر ملیں اور ان کا دل جیتنے کے لئے ہر ممکن حربہ استعمال کرتیں۔ ان کے گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹاتیں، ان کے بچوں کو سنبھالتیں۔ ان کو تحفے وغیرہ دیتیں، اور ان کی روپوں پیسے سے مدد کرتیں، اس طرح بآسانی دل جیت کر اپنی بات ان کو کرتیں، اور آہستہ آہستہ ان کو عیسائی مذہب سے مانوس کرتیں اور باآخر عیسائی مذہب کو اپنانے تک کے لئے تیار کرتیں۔

## مسیحیت کے لیٹریچر کی تقسیم

پاکستان کے شہری اور دیہی علاقوں میں مسیحیت کی تبلیغ کے لئے عیسائی ادارے اپنا خاص لیٹریچر اور بائبل کے نسخے تقسیم کرنے کا اہتمام کرتے تھے، ان کے لیٹریچر کے کاغذ بہت دلکش، دیدہ زیب اور قیمتی ہوتے تھے، ان کو تصاویر سے مزین کیا ہوتا تھا، اپنے لیٹریچر کی تقسیم میں بہت زیادہ مستعدی کا مظاہرہ کرتے، حتی کہ ہسپتالوں، اسکولوں اور بعض گھروں میں مفت تقسیم کرتے، اس کے علاوہ دکانوں میں بھی مفت دے کر چلے جاتے۔

---

[41]. صدیقی، محمد نادر رضا، پاکستان میں مسیحیت، ص331۔

اس طور پر لیٹریچر کی تقسیم بھی ان کی تبلیغ کے کام معاون ہوتی تھی، اول تو کوئی پان کی دکان میں آیا اس پر نظر ڈال سکتا ہے اور اس کو پڑھ کر متاثر ہو سکتا ہے ورنہ جس کو پان ڈال کر دیا ہے اس کے گھر تک تو اس لیٹریچر کے کاغذات پہنچ ہی جاتے ہیں۔ گھر پر موجود کاغذوں پر نظر پڑنے کا امکان اور بھی بڑھ جاتا ہے۔

"بعض پان فروشوں نے بتایا کہ کوئی اجنبی عیسائی ان کے پاس آتا ہے اور لیٹریچر کے بنڈل ان کو تھما کر چلا جاتا ہے، وہ کافی دن انتظار کرنے کے بعد ان میں پان باندھ کر گاہکوں کو دیتے ہیں، ایک لڑکا کچھ کاغذ ان کو دینے کی کوشش کر رہا ہے، انہوں نے اس لڑکے سے وہ لٹریچر لیا جو عیسائیت پر مبنی تھا انہوں نے اس بچے سے انگریزی میں پوچھا، لڑکے نے کہا میں کینیڈا کا ہوں، میری والدہ کسی اسکول میں ٹیچر ہے اور میرا والد کسی دفتر میں ملازم ہے، میں نے فادر کی اپیل پر ہر ہفتے دو گھنٹے چرچ کو دینے کا وعدہ کیا ہے، فادر نے ان دو گھنٹوں میں لیٹریچر کی تقسیم کا کام مجھے تفویض کیا ہے"[42]

اس کے علاوہ اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے وہ گمنامی سے مقامی اخبار میں اشتہارات دیتے کہ گھر بیٹھے علم حاصل کریں اور جواب میں عیسائیت کا لیٹریچر تقسیم کیا جاتا، اس کے علاوہ بائبل کو مختلف نام کے ساتھ تقسیم کیا جاتا، مثلاً "زندہ کلام" کے نام سے مختلف شہروں میں بھیجی گئی۔ لیٹریچر کی تقسیم کے حوالے سے عیسائی بہت پر جوش اور مخلص تھے اور اس کے لئے اپنے زمانے کے اعتبار سے جدید ذرائع ابلاغ اور مختلف لوگوں کو استعمال کرتے۔

عیسائی مشنریز اپنے کام کے میں مخلص تھے اور اس کے لئے ہر وہ طریقہ کار کا استعمال کرتے جو ان کے کام میں معاون ہو سکے۔ جس طرح پمفلٹ کی تقسیم بھی عیسائیت کی تبلیغ کے لئے ایک نہایت مفید ذریعہ ثابت ہو سکتی تھی، اس کے علاوہ زیادہ سے زیادہ بائبل کے نسخے تقسیم کرتے، بازاروں، گلیوں اور اسکولوں میں بائبل کی تقسیم تو ایک عام بات ہے، عیسائی مشنریز بائبل پاکستان کے اعلیٰ حکام کو بھی پیش کرتے اور ان سے وعدہ لیتے کہ وہ اسے ضرور پڑھیں گے۔

## مجبوروں کی بے بسی کا استعمال، یتیم خانوں کا قیام

پاکستان میں عیسائی مشنریز نے عیسائی کی تبلیغ کے لئے پاکستانیوں کی کمزوریوں اور مجبوریوں کا بھی فائدہ اٹھایا، عیسائی مشنریز مسلمانوں کے عقائد، عبادات اور معاشرت سے متعلق تعلیمات سے بھی کسی قدر متعارف ہوتے ہیں، اس کے لئے ان کو 4 سے 5 سالہ تربیتی کورس بھی کرایا جاتا ہے، جو ان کے مشن میں ان کے معاون ہوتا ہے۔

---

[42]. صدیقی، محمد نادر رضا، پاکستان میں مسیحیت، 1979، ص 334، 333

عیسائی مشنری چونکہ مسلمان کے بنیادی عقائد سے واقف ہوتا تھے لہذا ان کی مجبوریوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو ان کے عقائد میں کمزور کرنے کی کوشش کرتے تھے، اس کے لئے ایسے مقامات پر جاتے تھے جہاں انہیں کمزور اور مجبور لوگ مل جائیں، لہذا ہسپتالوں میں ان کا عملہ موجود ہوتا تھا جو مریضوں کی خدمت کر کے ان کے دل جیتنے کی کوشش کرتا اور ساتھ ہی گھروں کے حالات کی کرید کرتا جو ان میں پریشان اور ذہنی الجھاؤ کا شکار محسوس ہوتا اس کو اپنی دعوت کا خوب نشانہ بنایا جاتا اور اس کی ذہنی الجھاؤ کو اور بڑھاوا دیا جاتا اور اس کے عقیدے کے اعتبار سے شک میں مبتلا کیا جاتا۔ مریض جسمانی صحت یاب ہو کر روحانی مریض بن جاتا۔

"نرس بھی مسیحی تعلیمات اور نفسیات کی تربیت یافتہ ہوتی تھی، خداوند یسوع مسیح کے نام پر دوا پلاتیں، ان سے یہ کہ کر ذہن سازی کی جاتی کہ آپ بھی عیسیٰ کو نبی مانتے ہو، ان کے معجزات کے بھی قائل ہو، وہ مردوں کا زندہ اور بیماروں کو تندرست کیا کرتے تھے، اب ان کا نام لیکر دوا پی لو، مریض کے ذہن میں غیر محسوس طور پر یسوع کی محبت اور اس نام کی اعجاز نما تاثیر کا اعتراف ہونے لگتا،، قیام پاکستان سے قبل کیتھولک کا صرف ایک یتیم خانہ کراچی میں تھا جس کو فرنسسکن مشنریز آف میری چلاتی تھی، لیکن جیسے ہی پاکستان قائم ہوا دوسرے اداروں کی طرح اس محاذ پر بھی مشنری سرگرمیاں بڑی تیزی سے بڑھیں"[43]

اس حد تک عیسائی مشنریز نے عیسائیت کی تبلیغ کے لئے حربے کئے۔ مجبور اور لاچار لوگوں کی مجبوریوں سے بھی فائدہ اٹھانے سے دریغ نہیں کیا۔ اس کے مطالعہ سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان میں مذہب کی آزادی حاصل تھی اور عیسائی مشنریز نے بھی اس کا خوب فائدہ اٹھایا۔ شہری و دیہی علاقے سب ہی کو نشانہ بنایا اور ہر جگہ اس علاقے کے ماحول کا خیال رکھتے ہوئے مشن کے کام کو جاری رکھا۔

---

[43] ایضاً ص 347،338.

پاکستان میں عیسائی کمیونٹی اپنی ساخت کو مضبوط کرنے کے لئے کوشاں تھی اور اس کے لئے نت نئے منصوبے بناتے رہتی تھی، اس سلسلے میں بہت سے اہداف قائم کیے گئے، جن تک رسائی حاصل کر کے عیسائیت کو پاکستان میں بھلایا جاسکے، اور جو لوگ اب تک عیسائیت سے متعارف نہیں ان کو متعارف کرایا جاسکے۔

عیسائیت کی کاوشوں میں جہاں اسکول اور ہسپتال اہمیت رکھتے ہیں، وہاں یتیم خانے بھی کم اہم نہیں، مشنریز بڑی تعداد میں یتیم خانے چلاتے ہیں، اس کا مقصد یتیم بچوں کی پرورش اور نگہداشت ہی نہیں بلکہ ان کو عیسائی بنانا بھی شامل ہے

یتیم خانہ ایسا ادارہ جہاں موجود یتیم بچے نرم موم کی مانند ہوتے ہیں، ان کی ذہن سازی انتہائی آسان ہوتی ہے، عقل کے کچے، کم عمر، سائے پدری سے محروم عیسائی مشنریز کے لئے بہت آسان ہدف بن سکتے تھے، لہذا یتیم خانوں کا قیام اور ان میں موجود بچوں کو عیسائی بنانا عیسائیت کی تبلیغ کے لئے ایک اہم شعبہ تھا۔

## پاکستان کی عیسائی آبادی

پاکستان میں عیسائی اقلیت کی آبادی میں وقت سے ساتھ اضافہ ہوتا رہا، جس کی شرح تقریباً 1981ء میں سو سے تین فیصد رہی، پاکستانی گورنمنٹ کی سابقہ رپورٹ کے مطابق عیسائی اقلیت کی کل آبادی کا 1.59 فیصد ہے۔

### POPULATION BY RELIGION [44]

| Administrative Unit | Muslim | Christian | Hindu (Jati) | Qadiani (Ahmadi) | Scheduled Castes | Others |
|---|---|---|---|---|---|---|
| Pakistan | 96.28 | 1.59 | 1.60 | 0.22 | 0.25 | 0.07 |
| Khyber Pakhtunkhwa | 99.44 | 0.21 | 0.03 | 0.24 | * | 0.08 |
| FATA | 99.60 | 0.07 | 0.03 | 0.21 | 0.03 | 0.07 |
| Punjab | 97.21 | 2.31 | 0.13 | 0.25 | 0.03 | 0.07 |
| Sindh | 91.31 | 0.97 | 6.51 | 0.14 | 0.99 | 0.08 |

44. "POPULATION by RELIGION | Pakistan Bureau of Statistics." Pbs.gov.pk. 2020. https://www.pbs.gov.pk/content/population-religion. .Accessed 5-6-21

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| Balochistan | 98.75 | 0.40 | 0.49 | 0.15 | 0.10 | 0.10 |
| Islamabad | 95.53 | 4.07 | 0.02 | 0.34 | * | 0.03 |

## 1951ء تا 1981ء پاکستان میں عیسائی آبادی

| سنہ وار | مجموعی آبادی | مسلم | عیسائی |
|---|---|---|---|
| 1951ء | 3،37،04،000 | 3،27،32،000 | 4،34،000 |
| 1961ء | 4،28،80،378 | 3،98،08،958 | 5،83،884 |
| 1971ء | 6،53،09،340 | 6،04،34،659 | 9،07،860 |
| 1981ء | 8،42،57،644 | 8،14،50،057 | 13،10،436 |

1951ء-1981ء تیس سال کے درمیان اضافہ فیصد

| | | |
|---|---|---|
| مجموعی آبادی | 149،98 | (تقریبا150 فیصد) |
| مسلم | 148،84 | (تقریبا149 فیصد) |
| عیسائی | 201،57 | (تقریبا202 فیصد) |

(رپورٹ مردم شماری حکومت پاکستان 1951ء، 1961ء، 1971ء، 1981ء)[45]

پاکستان میں اقلیتوں کی آبادی کی شرح سن 1981 میں تقریبا2 سے 3 فیصد رہی تھی، اور ان میں عیسائی اقلیتوں کی شرح تقریبا2.2 اور مسلم آبادی کی شرح تقریبا97 سے 98 فیصد ہے۔

45. محمد متین خالد، عیسائیت کے تعاقب میں، ص:885

## 1981ء میں شہری اور دیہی علاقوں میں شرح کے اعتبار سے عیسائی آبادی

1981ء میں عیسائی اقلیتوں کی آبادی کی شرح 2.243 تھی، جبکہ دیہی علاقوں میں 1.918 تھی اور شہری علاقوں میں 3.098 تھی[46]۔

## 1998ء میں پاکستان کی عیسائی اقلیت کی آبادی[47]

| علاقہ | عیسائی آبادی | شہری | دیہی |
|---|---|---|---|
| مجموعی | 2092902 | 1112646 | 980256 |
| اسلام آباد | 32738 | 30146 | 2592 |
| پنجاب | 1699843 | 753132 | 946711 |
| سندھ | 294885 | 273213 | 21672 |
| سرحد | 36668 | 31767 | 4901 |
| فاٹا | 2306 | 998 | 1308 |
| بلوچستان | 26462 | 23390 | 3072 |

[46]. "Pakistan Bureau of Statistics." 2021. Pbs.gov.pk. 2021. https://www.pbs.gov.pk/. Accessed 6-5-2021
[47]. Pakistan. Statistics Division, and Pakistan. Central Statistical Office. (Pakistan Statistical Year Book. Islamabad, Pakistan: Federal Bureau of Statistics, Government of Pakistan,2004), p.54

## پاکستان کی 2017ء کی مردم شماری

پاکستان کی 2017 کی مردم شماری پاکستانی آبادی کی ایک تفصیلی گنتی تھی جو 15 مارچ 2017 کو شروع ہوئی اور 25 مئی 2017 کو ختم ہوئی۔ مردم شماری پاکستان کے شماریات بیورو نے پہلی بار 19 ویں صدی میں 19 سال بعد کی۔ ابتدائی اندازوں کے مطابق آبادی 210-220 ملین ہے۔ عارضی نتائج بالآخر 25 اگست 2017 کو مشترکہ مفادات کونسل کے سامنے پیش کیے گئے، اور پھر اسے منظوری دے کر عوام کے لیے جاری کیا گیا۔ نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کی کل آبادی **207،774،520** یعنی بیس کروڑ ستتر لاکھ چوہتر ہزار پانچ سو بیس ہے، اور ان میں مسیحی آبادی 2,642,048 یعنی چھبیس لاکھ بیالیس ہزار اڑتالیس ہے[48]۔

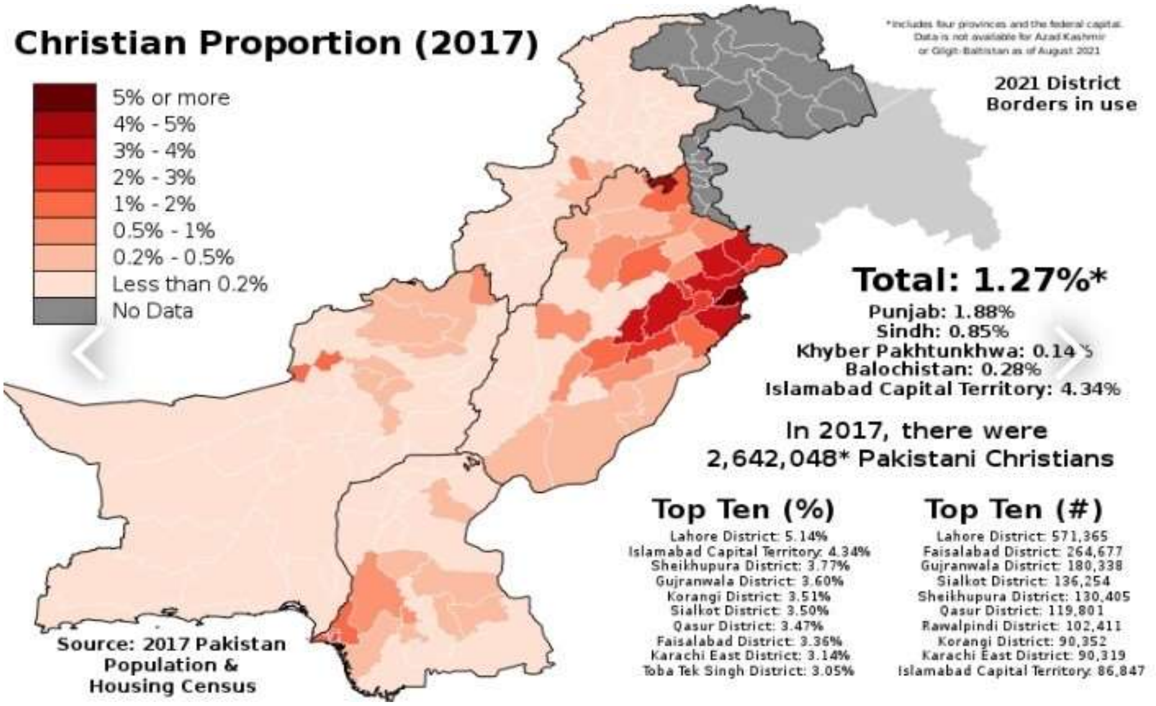


2017ء کی مردم شماری کے نتائج کے مطابق عیسائی کمیونٹی کی کل آبادی 1.27٪ ہے، جبکہ پنجاب میں 1.88٪ ہے اور سندھ میں 0.85٪ ہے اور خیبر پختون خواہ میں 0.14٪ ہے اور اسلام آباد میں 4.34٪ ہے۔

---

48. "Final Results Census-2017 | Pakistan Bureau of Statistics." Pbs.gov.pk. 2017. https://www.pbs.gov.pk/content/final-results-census-2017. Accessed 8-9-21

# فصل دوم

## پاکستان میں مسیحی اقلیت کا قیام پاکستان میں کردار

پاکستان کی سرزمین کا یہ پاک خطہ ایک بے مثال جدوجہد کا نتیجہ ہے، اس آزاد ریاست کو حاصل کرنے کے لئے لاکھوں لوگوں نے انتھک کوششیں کیں اور جانوں کا نظرانہ پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا، مسلمانوں کے لئے ایک الگ ریاست کا خواب شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ نے دیکھا اور اس کی تعبیر قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی قسمت میں لکھی تھی، جنھوں نے مسلمانانِ برصغیر کو جمع کیا اور ایک منظم قوم کی شکل دی اور اپنے اخلاص، جرأت و استقامت کے ساتھ پاکستان بنانے میں کامیابی حاصل کی۔

پاکستان بنانے میں قائد اعظم کے ساتھ دیگر مذاہب کے لوگوں نے بھی ساتھ دیا، خاص کر مسیحی کمیونٹی کے نمائندے قدم قدم میں ان کے ساتھ رہے، تحریک پاکستان کی ابتداء ہی سے مسیحی کمیونٹی قائدِ اعظم کا ساتھ دے رہی تھی اور ان کا تعلق قائدِ اعظم کے ساتھ ہمیشہ ہی سے بہتر رہا تھا، قائد اعظم کی بھی یہی سوچ تھی کہ پاکستان میں مسلمانوں کے ساتھ دیگر مذاہب کے پیرو بھی آزادانہ زندگی گزار سکیں۔

قائد اعظم محمد علی جناح اپنی تقاریر میں پاکستان بنانے کا مقصد واضح کرتے کہ جہاں اسلام کا نفاذ ہو اور مسلمان سمیت ہر پاکستانی شہری آزادی سے زندگی بسر کر سکے، ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے شہری کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی، لہذا قائد اعظم کے قول و فعل سے متاثر ہو کر مسیحی کمیونٹی نے قدم قدم پر آپ کا ساتھ دیا، برطانوی راج کے بعد مسیحی کمیونٹی ہندو اکثریت کے تسلط کی مخالفت کر رہی تھی، اور مسلم لیگ کا ساتھ دیکر اسلامی ریاست کے خواب کو مسلمانوں کے ساتھ مل کر پورا کرنا چاہتی تھی۔ مسیحی کمیونٹی نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور قیام پاکستان کے بعد بھی مختلف شعبہ ہائے زندگی میں خدمات سرانجام دیں۔

"In short the Christian community of the British India vehemently supported the cause of Pakistan and made substantial contribution towards it. They opposed the dominance of the Hindu majority after the lapse of the British Raj and joined with the Muslims looking forward to the realization of the dreams ignited during the freedom movement. The role of Christian community did not terminate with the success of Pakistan movement but even after the creation of Pakistan they have participated in all fields of life, except where barriers were created for them. They have always stood by the Muslims in every thick and thin".[49]

"مختصر یہ کہ برطانوی ہند کی مسیحی برادری نے پاکستان کے مقصد کی بھرپور حمایت کی اور اس کے لئے خاطر خواہ شراکت کی۔ انہوں نے برطانوی راج کے خاتمے کے بعد ہندو اکثریت کے تسلط کی مخالفت کی اور آزادی کی تحریک کے دوران خوابوں کی تعبیر کے منتظر مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو گئے۔ مسیحی برادری کا کردار تحریک پاکستان کی کامیابی کے ساتھ ختم نہیں ہوا تھا بلکہ قیام پاکستان کے بعد بھی انہوں نے زندگی کے تمام شعبوں میں حصہ لیا ہے، سوائے اس کے کہ جہاں ان کے لئے رکاوٹیں پیدا کی گئیں۔ انہوں نے مسلمانوں کا ہر حال میں ساتھ دیا"۔

مسیحیت سے تعلق رکھنے والے بہت سے افراد نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا، اور قدم قدم پر مسلمانوں کا ساتھ دیا، ان میں چند اہم شخصیات وہ ہیں جنہوں نے مسیحی کیمونٹی کی نمائندگی کرتے ہوئے مسیحی کیمونٹی کو جمع کیا اور پاکستان بنانے کی جدوجہد میں شامل کیا۔

## دیوان بہادر ایس پی سنگھا(S-P Singha)

دیوان بہادر ایس پی سنگھا پنجاب کے شہر سیالکوٹ کے رہنے والے تھے، ان کا تعلق عیسائی مذہب سے تھا، یہ یہ پنجاب یونیورسٹی میں رجسٹرار کے عہدے پر فائز تھے، 1945ء میں متحدہ پنجاب کی قانون ساز اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اور بعد میں پنجاب اسمبلی کے سپیکر منتخب ہو گئے، انہوں نے قائداعظم کے ساتھ تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

---

[49]. Hussain, Faizan, "Role of Christians in Pakistan Movement." 2016. The Nation. May 17, 2016. https://nation.com.pk/12-Jul-2015/role-of-christians-in-pakistan-movement. Accessed 5-7-20

تحریک پاکستان کے اہم مراحل میں مسیحی رہنما کی حیثیت سے قائداعظم کے ساتھ تھے،لاہور میں مسلم لیگ کے تاریخی جلسہ میں بھی انہوں نے بھرپور شرکت کی،اور قائداعظم محمد علی جناح کو اپنے قائد کی حیثیت سے اعتراف کرتے ہوئے نعرہ بھی بلند کیا جو بہت مشہور ہوا" آج سے جناح ہمارے قائد ہیں"۔

"23مارچ1940ء کو منٹو پارک لاہور میں مسلم لیگ کے تاریخی جلسہ میں مسیحی برادری نے ایس پی سنگھا کی قیادت میں بھرپور شرکت کی اس جلسہ میں سابق ڈپٹی سپیکر مسیحی رہنما چوہدری چندو لعل ایڈووکیٹ بھی ساتھیوں سمیت شامل ہوئے۔ مسلم لیگ کے 18نومبر1942ء کو لائل پور(فیصل آباد)میں دھوبی گھاٹ کے تاریخی جلسہ میں آل انڈیا کرسچن ایسوسی ایشن کی طرف سے باقاعدہ سپاس نامہ پیش کیا گیا۔20نومبر1942ء کو دیوان بہادر ایس پی سنگھا کی طرف سے قائداعظم محمد علی جناح کے اعزاز میں لاہور میں استقبالیہ دیا گیا جس میں محترمہ فاطمہ جناح کے علاوہ قائداعظم کے قریبی ساتھیوں نے بھی شرکت کی۔ایس پی سنگھا کا لگایا ہوا نعرہ "آج سے جناح ہمارے قائد ہیں" بہت مقبول ہوا"[50]

دیوان ایس پی سنگھا نے تحریک پاکستان میں قائداعظم کا قدم قدم پر ساتھ دیا اور سب سے اہم کردار مغربی پنجاب کی تقسیم کے موقعہ پر ادا کیا۔جب پنجاب کی تقسیم کے موقعہ پر مسلم لیگ کے ووٹ 88 تھے اور ہندوستان کی سیاسی پارٹی کے ووٹ بھی 88 تھے،اس صورت حال میں 3 مسیحی ممبران نے مسلم لیگ کو ووٹ دے کر انکے ووٹ 91 کر دئے جس کے نتیجے میں پنجاب کی کامیاب تقسیم عمل میں آئی،ان میں ایک دیوان ایس پی سنگھا بھی تھے، آج پاکستانی مسیحی کمیونٹی بڑے فخر سے ان کا نام لیتی ہے جنہوں نے اپنے ووٹ کے ذریعے پنجاب کو پاکستان کا حصہ بنانے کی تجویز دی۔

Meeting of Punjab legislative assembly was held on 23rd of June, 1947, meeting was arranged to decide the matter of division of Punjab. There were three Christian members in the assembly and they were determined to vote for the inclusion of Punjab in Pakistan. The credentials of 88 for remaining with India and 91 for joining with Pakistan. The three votes that made difference at that time were the votes of Dewan Bahadur Singha, Mr. Cecil Gibbon, and Mr. Fazal Elahi, plus Singha's additional vote as Assembly [51]Speaker.

---

50. اندھر اوا،یاسر حمید "قیام پاکستان میں مسیحیوں کا کردار"،ہم سب،10اگست،2019۔
https://www.humsub.com.pk/261476/yasir-hameed-randhawa-2. Accessed 11-9-2020

51. Muskan, Anee "History of White in Pakistan's Flag." Daily Times. September 21, 2019. https://dailytimes.com.pk/470108/history-of-white-in-pakistans-flag. Accessed 9-8-2020

"پنجاب کی قانون ساز اسمبلی کا اجلاس 23 جون 1947 کو ہوا، پنجاب کی تقسیم کے معاملے کا فیصلہ کرنے کے لئے اجلاس کا اہتمام کیا گیا۔ اسمبلی میں عیسائی کے تین ممبر تھے اور وہ پنجاب میں پاکستان کو شامل کرنے کے حق میں ووٹ ڈالنے کے لئے پر عزم ہیں۔ بھارت کے ساتھ رہنے کے لئے 88 اور پاکستان کے ساتھ شمولیت کے لئے 91 کی سندیں۔ اس وقت جن تین ووٹوں میں فرق پڑا وہ دیوان بہادر سنگھا، مسٹر سیسل گبون، اور جناب فضل الٰہی کے علاوہ اسمبلی کے اسپیکر کی حیثیت سے سنگھا کا اضافی ووٹ تھے"۔

مغربی پنجاب کے حوالے سے ووٹ ہوئے کہ آیا پنجاب کا مذکورہ حصہ پاکستان میں شامل کیا جائے یا ہندوستان میں، اس موقعہ پر جانبین سے ووٹ برابر ہو گئے، جن تین ووٹ کے سبب مسلم لیگ کو برتری حاصل ہوئی اور مگربی ہنجاب پاکستان کا حصہ بنا وہ مسیحی ممبران کے ووٹ تھے جنہوں نے ایسے نازک وقت میں مسلمانوں کا ساتھ دیا اور ثابت کیا کہ پاکستان کے حصول کے لئے وہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔

تحریک پاکستان کے مسیحی ہیرو کے عنوان سے کاشف نواب لکھتے ہیں:

"جب پنجاب کی تقسیم کا مرحلہ آیا تو وہ اسمبلی کے سپیکر تھے۔ مسلم لیگ کے ووٹ 88 تھے اور متحدہ ہندوستان کے حق میں سیاسی قوتوں کے ووٹ بھی 88 تھے۔ اس صورت حال میں 3 مسیحی ممبران اسمبلی کا ووٹ فیصلہ کن حیثیت اختیار کر گئے۔ دیوان بہادر ایس پی سنگھا نے قائداعظم محمد علی جناح سے مل کر انہیں اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ بالآخر 23 جون 1947 کو وہ فیصلہ کن مرحلہ آ پہنچا۔ اسمبلی میں اس بنیاد پر ووٹ ڈالے گئے کہ مغربی پنجاب کو پاکستان میں شامل ھونا چاہیے یا ہندوستان میں؟ جب ووٹ کاسٹ کرنے کا وقت آیا تو تینوں مسیحی ممبران اسمبلی، سپیکر دیوان بہادر ایس پی سنگھا، فضل الٰہی اور گبن صاحب پاکستان کے حق میں کھڑے ہوئے، نتیجہ 88 ووٹ ہندوستان کے حق میں اور 91 ووٹ پاکستان کے حق میں پڑے"[52]

دیوان ایس پی سنگھا عملی سیاست میں قدم رکھنے سے قبل پنجاب یونیورسٹی میں رجسٹرار کے عہدے پر فائز تھے، اس دوران وہ پنجاب کی صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اور بعد ازاں تحریک پاکستان کے بڑے حامی ہوئے، انہوں نے پنجاب اسمبلی کے اسپیکر کی حیثیت سے تحریک پاکستان کا ساتھ دیا۔ اور پنجاب کی تقسیم کے موقعہ پر فیصلہ کن ووٹ ڈال کو مغربی پنجاب کو پاکستان کے حصہ میں شامل کروایا۔

---

[52]. قریشی، سلمان طارق، "وہ چار مسیحی ووٹ جنہوں نے پاکستان کا قیام ممکن بنایا" مکالمہ، 20 جولائی، 2018،
. https://www.mukaalma.com/36862 / Accessed 2-2-21

## عیسائیوں کے اکثریتی علاقے اور ایس پی سنگھا کی خواہش

دیوان ایس پی سنگھا مسیحی کمیونٹی کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ چاہتے کہ جن علاقوں میں عیسائیوں کی اکثریت ہے وہ علاقے پاکستان میں شامل کر دیے جائیں، اور حوالے سے باؤنڈری کمیشن کے سامنے آواز بھی بلند کی۔

"باؤنڈری کمیشن میں بھی ایس پی سنگھا نے پیش ہو کر مطالبہ اور اپیل کی کہ ہمارے اکثریتی علاقے مسلمانوں کے ساتھ پاکستان میں شامل کیے جائیں۔ 17 اگست 1947ء کو پریس کانفرنس کر کے باؤنڈری کمیشن کے سربراہ سر ریڈ کلف کے خلاف احتجاج کرنے والے بھی دلیر رہنما ایس پی سنگھا تھے کیونکہ سازش سے پاکستان کے علاقے ہندوستان کو دیئے گئے تھے"[53]۔

جن علاقوں میں مسیحیوں کی اکثریت تھی ان کے بارے میں دیوان بہادر ایس پی سنگھا نے اپیل دائر کی کہ ان علاقوں کو مسلمانوں کے ساتھ شامل کر دیا جائے، چونکہ مسیحی تحریک پاکستان میں مسلمانوں کا ساتھ دے رہے تھے اور انہیں کے ساتھ رہنا بھی چاہتے تھے لہذا باؤنڈری کمیشن کے سربراہ ریڈ کلف کو بھی اپیل کی اور بعد میں اس کے خلاف احتجاج بھی کیا۔

## مسیحی رہنماؤں کی آل انڈیا مسلم کے ساتھ سیاسی حمایت

قائداعظم کا تعلق عیسائیوں کے ساتھ ہمیشہ سے اچھا رہا، اور عیسائیوں نے بھی قائداعظم کا بھرپور ساتھ دیا، قائداعظم ہمیشہ اقلیتوں کو یاددہانی کراتے رہے کہ اسلام رواداری کی تعلیم دیتا ہے، رواداری اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے، قائداعظم کا کہنا تھا کہ پاکستان کا آئین جمہوری ہو گا اور اسے اسلام کی بنیادی اصولوں کے مطابق تشکیل دیا جائے گا۔ قائداعظم نے اپنی مشہور تقریر میں واضح کیا تھا کہ پاکستان میں اقلیتیں پاکستانی شہری کی حیثیت سے رہیں گی، اقلیتوں کے حقوق اور ان کی مذہبی و تہذیبی شناخت کا تحفظ قرارداد پاکستان کا اہم پہلو ہے۔ لہذا اقلیتوں نے خاص کر عیسائی اقلیت نے قائداعظم کا قدم قدم پر ساتھ دیا۔

---

53. اندھراوا،یاسر حمید "قیام پاکستان میں مسیحیوں کا کردار"، ہم سب، 10 اگست، 2019۔
https://www.humsub.com.pk/261476/yasir-hameed-randhawa-2. Accessed 11-9-2020

"The Christians strongly supported Quaid-e-Azam and Muslim League at that critical time when there was lot of opposition to the formation a new Muslim state. All India Christian Association assured unconditional full cooperation to the founder of Pakistan. This crucial role of Christian population of the region was recognized by the founder of Pakistan and All India Muslim League at all levels. These Christians played a very strong role in the creation of Pakistan. The leaders of All India Muslim League promised to give more privileges to the minorities especially to Christian community in the newly established Muslim state. The Christians vote before Boundary Commission was the only decisive vote for the true foundation of Pakistan. Christian leaders voted for Pakistan because they believed that Quaid-e-Azam would be the real protector of their rights and interests"[54].

عیسائیوں نے اس نازک وقت میں قائداعظم اور مسلم لیگ کی بھرپور حمایت کی جب نئی مسلم ریاست کے قیام کی مخالفت کی گئی۔ آل انڈیا کرسچن ایسوسی ایشن کے بانی پاکستان کو غیر مشروط مکمل تعاون کی یقین دہانی کراتے رہے۔ خطے کی عیسائی آبادی کے اس اہم کردار کو بانی پاکستان اور آل انڈیا مسلم لیگ نے ہر سطح پر تسلیم کیا۔ ان عیسائیوں نے پاکستان کی تشکیل میں بہت مضبوط کردار ادا کیا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے رہنماؤں نے نئی قائم مسلم ریاست میں اقلیتوں خصوصاً عیسائی برادری کو زیادہ سے زیادہ مراعات دینے کا وعدہ کیا۔ باؤنڈری کمیشن سے قبل عیسائی ووٹ دیتے تھے پاکستان کی اصل بنیاد کا واحد فیصلہ کن ووٹ تھا، مسیحی رہنماؤں نے پاکستان کو اس لئے ووٹ دیا کیونکہ انہیں یقین تھا کہ قائداعظم ان کے حقوق اور مفادات کے اصل محافظ ہوں گے۔

آل انڈیا کرسچن ایسوسی ایشن مسلم لیگ کے ساتھ تحریک پاکستان میں شریک تھی، اور ان کی مکمل حمایت کر رہی تھی، ان کے رہنماؤں میں ایس پی سنگھا جن کا تذکرہ اوپر گزر چکا، مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا، ان کو مسلم لیگ کے ساتھ دینے میں اس بات کا یقین تھا کہ ان کے مقاصد درست ہیں، یہ ایک ایسی ریاست کی طلب میں تحریک ہے جو حقیقتاً اسلامی تعلیمات پر استوار ہوگی، اور جہاں اسلامی اصولوں کے مطابق، ذہبی اقلیتوں کو بھی آزادی ملے گی۔

54. Munir-ul-Anjum,The Role of Christians in the Freedom Movement of Pakistan:An Appraisal Pakistan, (Journal of Social Sciences (PJSS),Vol. 32, No. 2 (2012), p.437-443

## فصل سوم

# پاکستان میں مسیحی اقلیت کی مختلف شعبہءہائے زندگی میں سرگرمیاں

پاکستان کے قومی پرچم کے دو حصے ہیں، ایک گہرا سبز رنگ اور دوسرا سفید۔ تین حصے سبز اور ایک حصہ سفید رنگ کا ہے۔ سبز رنگ مسلمانوں اور سفید رنگ پاکستان میں رہنے والی اقلیتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ قومی پرچم کا یہ سفید رنگ پاکستان میں موجود غیر مسلموں کو پاکستان کا مکمل شہری ہونے کا احساس دلاتی ہے، لہذا پاکستان میں موجود غیر مسلم اقلیتیں پاکستان کی شہری ہیں، ایک شہری ہونے کے ناطے ان کو بنیادی تمام حقوق حاصل ہیں۔

پاکستان میں غیر مسلم مذہبی اقلیتوں کو مکمل مذہبی، معاشی اور معاشرتی آزادی ایک عام مسلم شہری کی طرح حاصل ہے، اس کے ساتھ زندگی کے دیگر شعبہ ہائے زندگی میں بھی مکمل حصہ لے سکتے ہیں، اور لے رہے ہیں۔ آج بھی ملک بھر میں اکثر سرکاری اداروں بشمول آرمی فورسز، پولیس، ریلوے اور سب سے زیادہ میڈیکل میں غیر مسلموں خاص کر مسیحیوں کی کثیر تعداد کام کر کے ملکی ترقی کا حصہ بن رہی ہے۔

قیام پاکستان سے اب تک مختلف شعبہ ہائے زندگی میں مسیحی کمیونٹی اپنا کردار ادا کر رہی ہے، لیکن خاص کر مسیحی کمیونٹی کے وہ جانباز سپاہی جنہوں نے پاکستان کے بقا اور استحکام کی خاطر جانوں کے نذرانے پیش کئے اور پاکستان کے دفاعی اداروں میں خدمات سر انجام دیں۔ اور اس کے ساتھ پاکستان کی عوام کی سماجی خدمات بھی سر انجام دیں، ان میں چند مشہور ناموں کا ذکر ہے جنہوں نے اپنی گراں قدر صلاحیتوں کو ملک کی دفاع کے لئے استعمال کیا، اور اپنی خداداد صلاحیتوں کے ذریعے اپنے ملک کی سماجی خدمات انجام دیں اور اپنے ملک پاکستان کا نام روشن کیا۔

# مسیحی کمیونٹی کی دفاعی سرگرمیاں

پاکستان کی تعمیر و ترقی میں اقلیتوں کا خاص کردار ہے، بالخصوص مسیحی کمیونٹی کا کردار مسلحہ افواج میں قابل تحسین ہے، مسیحی کمیونٹی کے افراد نے پاک فضائیہ سمیت تمام دفاعی محاظوں میں خدمات سر انجام دیں۔

## گروپ کیپٹن سیسل چوہدری

گروپ کیپٹن سیسل چوہدری کا تعلق عیسائی مذہب سے تھا، آپ 27 اگست 1941ء میں پیدا ہوئے ، آپ کے والد ملک کے مشہور فوٹو گرافر تھے، ان کا نام فاؤنسٹن ایلمز چوہدری تھا، اور انہوں نے اپنے فرزند سیسل چوہدری کو پاک فضائیہ میں خدمات سر انجام دینے کے لئے 1958ء میں بھرتی کروایا۔ سیسل چوہدری نے بہادر محب وطن کی طرح پاک فضائیہ میں بحیثیت لڑاکا پائلٹ کے 1965ء اور 1971ء کی جنگوں میں دیلری کا مظاہرہ کیا۔ آپ ایک ماہر تعلیم بھی تھے، آپ نے پاک فضائیہ سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد راولپنڈی میں ایک تعلیمی ادارے میں بحیثیت پرنسپل کے بھی خدمات سر انجام دیں۔

> "گروپ کیپٹن سیسل چوہدری نے پاکستان ائر فورس 1958 میں شمولیت کی اور 1965 اور 1971 کی ہندوستان-پاکستان جنگ میں اسکواڈرن لیڈر کی حیثیت سے جنگ میں حصہ لیا۔ انہوں نے پاک فضائیہ میں عمدہ کارکردگی دکھاتے ہوئے دونوں جنگوں میں بے مثال عقیدت اور ہمت کا مظاہرہ کیا، ان کی خدمات معمول سے بالاتر تھیں، 1965 کے دوران جو پاک فضائیہ کو برتری حاصل ہوئی اس میں ان کا بڑا حصہ تھا، وہ اس مشہور حملے کا حصہ تھے جو 1965 کی جنگ میں ہلوارا ائیر فیلڈ اور امر تسر راڈار کی تباہی کا باعث تھا۔ ان کی خدمات کے اعتراف میں انہیں ستارہ جرات سے نوازا گیا"[55]۔

گروپ کیپٹن سیسل چوہدری نے پاک فضائیہ میں 1958ء میں شمولیت اختیار کی اور بہت شجاعت اور بہادری سے 1965ء اور 1971ء کی حصہ لیا، اور ایم—ایم عالم جیسے ہوابازوں کے ساتھیوں میں شمار ہوئے۔ آج بھی جب 1965ء

---

[55]. حامد میر، "پاکستان کے غیر مسلم محافظوں کو سلام، جنگ میگزین"، 07 ستمبر، 2015

https://jang.com.pk/news/19574-hamid-mir .Accessed on 9/8/2021

کی جنگ میں پاک فضائیہ کے بہادر جوانوں کا ذکر کیا جائے تو ان میں ہندوستان کے تین جہاز مار گرانے والے سیسل چوہدری کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

"وہ ائیر فورس سے ریٹائمنٹ کے بعد 1986 میں ایک ماہرِ تعلیم اور حقوق کے کارکن بن گئے، انہوں نے کئی سال سینٹ انتھونی کالج میں پرنسپل کی حیثیت سے خدمات انجام دیں، اس کے بعد انہیں راولپنڈی لالہ زار میں سینٹ میریز اکیڈمی کا پرنسپل مقرر کیا گیا، وہ اس عہدے سے سبکدوشی کے بعد پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن میں بطور ڈائریکٹر شامل ہو گئے "[56]۔

سیسل چوہدری ائیر فورس سے ڑیٹائرڈ ہوئے اور ساتھ ہی تعلیم و تدریس سے وابستہ ہو گئے، وہ ہمیشہ مسیحیوں کی فلاح و بہبود کے حوالے سے سرگرم رہتے وہ اس بات کا بھی نئی نسلوں کو احساس دلاتے اور یاد کراتے تھے کہ ان کے بزرگوں نے قیام پاکستان کے لئے قائد اعظم کا بھرپور ساتھ دیا۔ انہوں نے ائر فورس سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد بقیہ زندگی تعلیمی اداروں میں نئی نسل کی تعلیم و تربیت میں گزاری۔

سیسل چوہدری عظیم جانباز سپاہی اور ماہر پائلٹ تھے، ایک مشن کے دوران جہاز میں فنی خرابی کے باعث پیراشوٹ سے چھلانگ لگائی اور زخمی حالت میں اپنا کام پورا کیا۔

"بھارتی حدود میں ایک مشن کے دوران سیسل چوہدری کے جہاز میں آگ لگ گئی۔ سیسل نے پیراشوٹ کی مدد سے چھلانگ لگادی اور عین پاک بھارت سرحد پر بارودی سرنگوں کے میدان میں اترے۔ انہیں پاکستانی مورچوں تک پہنچنے کے لئے محض تین سو گز کا فاصلہ طے کرنا تھا۔ سیسل نے اپنے بچوں کو بتایا کہ اس علاقے سے ان کا زندہ نکل آنا ایک معجزے سے کم نہیں تھا۔ پاکستانی فوجیوں نے انہیں فوراً ہسپتال پہنچا دیا کیونکہ ان کی چار پسلیاں ٹوٹ چکی تھیں۔ ڈاکٹروں نے انہیں مکمل آرام کرنے کا حکم دیا مگر وہ اپنے بھائی کی مدد سے رات کی تاریکی میں ہسپتال سے فرار ہو کر اپنے بیس پہنچ

[56]. حامد میر، "پاکستان کے غیر مسلم محافظوں کو سلام، جنگ میگزین"، 07 ستمبر، 2015

گئے۔ اس کے بعد ان ٹوٹی ہوئی پسلیوں کا درد سہتے ہوئے سیسل چوہدری نے 14 فضائی معرکوں میں حصہ لیا۔ اس مرتبہ انہیں ستارہ بسالت دیا گیا"[57]۔

سیسل چوہدری نے 14 فضائی معرکوں میں حصہ لیا، اور ایک حادثہ کے پیش نظر جب زخمی ہوئے تو ان زخموں کی پروا کیے بغیر اپنا مشن پورا کیا اور ایک بہادر محب وطن اور جانباز سپاہی ہونے کا ثبوت دیا۔

## ائر کموڈور نذیر لطیف

ائر کموڈور نذیر لطیف 1927ء میں ایک مسیحی گھرانے میں پیدا ہوئے، ان کے والد ڈاکٹر آئی لطیف تعلیم کے شعبہ سے وابستہ تھے، ابتدائی تعلیم راولپنڈی کے ایک سکول میں حاصل کرنے کے بعد 1944ء میں ایف سی کالج سے بارہویں پاس کی، اور اس کے بعد ہوابازی کی تربیت حاصل کر کے اورینٹ ائرلائن کے ساتھ منسلک ہوگئے، قیام پاکستان کے بعد 1949ء میں رائل آرمی میں شامل ہوئے۔

اس کے بعد پاک فضائیہ میں خدمات سرانجام دیں، 1965ء میں کی جنگ میں بحیثیت ونگ کمانڈر حصہ لیا اور اپنی خداداد صلاحیتوں کا بھرپور اظہار کیا، مزید تربیت کے لئے بیرون ملک بھی بھیجے گئے، اپنی اسکوڈرن کی تربیت اور مہارت کو بڑھانے کے لئے اضافی پروگرام بھی منعقد کرتے۔ اس کے ساتھ 1965ء اور 1971ء کی جنگ میں اپنی مہارت کا اظہار کرتے ہوئے کئی کامیاب حملے کئے۔ آپ 1971ء میں ائر کموڈور تھے اور آپ اپنے رینک کے واحد آفیسر تھے جنہوں نے عملی جنگ میں حصہ لیا۔ اور 1972ء میں پاک فضائیہ سے ریٹائرڈ ہوئے۔

> "نذیر لطیف کو نذیر نام سے کم ہی لوگ جانتے تھے. ہر خاص وعام میں وہ بل لطیف کے نام سے معروف تھے. ابتدائی تعلیم کیتھڈرل اسکول میں حاصل کی. پھر 1944 میں ایف سی کالج سے ایف ایس سی کیا. ہوابازی کا شوق ابتداء سے تھا. چنانچہ فلائنگ کی تربیت حاصل کرتے ہی اورینٹ ایئر لائین سے وابستہ ہوگئے. قیام پاکستان کے بعد 1949 میں رائل پاکستان آرمی جوائن کرلی. جب اگست 1965 میں جب جنگ کے سائے پاک وہند کی فضاؤں میں کشمیر کے تنازعے کے بعد منڈلانے لگے تو ونگ کمانڈر بل لطیف اُن دونوں ماری پور بیس پر قابل فخر 31 ونگ کی قیادت کر

---

[57]. کاکڑ، عدنان خان. "سیسل چوہدری: عظیم جنگی ہیرو سے ناقابلِ بھروسہ مسیحی تک"، ہم سب. September 6, 2017.
https://www.humsub.com.pk/75701/adnan-khan-kakar-575 Accessed 6-9-2020

رہے تھے طبل جنگ بجنے سے پہلے ہی جب پاک فضائیہ کی اعلی قیادت نے اپنے تمام جنگی ہوائی اڈوں پر تعینات ونگز اور اسکواڈرن کو تیار رہنے کا حکم دیا1971 . جنگ انہوں نے انڈین آرمی کی یلغار کو کھوکھراپار سیکٹر پر حیدر آباد کی طرف بڑھنے سے روکنے میں اہم کردار ادا کیا. دشمن کے کئی ٹینکوں، ٹرکوں اور اسلحہ بارود لانے والی ٹرینوں کو تباہ اور دن کی روشنی میں کئی بمبار مشن کئے. بقول اُنکے ساتھی ائیر کموڈر سجاد حیدر کے 1971 کی جنگ میں ایئر کموڈر رینک کے وہ واحد افسر تھے جنہوں نے اِس عملی جنگ میں حصّہ لیا ہو"[58].

آپ پاک فضائیہ کے وہ جانباز آفیسر تھے جنہوں نے اپنی زندگی کو پاکستان کی بقا کے لئے وقف کیا، پاکستان کی تاریخی جنگوں میں اہم کردار ادا کیا، ایک ماہر ہوا باز کی حیثیت سے حصہ لیتے ہوئے جنگی طیارہ اڑایا اور دشمن کی زمین میں کئی کامیاب حملے کیے، ایک مشن کے دوران آپ کے جہاز کو دشمن کا گولہ بھی لگا جس سے جہاز کو نقصان ہوا لیکن آپ اپنی مہارت کا استعمال کرتے ہوئے جہاز کو اسی حالت میں پشاور واپس لے آئے اور خود اور جہاز دونوں کو بچا لیا۔ آپ جیسے آفیسر ملک کا سرمایا ہوتے ہیں، آپ نے اپنے ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور ان کی جنگی مہارت اور صلاحیتوں کو بڑھانے کے لئے تربیت بھی کی۔

## سکورڈن لیڈر پیٹر کرسٹی

سکورڈن لیڈر پیٹر کرسٹی ان پاکستانی فضائی جانبازوں میں سے ہیں جنہوں نے گروپ کیپٹن سیسل چوہدری کی طرح عظیم محاذوں میں شامل رہے اور 1965ء کی جنگ میں بہادری کا مظاہرہ کرنے پر تمغہ جرات[59] سے بھی نوازا گیا، اور 1971ء کی جنگ میں ان کی بہتریں کارگردگی پر ستارہ جرات[60] عطا ہوا، 1971ء کی جنگ میں اپنے کمانڈر نذیر لطیف جو خود بھی مسیح تھے کے اشارے میں ایسے مشن میں جانے کو تیار ہوئے جہاں سے دشمنوں کا خطرہ تھا اور وہاں سے واپسی نہیں تھی، اور مشن سے ان کی واپسی نہیں ہوئی اور اپنی کادگردگی سے عظیم محب وطن اور بہادر سپاہی ہونے کا ثبوت دیا۔

---

[58]. شاہین صفت ائرکموڈور نذیر لطیف، اعظم معراج، 30، جون2017// 2021 https: Danish.pk/8177 Accessed

[59]. تمغۂ جرأت، پاکستان کے مسلح افواج کا ایک اعزاز ہے، یہ تمغہ اپنے فرائض انجام دیتے وقت شجاعت، ہمت اور بہادری کا مظاہرہ کرنے پر فوجی اہلکاروں کو دیا جانے والا ایک غیر آپریشنل ایوارڈ ہے۔(پاکستان کے فوجی اعزازات)

[60]. ستارہ جرأت، پاکستان کا تیسرا اعلیٰ ترین عسکری اعزاز ہے۔(پاکستان کے فوجی اعزازات)

"سکوڑن لیڈر پیٹر کرسٹی 65ء کی جنگ میں شریک رہے، جب 71ء کی جنگ شروع ہوئی تو پیٹر ڈیپوٹیشن میں پی آئی اے میں کام کررہے تھے، چھوڑ کر واپس آ گئے، کراچی پر دشمن کے حملے کا خطرہ تھا، اسے روکنا ضروری تھا۔ بیس کمانڈر نذیر لطیف بھی مسیحی تھے، انہوں نے کہا دشمن کو روکنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ جام نگر ائیر پورٹ کو تباہ کر دیا جائے لیکن یہ ماورا اور مرجانو مشن ہوگا اور واپسی کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہیں، کون جائے گا؟ پیٹر کسٹی نے کہا اس دن کا تو انتظار تھا میں جاؤں گا، اسی مشن کے دوران پیٹر کرسٹی وطن پر قربان ہو گئے"[61]۔

ان کی مزید خدمات یہ ہے کہ انہوں نے 1965ء کی جنگ میں نیویگیٹر (Navigator)[62] کے طور پر خدمات انجام دیں اور 1965ء میں کئی کامیاب آپریشنل مشن پر گئے. 6 دسمبر، 1971ء کو اسکواڈرن لیڈر پیٹر کرسٹی نے بی ففٹی سیون بمبار کے بم دھماکے کے مشن کے لئے نیویگیٹر کے طور پر اپنی خدمت سرانجام دی۔ وہ مشن سے واپس آنے میں ناکام رہے اور سرکاری طور پر 'مسنگ ان ایکشنس' کا اعلان کیا گیا تھا. ان کی ذاتی مثالی ڈیوٹی کے لئے ستارہ جرأت کے اعزاز سے سے نوازا گیا.

> "Squadron Leader Peter Christy was a jolly, hardworking and dedicated officer. He served as a B-57 Navigator and flew a number of successful operational missions in 1965. In 1971 , On 4th of December 1971 at 4:00 o'clock in the evening from PAF Base Shah rah-e-Faisal Karachi he was given a special mission to destroy an Indian Air base (JAAM-NAGAR). But in-spite of all these hurdles and danger he had high aims this brave and fearless pilot was going with (DO OR DIE) vision. Mr. Christy successfully completed his mission but his plane became a victim of opposite attack and he therefore martyred for his country and acknowledged his name in the golden history of our martyred Great one's. Due to his fearless and great performance The Government of Pakistan awarded him Military Reward (sitar-e-jurat)"[63].

---

[61]. پاکستان کے غیر مسلم ہیرو، آصف محمود، آئی بی سی اردو، 07 ستمبر، 2019

[62]. نیویگیٹر وہ شخص ہوتا ہے جو جہاز یا ہوائی جہاز پر سوار ہو، وہ جو جہاز کے راستے کی ہدایت کرتا ہے۔
(Fowler, H. W., F. G. Fowler, and Murray James A H. The Concise Oxford Dictionary of Current English. Oxford: Clarendon Press, 1964.)

[63]. Nabeel Javed, Pakistan Christian Post, 30 Nov, 2001 "We pays tribute to Peter Christy, a Pakistani Christian war hero of 1965". *Air Commodore Nabeel Javed*. Pakistan Christian Post, Accessed 9-11-2020.

اسکواڈرن لیڈر پیٹر کرسٹی ایک نہایت ہی محنتی، اور سرشار افسر تھا۔ انہوں نے بی 57 نیویگیٹر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں اور 1965ء میں متعدد کامیاب آپریشنل مشنوں کی پرواز کی۔ 4 دسمبر 1971ء کو شام 4 بج کر 4 منٹ پر پی اے ایف بیس فیصل کراچی سے ایک خصوصی مشن انہیں دیا گیا کہ انڈین ایئر بیس (جام نگر) کو تباہ کرنا ہے۔ لیکن ان ساری رکاوٹوں اور خطرات کے باوجود اس کے اعلی مقاصد تھے کہ یہ بہادر اور نڈر پائلٹ (ڈو اور ڈائی) وژن کے ساتھ جارہا تھا۔ مسٹر کرسٹی نے کامیابی سے اپنا مشن مکمل کیا لیکن ان کا طیارہ مخالف حملے کا نشانہ بن گیا اور اسی وجہ سے وہ اپنے ملک کے لئے شہید ہوئے اور ہمارے عظیم شہداء کی سنہری تاریخ میں شامل ہوئے۔ ان کی نڈر اور زبردست کارکردگی کی وجہ سے حکومت پاکستان نے انھیں ملٹری انعام (ستارہ جرات) سے نوازا کیونکہ انہوں نے ٹائمز آف وار میں بہادری اور ہمت کا مظاہرہ کیا تھا۔

پاکستانی مسیحی کمیونٹی کے لئے بہت سے افراد پاک فضائیہ (پی اے ایف) کے علاوہ، بہت سے فوج اور بحریہ افسران ہیں جنہوں نے 1965ء اور 1971ء کی جنگوں میں حصہ لیا، جیسے راولپنڈی سے تعلق رکھنے والے میجر جنرل جیولین پیٹر نے 1965ء اور 1971ء کی پاک بھارت جنگوں میں حصہ لیا. کرنل ٹرسلر نے چھمب کے علاقے میں جنگ لڑی، کرنل ایم ڈبلیو ایچ ہیبرٹ ظفرال اور شکرگڑھ میں، کرنل کے ایم رائے نے بیدیاں میں، بریگیڈیئر اینٹونی لیمب کھیم کرن پر، بریگیڈیر آسٹن، کولم ایل سی روتھ، لیفٹیننٹ کرنل ڈیرک جوزف، انہوں نے 1971ء میں انڈیا کت متعدد ٹینک تباہ کئے، اور میجر رامون اور بریگیڈیئر آسٹن تمغہ بسالت سے نوازے گئے. پاک فوج، بحریہ اور ائرفورس سب میں عیسائی افسران موجود رہے ہیں.

# مسیحی کمیونٹی کی سماجی سرگرمیاں

## جولیس سالک (Julius Salik)

جولیس سالک (Julius Salik) کو جے سالک کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، وہ ایک پاکستانی عیسائی ہیں اور اسلام آباد میں عیسائی سمیت اقلیتوں کے حقوق کے لئے سرگرم کارکن رہے ہیں۔ 1996ء میں انہوں نے اقلیتوں کی معاشرتی حیثیت کی حمایت کرنے کے لئے عالمی اقلیتی اتحاد کی بنیاد رکھی ابتدائی طور پر پاکستان میں مذہبی اقلیتیں بشمول بدھ، عیسائی، ہندو اور سکھ شامل تھے۔ اسی سال، انہیں وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے انہیں امن کے نوبل انعام (Noble Prize) کے لئے نامزد کیا تھا۔

جے سالک نے سماجی خدمت کے لئے 1996ء میں ان کی ایک کتاب PEACE JOURNEY بھی شائع ہوئی۔ انہوں نے 1996ء میں ایک تنظیم کی بنیاد رکھی جس کا نام "عالمی اقلیتی اتحاد WORLD MINORITIES ALLIANCE" تھا، انہوں نے اس دوران اقلیتوں کے حقوق کے لئے بہت خدمات انجام دیں، جے سالک بہت نفیس اور امن پسند انسان ہیں۔

> "وہ ایک عیسائی تھے اور رمضان کے مقدس مہینے کے دوران اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا کرتے تھے، ان کو امن کا نوبل انعام بھی دیا گیا۔ انہوں نے ہمیشہ محبت اور امن کے لئے کام کیا ۔ غریب اور مظلوم لوگوں کے لئے ہمیشہ آواز اٹھائی، حکومت کی عدم توجہی پر احتجاج کرتے، اور حکومت کی طرف سے امداد نہ ملنے پر اپنی ذات سے ہی غریب لاچاروں کی مدد کرتے۔ اور ان کے لئے آواز اٹھاتے۔ ایک بار انہوں نے منشیات کے بڑھتے ہوئے خطرہ پر حکام کی توجہ مرکوز کرنے کے لئے کئی دن خاموشی اختیار کی۔ انہوں نے عالمی امن سے متعلق لاہور کے ایک اسٹیڈیم میں جمع ہوئے 20،000 سے زائد سامعین سے 16 گھنٹوں تک گفتگو کی، "آنکھوں کا پردہ نہیں جھکانا اور ناظرین میں سے کسی کو نیند نہیں آنے دی"[64]

جولیس سالک کا تعلق عیسائی مذہب سے ہے، معاشرے میں دیگر مذاہب کے ساتھ یکجہتی کے قائل ہیں، مسلمانوں کے ساتھ بھی رمضان میں اظہار یکجہتی کرتے، اور معاشرے کی برائیوں کو دور کرنے کے لئے کوشاں رہتے اور اوروں کو بھی برائیوں کو دور کرنے میں شامل کرتے اور کمزور لوگوں کی مدد کرتے اور ہمیشہ غریب لوگوں کی آواز بنے رہے، اور جہاں اقلیتوں کو خاص کر مسیحی کمیونٹی کو امتیازی سلوک کا سامنا ہوتا فوراً حکومت کو اس طرف متوجہ کرنے کے لئے کوشش کرتے۔ اور آپ تقریباً 1993ء سے 1996ء کے دورانیہ میں وفاقی وزیر بھی رہے، 1992ء میں نوبل امن کے انعام کے لئے بھی نامزد کیے گئے۔

---

64. "World Minorities Alliance." n.d. Jsalik.com. http://jsalik.com/biography.htm, Accessed June 20, 2021.

## محبوب صدا (Mehboob Sada)

مسیحی رہنما جناب محبوب صدا 18 جنوری 1947 کو راولپنڈی میں پیدا ہوئے، آپ امن پسند، اور بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دینے والے ایک نفیس انسان تھے، آپ کا اصل نام محبوب فرانسس تھا، آپ ابتدائی جوانی سے ہی ادب اور شاعری کے شوقین تھے۔ آپ ایک متحرک اور متاثر کن شخصیت تھے، آپ کے اندر لوگوں کی خیر خواہی اور ہمدردی کا جذبہ تھا، اور شاید یہی وجہ ہے کہ آپ نے ایم اے اور ایم ایڈ سے فراغت کے بعد تدریس کو اپنا شعبہ منتخب کیا۔

راولپنڈی کا مشہور تعلیمی ادارہ کرسچن اسٹڈی سینٹر کئی سال آپ کی زیرِ نگرانی رہا، آپ نے بحیثیت ڈائریکٹر اس ادارے میں کام کیا، اور اس CSC کے دائروں کے اندر اور باہر ہزاروں زندگیوں کو متاثر کیا۔ شروع سے ہی آپ زندگی کی تعمیر اور مضبوطی میں دلچسپی رکھتے تھے۔

> "Pacifist, interfaith harmony promoter and Christian leader Mr. Mehboob Sada was born in Rawalpindi on January 18, 1947 and died on January 14, 2011 in Islamabad. Mehboob Sada was the pen name of Mr. Mehboob Francis. >From the early youth he developed knack for literature and poetry. He was a dynamic personality and inspiring figure. He was the director of Christian Study Centre, Rawalpindi and influenced and inspired thousands of lives both within and beyond the circles of CSC"[65].

> "امن پسند، بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دینے والے اور مسیحی رہنما جناب محبوب صدا 18 جنوری 1947 کو راولپنڈی میں پیدا ہوئے اور 14 جنوری 2011 کو اسلام آباد میں انتقال کر گئے۔ محبوب ساڈا جناب محبوب فرانسس کا قلمی نام تھا۔ > ابتدائی جوانی سے ہی اس نے ادب اور شاعری میں مہارت پیدا کی۔ وہ ایک متحرک شخصیت اور متاثر کن شخصیت تھے۔ وہ کرسچن اسٹڈی سینٹر، راولپنڈی کے ڈائریکٹر تھے اور انہوں نے CSC کے دائروں کے اندر اور باہر ہزاروں زندگیوں کو متاثر اور متاثر کیا"

آپ کو بحیثیت شاعر اور مصنف پاکستان کے ادبی اور تعلیم یافتہ حلقوں میں کافی سراہا گیا اور پسند کیا گیا۔ اور CSC کو دانشورانہ سرگرمیوں کا مرکز سمجھا جاتا تھا، وہاں CSC کے ساتھ آپ کی وابستگی لسانیات، سماجی تجزیہ کار، دانشور اور مصنف کے طور پر شروع ہوئی۔ CSC میں آپ کی شراکت اور عزم کو دیکھتے ہوئے اکثر علمی حلقوں میں مدعو کیا جاتا تھا،

---

65. "In Loving Memory of Mehboob Francis Sada." n.d. Fondazione Internazionale Oasis. https://www.oasiscenter.eu/en/in-loving-memory-of-mehboob-francis-sada. Accessed September 09, 2021.

آپ کو CSC میں کل وقتی عہدے کی پیشکش کی گئی جسے انہوں نے قبول کیا اور 1996 میں ریسرچ اسٹاف کے طور پر اس میں شامل ہوئے۔ بہت ہی مختصر عرصے میں آپ CSC کا سب سے اہم عملہ بن گئے، اور 25 مئی 2002 کو CSC سی ایس سی کے ڈائریکٹر کے عہدے پر فائز ہوئے، اس عہدے پر آپ اپنی موت تک برقرار رہے۔

جناب محبوب صدا ایک مقبول آدمی تھے، آپ کی محنت و کاوشوں، اور سماجی خدمت کو 2003 میں حکومت پاکستان نے تسلیم کیا اور قومی ثقافتی ایوارڈ سے نوازا۔ امن پسندی، بین المذاہب ہم آہنگی، سماجی اور سیاسی بیداری، نوجوانوں، تعلیم اور مسیحی برادری کے لیے ان کی شراکت انتہائی قابل تحسین ہے۔ وہ کئی معزز تنظیموں اور قومی اور بین الاقوامی نیٹ ورکس کے بورڈ میں شامل تھے۔ وہ قوم پرست تھے، جنہوں نے اپنے ملک سے بہت پیار کیا اور ملک میں مساوات، انصاف اور اتحاد کے لیے زندگی بھر جدوجہد کی۔ انہوں نے ملک میں امتیازی سلوک اور امتیازی قوانین کے خاتمے کی تمام تحریکوں کی بھرپور حمایت کی اور ان میں حصہ لیا۔ آپ نے ریڈیو، ٹی وی، اخبارات اور کتابوں کے ذریعے اپنا کردار ادا کیا۔ ان کی تصنیف کردہ دو مشہور کتابیں یہ ہیں: تاریخ کا فریب (تاریخ کا اشارہ) اور فجر کی خبر (صبح کے وقت خواب)، 14 آپ جنوری 2011 کو اسلام آباد میں انتقال کر گئے۔

## اعظم معراج (Azam Meraj)

اعظم معراج کراچی میں رہائش پذیر ہیں، ان کا تعلق رئیل اسٹیٹ کے شعبے سے ہے۔ وہ ایک فکری تحریک تحریک شناخت کے بانی رضا کار اور سترہ کتب کے مصنف ہیں۔ جن میں دھرتی جائے کیوں پرائے، پاکستان کے مسیحی معمار، شان سبز و سفید، پاکستان میں رئیل اسٹیٹ کا کاروبار، کئی خطاک متن اور شناخت نامہ نمایاں ہیں۔

> "اعظم معراج پیشے کے لیے لحاظ سے اسٹیٹ ایجنٹ ہیں اور اس شعبے میں وہ دو کتابیں لکھ چکے ہیں، اپنے اس مقصد کے حصول کے لیے انھوں نے مجموعی طور پر پندرہ کتب لکھ چکے ہیں، جن میں نمایاں "پاکستان میں رئیل اسٹیٹ کا کاروبار" "دھرتی جائے کیوں پرآئے"، "شناخت نامہ" اور "شان سبز و سفید" ہیں۔ ان کی دیگر کتابوں میں پاک فوج میں محاذ جنگ پر خدمات انجام دینے والے، اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے سپاہیوں کی داستان کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اعظم معراج نے مسیحی کمیونٹی

سے تعلق رکھنے والے ان افسران اور جوانوں پر بھی قلم اٹھایا، جنھیں تمغہ جرات اور تمغہ بسالت سمیت فوج کی جانب سے مختلف اعلیٰ ترین اعزازات سے نوازا گیا"[66]۔

رئیل اسٹیٹ کا دفتر اب بھی ہے لیکن وہ زیادہ تر کتابوں کے مسودوں، اہم ادبی محفلوں اور اپنی ریسرچ کے کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔ان کی تازہ پیشکش Neglected Christian Children of Indus ہے جو ان کی پہلی کتاب 'دھرتی جائے کیوں پیرائے؟' کا انگریزی ترجمہ ہے۔ لیکن اعظم معراج نے اس میں کئی اضافے بھی کیے ہیں۔

اعظم معراج کی تصنیف کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ اقلیتوں سے مخاطب ہوتے ہیں۔ اور انہیں اس سرزمین سے شناخت یاد کرواتے ہیں، ان کا قلم ان کا ہتھیار ہے، جس کے ذریعے وہ پاکستان کی مسیحی گھرانوں، جوانوں کی اپنی سماج سے بیگانی ختم کرکے ان میں یہ احساس اجاگر کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس دھرتی کے بچے ہیں، آزادی ہند، قیام پاکستان، تعمیر پاکستان، دفاع پاکستان میں ان کے اجداد اور بڑوں کا حصہ ہے، تو اپنی نسبت جان کر، معاشرے کو اپنا مان کر شان سے جئیں۔

کتاب شان سبز و سفید ہمیں کئی اہم سوالات کے جواب فراہم کرتی ہے، جو نہ صرف مسیحی نوجوانوں کو تحریک دیتے ہیں کہ وہ اپنے اجداد کے کردار اور قربانیوں پر فخر کریں، بلکہ یہ جوابات اکثریت کو بھی احساس دلاتے ہے کہ پاکستان کے جھنڈے کا سفید حصہ اقلیت کی ترجمانی کرتا ہے۔

---

[66]. "غیر مسلم پاکستانیوں کا سیاسی المیہ اور اعظم معراج کا نیا کتابچہ، وائس آف سندھ، 22، ستمبر، 2020 https://urdu.voiceofsindh.com.pk/archives/15039/pakistani-christian-and-azam-mairaj/ Accessed 9-9-2021.

## باب دوم: مسیحی اقلیت سے متعلق اسلامی تعلیمات اور پاکستانی قوانین

**فصل اول:** اسلامی تعلیمات اور غیر مسلم اقلیتیں

**فصل دوم:** پاکستانی قوانین اور غیر مسلم اقلیتیں

**فصل سوم:** مسیحی اقلیت سے متعلق سماجی و عائلی قوانین

# باب دوم

## مسیحی اقلیت سے متعلق اسلامی تعلیمات اور پاکستانی قوانین

پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے، پاکستان کی آئین ساز اسمبلی نے پاکستان کے آئین کو اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں تشکیل دیا ہے، پاکستان کی بنیادوں میں اسلام ہے، اسلام کے نام پر پاکستان کو حاصل کیا گیا ہے، اور اسلامی تعلیمات اقلیتوں کو بہت اہمیت دیتی ہیں، اقلیتوں کو اسلامی ریاست کے تحت مکمل مذہبی، معاشی اور سماجی آزادی حاصل ہے، اور چونکہ پاکستان اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا، اور پاکستان کی قانون ساز اسمبلی نے جہاں پاکستان کے دیگر قانون کی بنیادوں کو اسلام کی تعلیمات پر رکھا ویسے ہی وہ قوانین بھی جن کا تعلق اقلیتوں سے تھا وہ بھی اسلام کی تعلیمات کے مطابق بنائے گئے۔

لہذا پاکستان کے قانون کے مطابق پاکستان میں بھی اسلام کی تعلیمات کے مطابق اقلیتیں آزاد ہیں، یہاں پر موجود ہر غیر مسلم بحیثیت انسان ہونے کہ قابلِ احترام ہیں۔ اور اس کو اسلامی ریاست کے ماتحت سماجی، معاشی اور مذہبی آزادی حاصل ہے،، جہاں وہ آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر عمل کر سکتے ہیں اور باقاعدہ اشتہاری کے ساتھ اپنے سماجی، معاشرتی اور مذہبی تقریبات کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ پاکستان کی ابتدائی تاریخ سے ہی یہ ماحول قائم رہا ہے کہ عیسائی مشنریز کھلم کھلا اپنے مذہب کی پرچار کے لئے انفرادی ملاقاتوں کے ساتھ مجمع جمع کر کے عوام الناس کو عیسائی مذہب کی تعلیم دیتے تھے، اس کا ذکر تفصیل کے ساتھ باب اول میں گزر چکا ہے۔

اس باب میں اسلام میں اقلیتوں کی اہمیت کے بیان کے ساتھ پاکستان میں ان کے لئے بنائے گئے قوانین کا جائزہ بھی لیا جائے گا اور خاص کر مسیحی کمیونٹی سے متعلق مسائل کے حل کے لئے بنائے قوانین کا تجزیہ کیا جائے گا۔

# فصل اول

## اسلامی تعلیمات اور غیر مسلم اقلیتیں

پاکستان کا تصور اسلام کے قیام کے لئے پیش کیا گیا، پاکستان کا تصور ایک ایسی ریاست کا تصور تھا جہاں اسلامی قوانین کے تحت ریاست چلائی جاسکے، جہاں اسلام زندہ ہو، جس کی بنیاد اسلام پر ہو اور اسلام کی تعلیمات کے مطابق ریاست چلائی جاسکے، جہاں دیگر ریاستی امور کے ساتھ غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ اسلامی تعلیمات کے مطابق سلوک کیا جاسکے، اقلیتوں کو اسلامی ریاست کے تحت رہ کر جو مذہبی، معاشی اور سماجی آزادی حاصل ہے، وہ ان کو فراہم کی جائے۔ پاکستانی قوانین کی بنیادیں اسلامی تعلیمات پر استوار ہیں لہذا پاکستان کی قانون ساز اسمبلی نے جہاں پاکستان کے دیگر قانون کی بنیادوں کو اسلام کی تعلیمات پر رکھا ایسے وہ قوانین بھی جن کا تعلق اقلیتوں سے تھا وہ بھی اسلام کی تعلیمات کے مطابق بنائے گئے۔

"مملکت ، اقلیتوں کے جائز حقوق اور مفادات کا، جن میں وفاقی اور صوبائی ملازمتوں میں ان کی مناسب نمائندگی شامل ہے، تحفظ کرے گی "[67]

اسلام کی تعلیمات کے مطابق اقلیتیں آزاد ہیں، اسلامی ریاست میں موجود ہر غیر مسلم بحیثیت انسان ہونے کہ قابلِ احترام ہیں۔ اور ان کو اسلامی ریاست کے ماتحت سماجی، معاشی اور مذہبی آزادی حاصل ہے،، جہاں وہ آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر عمل کر سکتے ہیں اور باقاعدہ اشتہاری کے ساتھ اپنے سماجی، معاشرتی اور مذہبی تقریبات کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ اس فصل میں اسلام کی نظر میں اقلیوں کی اہمیت کو مختصراً بیان کیا گیا ہے، کہ اسلام کی تعلیمات میں ان غیر مسلم شہریوں کو کس نظر سے دیکھا جاتا ہے جو ایک اسلامی ریاست میں باقائدہ ایک شہری کی حیثیت سے ریاست کے تحت رہ رہے ہوں۔

---

[67]. قومی اسمبلی پاکستان، اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور:1973: کامل ترمیم شدہ:2015۔

. https://archive.org/details/AyenEPakistan.Accessed 6 ،جولائی-2021

# اسلام میں غیر مسلم اقلیتیں

اسلام امن پسند مذہب ہے، اسلامی ریاست میں جس طرح مسلمان کی جان کا تحفظ ہوتا ہے اسی طرح غیر مسلموں کی جان ومال بھی محفوظ ہوتی ہے۔ اسلامی ریاست میں رہنے والے غیر مسلم اسلامی ریاست کے ماتحت ہوتے ہیں، اور انہیں اسلامی تعلیمات کی رو سے مکمل آزادی حاصل ہوتی ہے، اسلام نے جتنا اقلیتوں کے حقوق پر زور دیا ہے اور ان کو تحفظ فراہم کیا ہے، دنیا کے کسی مذہب یا قانون نے اتنا تحفظ نہیں دیا۔ قدیم مصر، یونان، روم، بابل، عرب اور دیگر ممالک کی تاریخ گواہ ہے کہ وہاں اقلیتوں کے ساتھ کس قدر انسانیت سوز سلوک کیا جاتا تھا۔

دین اسلام کی آمد سے پہلے عرب میں بھی جو معاشرہ قائم تھا وہ ظلم پر مبنی تھا، دین اسلام ہی ہے جس نے مظلوم لوگوں کی دادرسی کی اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے قوانین وضع کیے۔

## ذمی (اہل الذمہ)

ذمی وہ غیر مسلم ہوتا ہے جو اسلامی ریاست میں اس ملک کے قوانین کی پاسداری کا عہد کر کے وہاں سکونت اختیار کرلیتا ہے، ان کو اہل ذمہ بھی کیا جاتا ہے، اور اسلام میں ان کے لئے معاہد کی اصطلاح بھی استعمال ہوتی ہے، جو اس عہد کے تحت اسلامی ریاست میں رہ رہے ہوتے ہیں کہ وہاں کہ سارے قوانین کی پاسداری کریں گے، ایسے غیر مسلم معاہد اسلامی ریاست میں بہت مقام ہے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا فرمان منقول ہے

((عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ أَرْبَعِيْنَ عَامًا))[68].

”حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی معاہد (جن غیر مسلموں کے ساتھ اسلامی حکومت کا معاہدہ ہو) کو (بغیر کسی جرم کے) قتل کیا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک محسوس ہوتی ہے۔“

---

[68]. بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، (مصر، بولاق، 1314ھ) کتاب الجزیہ، باب اثم من قتل معاهدا بغیر جرم، ج:4، ص:99، الرقم:3166

رسول اللہ ﷺ کا مذکورہ ارشاد غیر مسلم معاہد کا مقام بیان کرتا ہے کہ ایسے غیر مسلم کو جو اسلامی ریاست کے تحت بحیثیت ذمی کے زندگی گزار رہا ہے اس کو کوئی بھی دوسرا شخص ناجائز نقصان نہ پہنچائے، رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے واضح ہے کہ جان کے تحفظ میں ایک مسلم اور غیر مسلم دونوں برابر ہیں دونوں کی جان کا یکساں تحفظ و احترام کیا جائے، اسلامی ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی غیر مسلم رعایا کی جان کا تحفظ کرے اور انہیں ظلم و زیادتی سے محفوظ رکھے۔

## اسلام میں اکرامِ انسانیت

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس میں نہ علاقے کی قید ہے اور نہ کوئی سلطنت و قومیت کی تحدید ہے دراصل اسلام اپنی ذات میں بے پناہ وسعت، گہرائی و ہمہ جہتی رکھتا ہے، اسی وسعت اور عالمگیریت کا تقاضا ہے کہ اسلام میں انسانیت کی اہمیت ہو، انسان بحیثیت انسان قابل قدر ہو، لہذا اسلام نے مسلم و کافر کا فرق روا رکھے بغیر ہر انسان کے سر پر عزت و شرف کا تاج رکھا اور تمام مخلوقات پر اس کا مقام بلند کر دیا۔

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ ٱلطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلاً﴾[69]

"اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ہے، اور انہیں خشکی اور سمندر دونوں میں سواریاں مہیا کی ہیں اور ان کو پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا ہے اور ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت عطا کی ہے"

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے، انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کا مظاہرہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کے بعد مسجودِ ملائکہ بنا کر کیا۔ اور یہ انسانوں کے باپ آدم علیہ السلام کے سامنے فرشتوں کو سجدہ ریز کر کے اللہ تعالیٰ نے عظمت اور فضیلت کا سہرا انسان کے سر باندھا، انسان بحیثت انسان بہت ہی عظمت کا حامل ہے، قرآنِ کریم میں ہے:

﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ ٱسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوٓا إِلَّآ إِبْلِيسَ أَبَىٰ﴾[70]

"یاد کرو وہ وقت جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو، چنانچہ سب نے سجدہ کیا، البتہ ابلیس تھ جس نے انکار کیا۔"

---

[69]. الاسراء 70:17

[70]. طہ 116:20

انسان کے اس بلند مقام کے پیش نظر جو اللہ نے اسے عطا کیا اس کی عزت و شرف کا تحفظ بحیثیتِ انسان، خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم، انسان کا بنیادی حق ہے اور ہمارا دعویٰ ہے اور یہ دعویٰ دلائل کی بنیاد پر مکمل ثابت شدہ ہے کہ احترام آدمیت کی جیسی صحیح اور مؤثر تعلیم اسلام نے دی ہے، انسان کی عزت و شرف کا جیسا تحفظ اسلام نے کیا ہے، حتیٰ کہ غیر مسلموں کے لئے بھی، دنیا کا کوئی مذہب اس لحاظ سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ دنیا کی تمام قومیں اور تمام انسان اس کی نگاہ میں ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں، ان کے حقوق یکساں ہیں کیونکہ بشریت کی اصل بنیاد ایک ہے۔ قرآنِ کریم نے جابجا مختلف پیرایوں میں اس تعلیم کو دل نشین کرنے کی کوشش کی ہے۔

قران کریم نے فرمایا:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓا۟ ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾[71]

"اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لئے تقسیم کیا ہے تاکہ ایک دوسرے کی پہچان کر سکو۔ در حقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔ یقین رکھو کہ اللہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز سے باخبر ہے"

اس کے علاوہ بھی بہت سی قرانی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بحیثیت انسان کے شرف و فضیلت کا حامل ہے، اور دیگر احادیث اور صحابہ کرام[72] کا عمل بھی اس پر دال ہے کہ وہ غیر مسلم جو اسلامی ریاست میں بطورِ ذمی کے رہ رہا ہو اس کی جان و مال کی حفاظت بھی اسلامی ریاست کے ذمے ہے۔

سابقہ بحث سے یہ بات تو واضح ہوئی کہ اسلام کی نظر میں غیر مسلم بحیثیت انسان ہونے کے قابلِ عزت واحترام ہے، اور جو غیر مسلم اسلامی ریاست میں بطورِ ذمی کے رہ رہا ہے اس کی جان و مال کی حفاظت کا ذمہ بھی اسلامی ریاست پر ہے۔ اور اسلام ذمی کو مکمل حقوق عطا کرتا ہے، اسلام میں اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت اور ان کے مسائل کا حل ایک

---

[71]. الحجرات 13:49

[72]. صحابی، رسول ﷺ مقبول کے ساتھی، یا وہ مسلمان جنہوں نے آنحضرت کو دیکھا ہو۔ (فیروز اللغات، ص 859)

مستقل باب ہے۔ اسلامی ریاست اپنی اقلیتوں کو مکمل معاشی، سیاسی اور سماجی آزادی دیتا ہے اور کسی قسم کا مذہب تبدیل کرنے اور اسلام قبول کرنے پر جبر نہیں کرتا۔

## اسلام اور مذہبی آزادی

دین اسلام امن و سلامتی اور احترام انسانیت کا مذہب ہے، اسلام کی تعلیمات اور ضابطہ یہ ہے کہ اسلامی معاشرے میں ہر فرد بلا تفریق مذہب و ملت عزت و مساوات اور بنیادی انسانی حقوق کے ساتھ رہ سکتا ہے، اسلامی ریاست کا غیر مسلم باشندہ اپنے عقیدے اور مذہب میں پوری طرح آزاد ہوتا ہے، اس کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہوتی ہے، اور حسن معاشرت کا تقاضا ہے کہ اسلامی ریاست میں رہنے والے غیر مسلم کی خوشی غمی میں اسلامی اقدار کے ساتھ مسلمان شریک ہوں، اسی طرح اس کے مذہب میں اس کو آزادی دی جائے، اور اگر کسی وقت اسلام کی دعوت کا موقعہ ہو تو دعوت کے رہنماء اصولوں کی پابندی کی جائے۔

اسلام توحید کی دعوت دیتا ہے، لیکن اسلام کا مزاج یہ ہے کہ دوسرے مذاہب کے لوگوں پر اپنے عقائد مسلط نہیں کرتا اور انہیں اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔ اسلامی تعلیمات مسلمان پر دعوت کا فریضہ عائد کرتی ہے لیکن دعوت دینا اور جبر واکراہ دونوں مختلف عمل ہیں، اسلام ایسے طریقِ دعوت سے منع کرتا ہے جس سے کسی کی مذہبی آزادی متاثر ہوتی ہو۔

﴿لَآ إِكْرَاهَ فِى ٱلدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشْدُ مِنَ ٱلْغَيِّ﴾[73]

"دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ ہدایت کا راستہ گمراہی سے ممتاز ہو کر واضح ہو چکا۔"

دین و مذہب کی آزادی انسان کے بنیادی حقوق میں سے ہے، ہر مہذب حکومت انسان کے اس فطری حق کا پاس رکھتی ہے، پاکستان میں موجود اقلیتوں کو درپیش مسائل میں ایک مسئلہ مذہب کی جبری تبدیلی کا بھی ہے، جس حوالے سے اقلیتوں کی طرف سے بھی وقتاً فوقتاً آواز اٹھائی جاتی ہے، اور پاکستان کے مختلف علاقوں سے اس نوعیت کے کیسز بھی سننے میں آتے ہیں۔

---

[73]. البقرۃ2:256

## فصل دوم

# پاکستانی قوانین اور غیر مسلم اقلیتیں

پاکستان کے حصول اور تحریک میں مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں نے بھی بھرپور ساتھ دیا۔ خاص طور پر عیسائی کمیونٹی نے تحریک پاکستان کے مقاصد میں قائد اعظم کا بھرپور ساتھ دیا، اور قدم قدم میں قائد اعظم کے حمایتی رہے، کیونکہ اقلیتوں کو اس بات کا یقین تھا کہ پاکستان وہ اسلامی ریاست ہے جہاں ان کے حقوق ادا کیے جائیں گے اور جان ومال کو تحفظ فراہم ہو گا۔ پاکستان کے معرضِ وجود میں آتے ہی مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلم بھی پاکستان کے شہری بنے۔

## تحریک پاکستان کی قیادت اور غیر مسلم اقلیتیں

تحریک پاکستان کے مقاصد میں مشترکہ پاک وہند کے غیر مسلموں نے قائد اعظم محمد علی جناح کا بہت ساتھ دیا، کیونکہ ان کو قائد اعظم کی تقاریر اور نشست وبرخاست سے ان کے نظریات کا بخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ پاکستان میں قانونی طور پر غیر مسلموں کو تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ قائد اعظم نے بارہا اپنی تقاریر میں مذہبی آزادی کی بات کی، کہ مسلم اور غیر کے درمیاں کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا، ہر فرد خواہ وہ کسی بھی مذہب کا ہو اس کو اپنی عبادت گاہ میں جانے کی اجازت ہو گی۔

> "قائد اعظم نے 11 اگست کی تقریر میں فرمایا تھا" آپ کو اپنے مندروں میں جانے کی آزادی ہے۔ آپ کو اپنی مسجدوں میں جانے کی آزادی ہے۔ پاکستان کی اس ریاست میں اب کسی بھی دوسری عبادت گاہ میں جاسکتے ہیں۔ آپ کا تعلق کسی مذہب، ذات یا عقیدے سے ہو امور مملکت کو اس سے کوئی سروکار نہیں"[74]۔

قائد اعظم نے اپنی تقریر میں مذہبی آزادی کی بات کی ہے، کسی کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک نہیں ہو گا، ہر شہری ریاست کا برابر شہری ہو گا، جس کا جو عقیدہ ہو وہ اس کے مطابق زندگی گزار سکے گا، ریاست پاکستان کے تحت ہر فرد

---

[74]. جعفری، شمائلہ، "اقلیتوں کا پاکستان: 'مذہب ذات یا نسل سے ریاست کا کوئی لینا دینا نہیں"، بی بی اردو، 11، اگست، 2017۔

https://www.bbc.com/urdu/pakistan-40876858. Accessed 7-8-2020.

اپنی عبادت گاہ میں جانے کے لئے آزاد ہو گا۔ قائد اعظم نے ایک موقعہ پر یہ بھی کیا کہ ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جہاں ہم اسلامی اصولوں کو آزما سکیں، اور اسلامی اصولوں کا تقاضا یہی ہے کہ غیر مسلموں کو جان ومال کا تحفظ حاصل ہو۔

قائد اعظم اپنے خطاب میں عمومی طور پر اسلام کا نام لیتے اور بتاتے کہ وہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اور اسلام کی تعلیمات کو لوگوں کے سامنے پیش کرتے جو اسلام نے اقلیتوں کے حوالے سے بیان کی ہیں، کہ اسلامی ریاست میں غیر مسلم محفوظ ہوتے ہیں، ان کی جان ومال کی حفاظت اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے، اسلامی ریاست کی نگاہ میں بحیثیت انسان ہونے کے ہر غیر مسلم قابل احترام ہوتا ہیں۔

11 اکتوبر 1947 کو کراچی میں سول اور عسکری (بری، بحری اور فضائی) افسروں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> "ایک دوسرا مسئلہ جو میرے ذہن میں ہلچل ڈال رہا ہے، وہ اقلیتوں کے ساتھ سلوک کا ہے۔ میں نے بار بار نجی طور پر بھی اور پبلک بیانات میں بھی یہ واضح کیا ہے کہ ہم اقلیتوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئیں گے۔ اور یہ تو میرے کبھی وہم وخیال میں بھی نہیں آیا کہ ہم انہیں پرے دھکیل دیں۔ پاکستان میں ہم اقلیتوں کے جان ومال کی حفاظت کریں گے اور ان سے پورا پورا انصاف کریں گے۔ ہم انہیں پاکستان چھوڑ دینے پر مجبور نہیں کریں گے۔ جب تک وہ مملکت کے وفادار رہیں گے انہیں ان کے حقوق ملیں گے۔ ان سے ساتھ دیگر شہریوں جیسا برابر کا سلوک ہو گا۔"[75]

پاکستان کی آئین ساز اسمبلی نے جو پاکستان کا آئین بنایا ہے اس میں اقلیتوں کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے، پاکستان کے روز اول سے اب تک غیر مسلم اقلیتیں کو مذہبی آزادی حاصل رہی ہے، پاکستان میں تمام مذاہب کے لوگوں کی عبادت گاہوں کی مکمل حفاظت حکومت کی ذمہ داری ہے اِسی بنا پر ہر حکومت نے اپنی آئینی، قانونی ذمہ داری کو بھرپور طریقہ سے ادا کیا ہے، پاکستان کے ہر شہر اور علاقہ میں عیسائی، ہندو، سکھ اور دیگر مذاہب کے ماننے والے اپنی عبادت

---

75. علیمی، محمد ریاض، "قائد اعظم، اقلیتیں اور حکومت"، ہماری ویب، https://hamariweb.com/articles/135923 Accessed 16, March, 2020.

گاہوں میں آزادی سے اپنی مذہبی رسومات ادا کرتے ہیں بلکہ سرکاری ملازمتوں میں بھی کوٹہ مختص ہے جس پر حکومت سختی سے کاربند ہے

## پاکستان کا آئین اور غیر مسلم اقلیتیں

پاکستان کے تمام دستور مذہبی اقلیتوں کو مساوی حقوق فراہم کرتے ہیں۔ انہیں اپنی ثقافت کی پیروی اور عبادت کرنے کی آزادی ہے۔ 1973ء کا آئین تمام شہریوں کو بنیادی حقوق فراہم کرتا ہے اور مذہبی اقلیتوں کو اہم تحفظ فراہم کرتا ہیں۔ 1973 کے آئین میں اقلیتوں کو بنیادی حقوق فراہم کرنے پر بہت زیادہ زور دیا گیا۔

> "The major constitutions of 1956, 1962 and 1973 sustain the essential rights of citizens. In Article 25 (1), Pakistan's Constitution guarantees that "all citizens are equal before the law and are entitled to equal protection of the law". Article (5) provides that "adequate provision shall be made for the minorities to freely profess and practice their religions and develop their cultures". The constitution of Pakistan guarantees religious freedom for all minority communities in Pakistan freedom"[76].

"1956، 1962 اور 1973 کے بڑے آئین شہریوں کے بنیادی حقوق کو برقرار رکھتے ہیں، آرٹیکل 25 (1) میں پاکستان کا آئین اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ "تمام شہری قانون کے سامنے برابر ہیں اور قانون کے یکساں تحفظ کے حقدار ہیں"۔ آرٹیکل (5) یہ فراہم کرتا ہے کہ "اقلیتوں کے لیے آزادانہ طور پر اپنے مذہب کا دعویٰ کرنے اور ان پر عمل کرنے اور اپنی ثقافتوں کو فروغ دینے کے لیے مناسب انتظام کیا جائے گا"۔ پاکستان کا آئین پاکستان میں تمام اقلیتی برادریوں کے لیے مذہبی آزادی کی ضمانت دیتا ہے۔"

پاکستان میں اسلام کی تعلیمات کے مطابق اقلیتیں آزاد ہیں، یہاں پر موجود ہر غیر مسلم بحیثیت انسان ہونے کہ قابلِ احترام ہیں۔ اور ان کو اسلامی ریاست کے ماتحت سماجی، معاشی اور مذہبی آزادی حاصل ہے،، جہاں وہ آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر عمل کر سکتے ہیں اور باقاعدہ اشتہاری کے ساتھ اپنے سماجی، معاشرتی اور مذہبی تقریبات کو سرانجام دے سکتے ہیں۔

---

[76]. Mehfooz, Musferah. 2021. **"Religious Freedom in Pakistan: A Case Study of Religious Minorities."** Religions Vol: 12, Issue: 1, p. 51.

"مملکت ، اقلیتوں کے جائز حقوق اور مفادات کا، جن میں وفاقی اور صوبائی ملازمتوں میں ان کی مناسب نمائندگی شامل ہے، تحفظ کرے گی"[77]

قانون کی نظر میں تمام شہری برابر ہیں۔ کسی بھی شخص کو زندگی اور آزادی سے محروم نہیں ہونا چاہیئے۔ مذہب، ذات پات، مسلک، جنس یا پیدائش کی جگہ پر کوئی امتیازی سلوک نہیں ہونا چاہیئے۔ ہر فرد کو ہر طرح کے کاروبار اور پیشے کی آزادی ہے۔ تقریر، اظہار رائے، انجمن اور ثقافتی سرگرمیوں کی آزادی کی ضمانت ہے۔ یہاں کے اداروں میں اقلیتوں کو مذہبی تعلیم دینے کی مکمل آزادی حاصل ہے۔ سرکاری خدمات میں امتیازی سلوک کے خلاف حفاظت اور تمام برادریوں کے مذہبی اداروں کی بحالی اور ترقی کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔

"The state shall safeguard the legitimate rights and interests of minorities, including their due representation in the Federal and Provincial services. The state should give the following protections to the minorities:

1. "Freedom of trade, business or profession
2. Freedom of speech
3. Rights to information
4. Freedom to profess religion and to manage religious instructions
5. Safeguard against tazation for purpose of any particular religion
6. Safeguard as to educational institutions in respect of religion
7. Provision as to property
8. Protection of property rights
9. Equality of citizens
10. Right to education
11. Non-discrimination in respect of access to public places
12. Safeguard against discrimination in services
13. Preservation of language, script and culture"[78]

"ریاست اقلیتوں کے جائز حقوق اور مفادات کا تحفظ کرے گی جس میں وفاقی اور صوبائی خدمات میں ان کی مناسب نمائندگی شامل ہے۔ ریاست اقلیتوں کو مندرجہ ذیل تحفظات دے گی:

1. "تجارت، کاروبار یا پیشے کی آزادی

2. تقریر کی آزادی

---

[77]. قومی اسمبلی پاکستان، اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور:1973:کامل ترمیم شدہ:2015

[78]. Majid, Abdul, "**Religious Minorities in Pakistan**", JPUHS, Vol.27, No.1, January - June, 2014.

3. معلومات کا حق

4. مذہب کا دعوی کرنے اور مذہبی اداروں کے انتظام کی آزادی

5. کسی خاص مذہب کے مقاصد کے لئے ٹیکس وصول کرنے کے خلاف حفاظت

6. مذہب کے سلسلے میں تعلیمی اداروں کی حفاظت

7. جائیداد کے طور پر فراہمی

8. املاک کے حقوق کا تحفظ

9. شہریوں کی مساوات

10. تعلیم کا حق

11. عوامی مقامات تک رسائی کے سلسلے میں بلا امتیاز

12. خدمات میں امتیازی سلوک کے خلاف حفاظت

13. زبان، رسم الخط اور ثقافت کا تحفظ"

1973 کا آئین تمام شہریوں کو بنیادی حقوق فراہم کرتا ہے، اس میں اقلیتوں کے لئے جو بنیادی حقوق بیان کئے گئے ہیں وہ تمام کے تمام ایک مناسب انسانی زندگی کی بقا کے لئے انتہائی ضروری ہیں، تقریر کی آزادی، مذہب کی آزادی، املاک کی آزادی، تعلیم، زبان، ثقافت وغیرہ کی آزادی سب اس میں شامل ہے، 1973 کا آئین اس حوالے سے بہت اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں غیر مسلم اقلیتوں کو مساوی درجے کا شہری سمجھا گیا ہے، اور ان کو بنیادی حقوق اور تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔

پاکستان کی ابتدائی تاریخ سے ہی یہ ماحول قائم رہا ہے کہ عیسائی مشنریز کھلم کھلا اپنے مذہب کی پرچار کے لئے انفرادی ملاقاتوں کے ساتھ مجمع جمع کر کے عوام الناس کو عیسائی مذہب کی تعلیم دیتے تھے، اس کا ذکر تفصیل کے ساتھ باب اول میں گزر چکا ہے۔

## پاکستان قومی اقلیتی کمیشن،(Pakistan National Commission for Minorities)

پاکستان کا قومی اقلیتی کمیشن اقلیتوں کے تحفظ کے لئے ایک کمیشن تشکیل دیا گیا ہے۔ یہ کمیشن وزارت مذہبی امور اور بین المذاہب ہم آہنگی کے تحت ہے، یہ حکومتِ پاکستان کی جانب سے ایک انتہائی مثبت قدم ہے، جس کے تحت ایک کمیشن تشکیل دیا گیا جو مکمل بااختیار ہو گا، جس کا کام اقلیتوں کے وہ حقوق جو آئین پاکستان ان کو دیتا ہے کا تحفظ کرنا اور ان کے مسائل اور مشکلات کو متعلقہ حکام تک پہنچائے گا۔

> پاکستان کی عدالتِ عظمی (سپریم کورٹ) نے 19 جون 2014 کو اقلیتوں کے حقوق سے متعلق تاریخ ساز فیصلے میں حکم صادر کیا تھا کہ "قومی کونسل برائے اقلیتی حقوق تشکیل دی جائے جس کے دائرہِ اختیار میں منجملہ اور چیزوں کے یہ بھی شامل ہو کہ آئین اور قانون کے تحت اقلیتوں کو حاصل حقوق اور تحفظات کو عملی طور پر تسلیم کیا جائے، [79]

پاکستان کا آئین اسلامی تعلیمات کے مطابق اسلامی ریاست میں بسنے والے غیر مسلم اقلیتوں کو مکمل تحفظ فراہم کرتا ہے، لیکن معاشرتی رویوں سے متاثر عوام بعض اوقات اس کا ادراک نہیں کر پاتی، اور اقلیتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کر جاتی ہے، اس لئے ایسے کمیشن کا قیام جو اقلیتوں کے لئے آواز اٹھائے، ان کے حقوق کو محفوظ کرے وقت کی اہم ضرورت تھی۔

> قومی کمیشن برائے اقلیتی حقوق کی منظوری اور قائم کرنے کا فیصلہ جسٹس تصدق حسین جیلانی کی سربراہی میں عدالت عظمیٰ کے ایک تین رکنی بنچ نے 19 جون 2014 میں دیا تھا، اور لاہور کے ایک مقامی ہوٹل میں انسانی حقوق کے تقریباً تین سو کارکنوں، صحافیوں، دانشوروں، مزدور رہنماؤں، اراکین قومی وصوبائی اسمبلی اور وکلاء کے اجتماع طویل بحث ومباحثہ اور غور وفکر کے بعد اس کمیشن کے قانون کا مسودہ تیار کیا گیا[80]۔

---

[79]. نعمانہ سلیمان، "پاکستان میں اقلیتی حقوق کی ادارہ سازی"، ہم سب، 2020/05/22، https://www.humsub.com.pk/320134/naumana-suleman-5/ Accessed 6, June, 2020.

[80]. قومی کمیشن برائے اقلیتی حقوق کا مسودہ قانون، ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام، (Accessed 20-5-5) https://www.dw.com/ur/-

ہر متعلقہ افراد کو مدعو کیا گیا، ان سب کے اجتماع کے نتیجے میں مسودہ تیار کیا گیا، لگ بھگ تین سو افراد کا اجتماع ہوا جنھوں نے باہمی مشاورت کے بعد قومی کمیشن برائے اقلتی حقوق کا مسودہ تیار کیا، جس کے بعد یہ قوی امید کی جا سکتی ہے کہ آئندہ اقلیتوں کو درپیش مسائل کے لئے یہ کمیشن کارآمد ہو گا۔

## پاکستان قومی اقلیتی کمیشن کی ذمہ داریاں

پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے مسائل کے حل کے لئے حکومتِ پاکستان کی جانب سے ایک کمیشن تشکیل دیا گیا، جو مکمل بااختیار ہو گا، جس کا کام اقلیتوں کی فلاح و بہبود کو فروغ دینا، اور قانون کے ذریعے اقلیتوں کے لیے مساوی حقوق حاصل کرنا ہو گا، اور پاکستان میں اقلیتوں کی اہمیت کو بڑھانا اور جو تحفظ اور حقوق آئین پاکستان ان کو فراہم کرتا ہے اس کو محفوظ کرنا اور اس کے لئے مختلف افراد اور تنظیم کا سہارا لینا ہے۔

1. Examine the policy, programmes and other measures taken by the Govrnment on issues relating to equality of minorities, empowerment, protection, political participation, representation, education, assess implementation and make suitable recommendations to the concerned authorities.
2. Review all law and rules and regulations affecting the status and rights of minorities and suggest repeal, amendment or new legislation essential to eliminate discrimination.
3. Safeduard and promote the interest and welfare of minorities and achieve equality before law in accordance with the Constitution and obligations under international covenants and commitments in consultation with the foreign Affairs Division.[81]

1. اقلیتوں کی مساوات، بااختیارداری، تحفظ، سیاسی شرکت، نمائندگی، تعلیم، عمل درآمد کا جائزہ لینا اور متعلقہ حکام کو مناسب سفارشات پیش کرنے سے متعلق حکومت نے جو پالیسی، پروگرام اور دیگر اقدامات کا جائزہ لیا ہے۔

[81].Pakistan Minority Rights Commision Act 2016, پاکستان اقلیتی حقوق کمیشن ایکٹ2016۔
http://www.na.gov.pk/uploads/documents/1474976704_768.pdf (Accessed 9-3-21)

2. اقلیتوں کی حیثیت اور حقوق کو متاثر کرنے والے تمام قانون اور قواعد وضوابط کا جائزہ لیں اور امتیازی سلوک کے خاتمے کے لئے ضروری منسوخ، ترمیم یا نئی قانون سازی کی تجویز کریں۔

3. اقلیتوں کی دلچسپی اور فلاح وبہبود کو فروغ دینا اور آئین کے مطابق قانون کے سامنے برابری کا حصول اور غیر ملکی امور ڈویژن سے مشاورت سے بین الاقوامی معاہدوں اور وعدوں کے تحت قانون کے سامنے برابری کا حصول۔

آئینِ پاکستان سمیت پاکستان کی قانون ساز اسمبلیاں اس بات پر خاص توجہ دیتی آئی ہیں کہ معاشرے میں انصاف قائم رہے اور عام شہری کو اس کے حقوق با آسانی میسر ہوں اور خاص کر پاکستان میں موجود اقلیتیں بھی آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی تہوار مناسکیں۔ اسی سلسلے میں مختلف اجلاس بھی منعقد کئے جاتے ہیں۔

## پاکستانی حکام اور قومی اقلیتی کمیشن

پاکستان میں حکومت اور اقتدار کا سلسلہ وقت کے ساتھ تبدیل ہوتا رہا، کچھ حکومتیں ایک سے زائد بار اقتدار میں آئیں، عمومی طور پر ہر آنے والی حکومت اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت، ان کے مسائل کے حل کے لئے اقدامات کرتی رہی ہے۔ انہیں اقدامات کی کڑیوں میں سے ایک کڑی اقلیتی کمیشن کا قیام ہے، جو اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت اور ان کے مسائل کے حل کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ پاکستان کے موجودہ وزیر خارجہ پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت اور مسائل کے حل کے حوالے سے کہتے ہیں.

پاکستان میں اقلیتوں کے تحفظ کے لئے کمیشن قائم کیا گیا۔ یہ اقلیتی کمیشن سپریم کورٹ کے حکم پر قائم کیا گیا ہے اور ہندو برادری کے رہنماء چیلارام اس کے سربراہ ہیں۔ اقلیتی کمیشن جو بھی سفارشات پیش کرے گی ہم اس پر عملدرآمد کریں گے۔

اس کے ساتھ پاکستان میں موجود اقلیتیں اپنی ساخت کو مضبوط اور حقوق کے تحفظ کے لئے ہر درجہ کوشاں ہیں، جب کوئی ایسا واقعہ رونما ہو جس میں اقلیتوں کو عدم تحفظ کا سامنا ہو یا ان کو اپنی کمیونٹی غیر محفوظ محسوس ہو تو وہ اس سے متعلق اپنی آواز اعلیٰ حکام تک پہنچاتی ہیں۔ پاکستان کی ابتداء سے ہی اور خاص طور پر 1973ء کے آئین میں اقلیتوں کے

حقوق کا ذکر ہے اور ان کے بنیادی حقوق کی تفصیل بھی ذکر کی گئی، ایک شہری ہونے کی حیثیت سے غیر مسلم اقلیت اور مسلمان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اس کے باوجود اقلیتوں کو بعض علاقوں میں امتیازی سلوک کی شکایت ہوتی ہے اور بعض معاشرتی رویوں کے باعث اقلیتیں اپنے آپ کو غیر محفوظ تصور کرتی ہیں۔ ایسے میں اقلتیں منظم طور پر اس کمیشن کے ذریعے اپنی آواز اعلیٰ حکام تک پہنچا سکتی ہیں، یہ کمیشن سپریم کورٹ کے حکم پر قائم کردہ ہے، اور یہ آزاد ہیئت کا کمیشن ہے جو اقلیتوں کی آواز بن کر ان کے سماجی و معاشرتی مسائل کے حل کے لئے کام کر سکتا ہے۔

> "یہ کمیشن آزاد ہیئت کا کمیشن ہے اور قومی سطح پر قائم خواتین 'ہیومن رائٹس اور چائلڈ کمیشن کی طرح اس کا باضابطہ الگ سے چیئر مین ہو گا اور زیادہ تر اراکین ینارٹیز سے ہوں گے۔ یہ وزارت بین المذاہب ہم آہنگی کی پارلیمانی سیکرٹری ہے۔ اس مینارٹی کمیشن کی وجہ سے اقلیتوں کو معاشی و معاشرتی لحاظ سے درپیش مسائل دور ہوں گے اور ان کے معیار زندگی میں زبردست بہتری دیکھنے میں آئے گی"[82]۔

عدالتِ عظمیٰ کا مینارٹی کمیشن کے قیام کا اقدام ایک بہت اہم فیصلہ تھا، اور پاکستان کے آئین اور اسلامی کی روشنی میں تھا، بحیثیت مسلمان یہ ہماری تعلیمات اور تربیت کا حصہ ہے۔ ہمارے پیارے نبیﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں خلفائے راشدین[83] کے عہد میں اقلیتوں سے حسن سلوک کی مثالیں انسانی تاریخ کا حصہ ہیں لہٰذا بحیثیت مسلمان ہم پاکستانی ان روایات کے وارث ہیں۔

اقلیتوں کو خاص طور پر یہ شکایت رہی ہے کہ وفاقی وصوبائی سطح پر ملازمتوں میں ان کو مناسب حصہ نہیں ملتا اور اس سے جڑا ہوا شکوہ یہ ہے کہ تعلیمی اداروں خاص کر پروفیشنل اداروں میں اقلیتوں کیلئے مختص کوٹہ نہیں ہے۔ نیشنل مینارٹی کمیشن کے قیام سے نہ صرف یہ کہ ان شکایات کا ازالہ ہو گا بلکہ ان تمام خرابیوں کی اصلاح ہو گی جو معاشرتی رویوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

---

[82]. مصدق گھمن، مینارٹی کمیشن کا قیام، مشرق پشاور، 30/اپریل، 2020.، (20-6-1), https://www.trt.net.tr/urdu/pkhstn /

[83]. محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار جانشین حضرات، ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ۔ (فیروز اللغات، ص595)

# فصل سوم

## مسیحی اقلیت سے متعلق سماجی و عائلی قوانین

پاکستان میں موجود اقلیتوں میں سب سے بڑی تعداد مسیحی اقلیت کی ہے۔ پاکستان میں ابتداء سے ہی اقلیتوں کو آزادی اور ہر قسم کے تحفظ فراہم کرنے کا وعدہ کیا گیا، جب 1940ء میں آل انڈیا مسلم لیگ[84] نے پاکستان کے قیام کا مطالبہ کیا تو، اسے پوری طرح شعور تھا کہ وہاں کیا ہو گا پاکستان میں دوسرے مذاہب کے پیروکار بھی ہوں گے ، اس قرارداد میں غیر مسلموں کو یقین دلایا کہ ان کی مذہب پر عمل کرنے کی آزادی کا تحفظ کیا جائے گا اور ان کی زندگیاں پاکستان کے قوانین کے تحت محفوظ ہوں گی اور مذہبی اقلیتیں آزادی سے اپنے مذہب پر عمل کر سکیں گی۔

پاکستان میں موجود اقلیتوں کو جب کوئی مسئلہ درپیش ہو جس پر کسی قانون کی ترمیم یا نئے قانون کو متعارف کرانا ہو اس کے لئے حکومت ان کا خیال رکھتی ہے مسائل کے حل کی بات کی۔ ان کے بعد پاکستان کا آئین پاکستان میں موجود اقلیتوں کے پورے حقوق کا خیال رکھتا ہے، اور ان کے مسائل کو ایک پاکستانی کمیونٹی کے مسائل تصور کر کے ان کے حل کی کوشش کی جاتی ہے، ابھی حال میں پاکستان میں موجود مسیحی طلاق قانون میں ترمیم کے حوالے سے کام ہوا۔

### انسانی حقوق اور اقلیتی امور کا محکمہ (Human Rights & Minorities Affairs Department)

2006 سے جولائی 2008 تک ہیومن رائٹس ونگ "لاء، پارلیمانی امور اور محکمہ انسانی حقوق" کا حصہ تھا۔ اسی طرح اقلیتوں سے متعلق امور "اوقاف، مذہبی امور، اور اقلیتی امور کے محکمہ" کے تحت نمٹائے جا رہے ہیں۔ 12 جولائی 2008 کو، حکومت (اس وقت کی قیادت میں پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی)) نے ایک بڑی وزارت میں سرمایہ کاری کی اور اس کا نام وزارت اقلیتی امور رکھ دیا۔ وزیر کے کردار کو ایک مسیحی کارکن شہباز بھٹی کو دیا گیا، جس نے اس مارچ سے 2 مارچ، 2011ء تک اس عہدے پر خدمات انجام دیں، جب انہیں اسلام آباد میں قتل کیا گیا تھا۔

---

[84] .سیاسی گروپ جس نے برٹش انڈیا کی تقسیم کے وقت ایک علیحدہ مسلم قوم کے قیام کی تحریک کی قیادت کی۔ (برٹانیکا انسائیکلوپیڈیا)

## انسانی حقوق اور اقلیتی امور کا محکمہ کی ذمہ داریاں

یہ محکمہ حقوق انسان اور انسانی حقوق کی غیر سرکاری تنظیمی کے اداروں کے ساتھ مربوط ہے، اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی شکایات اور الزامات سے متعلق معلوماتی دستاویزات اور رپورٹس کا حصول اور تیاری اس کے کاموں میں شامل ہے، اور اس کے علاوہ اس ادارے نے اقلیتوں کے مستحق طلباء کے لئے تعلیمی اسکالرشپ کی گرانٹ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔ محکمہ کی جانب سے کرسمس[85] (Christmas)، ہولی جیسے معمولی بچوں کے لئے مختلف مذہبی دن منانے کے لئے خصوصی انتظامات کیے جاتے ہیں۔

- Educational Scholarship for Minorities"
- Marriage License for Christians
- Religious Day Celebrations for Minorities
- Minority Advisory Council
- Human Rights Violation Complaints Handling
- Coordination with Civil Society & NGOs
- Provincial Task Force on Human Rights
- "Visits of Prisons & Juvenile Institutions[86]

- اقلیتوں کے لئے تعلیمی وظیفہ
- عیسائیوں کے لئے شادی کا لائسنس
- اقلیتوں کے لئے مذہبی دن کی تقریبات
- اقلیتی ایڈوائزری کونسل
- انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی شکایات سے نمٹنا
- سول سوسائٹی اور این جی اوز[87] کے ساتھ کوآرڈینیشن
- صوبائی ٹاسک فورس برائے انسانی حقوق

---

85. کرسمس ایک سالانہ مسیحی تہوار ہے، اس دن عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا جشن مناتے ہیں۔ (برٹانیکا انسائیکلوپیڈیا)

86. "Marriage License for Christians | Human Rights & Minorities Affairs Department." n.d. Hrma.punjab.gov.pk. https://hrma.punjab.gov.pk/marriage_license_for_christians. Accessed 6-10-2020

87. افراد یا تنظیموں کا رضاکارانہ گروپ، جو عام طور پر کسی حکومت سے وابستہ نہیں ہوتا۔ (برٹانیکا انسائیکلوپیڈیا)

- جیلوں اور نو عمر اداروں کا دورہ

ابتدائی طور پر صرف اقلیتی ونگ اور ہیومن رائٹس سیل تھا جو HR&MA ڈیپارٹمنٹ کو مختص کردہ کام انجام دیتا تھا۔ ایچ آر اینڈ ایم اے ڈیپارٹمنٹ چار بین الاقوامی انسانی حقوق معاہدوں کے نفاذ کے لئے کام کر رہا تھا۔ 2017 میں، معاہدوں پر عمل درآمد کے نئے کاموں کے ذریعے، تمام معاہدوں کو HR&MA محکمہ کو تفویض کیا گیا تھا۔

"In 2018, HR&MA Department has launched the first ever Human Rights Policy in history of Pakistan; title as the "Punjab Human Rights Policy 2018."In 2019 a new function: "Interfaith Harmony" has been allocated to HR&MA Department. The Department was already holding annual seminars on Interfaith Harmony since its inception.
HR&MA Department is continuously working to improve the situation regarding following areas in Punjab:

- Human Rights
- Minorities Affairs
- Treaty Implementation
- Interfaith Harmonh[88]"

" 2018 میں، ایچ - آر & ایم - اے (HR&MA) ڈیپارٹمنٹ نے پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار انسانی حقوق کی پالیسی کا آغاز کیا ہے۔ "پنجاب ہیومن رائٹس پالیسی 2018" کے عنوان سے۔ 2019 میں ایک نئی تقریب: "بین المذاہب ہم آہنگی" کو محکمہ ایچ آر اینڈ ایم اے کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ محکمہ اپنے آغاز سے ہی بین المذاہب ہم آہنگی پر سالانہ سیمینار منعقد کر رہا تھا۔ محکمہ ایچ آر اینڈ ایم اے پنجاب میں درج ذیل حوالوں سے صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے مستقل طور پر کام کر رہا ہے:-

- حقوق انسان
- اقلیتوں کے امور
- معاہدہ پر عمل درآمد
- مذہبی ہم آہنگی"

[88].“Marriage License for Christians | Human Rights & Minorities Affairs Department.” n.d. Hrma.punjab.gov.pk. https://hrma.punjab.gov.pk/marriage_license_for_christians. Accessed 6-10-2020.

2018 سے اب تک اس ڈیپارٹمنٹ کے منسٹر جناب اعجاز مسیح ہیں، اس ڈیپارٹمنٹ کے جملہ امور انسانی حقوق کی بہتری کے لئے ترتیب دے گئے ہیں، اس کی ذمہ داریوں کا خلاصہ یہ ہے کہ انسانی حقوق کا تحفظ کیا جائے اور اس کو پامال ہونے سے بچایا جائے، انسانی حقوق کے خلاف ہر قدم کو روکا جائے، اس سے متعلق شکایات اور الزامات کے بارے میں رپورٹ بنا کر متعلقہ حکام تک پہنچائی جائیں۔

## شادی اور طلاق کا قانون

پاکستان میں مسیحیوں سے متعلق شادی اور طلاق کا عائلی قانون ایک صدی سے زیادہ پرانا ہے۔ یہ برطانوی راج کے دوران متعارف کرایا گیا۔ اور اس کے بعد سے اس میں کوئی ترمیم نہیں کی گئی، چند سال قبل امین مسیح کے کیس میں اس قانون میں ترمیم کے حوالے سے اپیل درج کی گئی۔

> "Any husband may present a petition to the {Court of Civil Judge} praying that his marriage may be dissolved on the ground that this wife has, since the solemnization thereof, been guilty of adultery.Any wife may present a petition to the {Court of Civil Judge} praying that her marriage may be dissolved on the ground that, since th solemnization thereof, ger husband has exchanged his profession of Christianity for the profession of some pther religion, and gone through a form of marriage woth another woman"[89]

> کوئی بھی شوہر سول کورٹ میں یہ درخواست پیش کر سکتا ہے کہ اس کی شادی اس زمین پر تحلیل کی جائے، جب کہ اس کی بیوی سے زنا کا ارتکاب ہوا ہو، کوئی بھی بیوی سول کورٹ میں یہ درخواست پیش کر سکتی ہے کہ اس کی شادی اس وجہ سے تحلیل ہو جائے کہ اس کی شادی کے بعد اس کے شوہر نے اپنے مذہب عیسائیت کو چھوڑ دیا ہے، شادی کو تحلیل کی دوسری صورت یہ ہے کہ شوہر دوسری عورت سے شادی کر لے۔

دیکھا جائے تو مذکورہ قانون غیر فطری شرائط پر مبنی ہے، 1869ء کے طلاق ایکٹ کے مطابق زوجین ایک دوسرے پر زنا کا الزام لگا کر یا اپنے مذہب عیسائیت کو چھوڑ کر شادی کے بندھن سے علیحدگی اختیار کر سکتے ہیں، بیوی شادی کو تحلیل کرنے کی درخواست اس صورت میں بھی دائر کر سکتی ہے کہ اس کا شوہر دوسری شادی کر لے، مذکورہ قانون ایک

---

[89]. THE DIVORCE ACT, 1869, Government of Pakistan. DISSOLUTION OF MARRIGE, p. 7, https://hrma.punjab.gov.pk/system/files/THE%20DIVORCE%20ACT%2C1869.pdf (Accessed 25/5/21)

صدی سے بھی زیادہ پرانا ہے اور اس کے بعد ایک لمبے عرصے تک اسی کے مطابق عمل جاری رہا، اور اس پر کسی ترمیم کی درخواست نہیں کی گئی۔

## کمیٹی برائے مسیحی طلاق قانون

کمیٹی برائے مسیحی طلاق قانون اس وقت تشکیل دی گئی جب سن 2016ء کے آخر میں، امین مسیح نام کے ایک مسیحی فرد نے طلاق کے لئے لاہور ہائیکورٹ سے رجوع کیا، اس کا عدالت میں رجوع کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے بغیر اس سے علیحدگی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ امین مسیح نے اپنی درخواست میں یہ تفصیل بھی بتائی کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جائے اور اس کو طلاق دے لیکن اس پر بدچلن جیسا گھناؤنا الزام نہ لگائے، اور یہ کہ اس کی بیوی نے طلاق کے حصول کے لئے زنا کیا ہے۔

اس کی درخواست کا منشاء تھا کہ مسیحی طلاق ایکٹ کی دفعہ سات جس کی بنیاد پر طلاق کے لئے عام گھریلو وجوہات کو بھی پیش کیا جاسکتا ہے، اس دفعہ کے ذریعے میاں بیوی علیحدہ بھی ہو سکیں گے اور بیوی کی عزت بھی مجروح نہیں ہو گی اس لئے اس دفعہ کو بحال کیا جائے۔ 2016ء میں ہائی کورٹ لاہور میں امین مسیح کا کیس چلنے کے نتیجے میں عیسائی مذہبی رہنماؤں کا اجلاس بھی ہوا، اور ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جس میں تقریباً بائیس گرجاگھروں کے رہنما شامل ہوئے۔

> "اس وقت بشپ آف ملتان لیوراڈرک پال کی سربراہی میں بائیس گرجاگھروں کی نمائندگی سے یہ کمیٹی تشکیل دی گئی"[90]۔

جب امین مسیح نے یہ درخواست دائر کی تو پاکستان میں موجود مسیحی کمیونٹی اپنے مذہب اور انسانی حقوق کے درمیان کش مکش کا شکار ہو گئی، دونوں طرح کی رائے سننے میں آئیں، بعض مسیحی مذہبی رہنماؤں نے اس کی کھلم کھلا مخالفت کی کہ اس کی مذہب میں گنجائش نہیں، اور بعض کی رائے اس کے برعکس تھی کہ اس طرح کے قانون میں ترمیم انسانی حقوق کے عین موافق ہے۔

---

[90]. آصف عقیل آسف، پاکستانی مسیحی نکاح اور طلاق کے قوانین میں بدلاؤ، سجاگ، اگست، 2019۔

اس کمیٹی کی تشکیل کا منشاء مسیحی طلاق ایکٹ پر غور کرنا تھا کہ آیا دفعہ سات، جس کی بنا پر طلاق کے لئے بد چلنی کا الزام لگائے بغیر کسی عام گھریلو وجہ کو بھی بنیاد بنایا جا سکتا ہے، کو بحال کیا جائے، اور کسی ایسی شق کو لازم نہ کیا جائے جس کی بنا پر انسانی حقوق پامال ہوتے ہیں۔

## مسیحی میرج ایکٹ(Christian Marriage Act) کی ترمیم کا خلاصہ

چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ مسٹر جسٹس سید منصور علی شاہ نے پورے ملک کی مسیحی خواتین کی عزت نفس کو تحفظ فراہم کیا۔ انہوں نے مسیحی طلاق ایکٹ 1869ء کی دفعہ 7 کو بحال کر دیا۔ جس کے تحت اگر مسیحی مرد چاہے تو وہ بد چلنی کے الزام لگائے بغیر دیگر وجوہات پر بھی اپنی مسیحی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے۔ سنگل جج نے یہ فیصلہ امین مسیح کی شیر از ذکاء ایڈووکیٹ کی وساطت سے دائر درخواست پر سنایا تھا۔ اس سے قبل جنرل ضیاء الحق کے دور میں فیڈرل رویژن اینڈ آرڈیننس 1981ء کے ذریعے دفعہ 7 کو ختم کر دیا گیا تھا اور صرف دفعہ 10 ہی بحال رکھی گئی تھی۔ مسیحی طلاق ایکٹ کی دفعہ 10 کے تحت طلاق کیلئے مسیحی خاتون پر بد چلنی کا الزام لگانا لازمی ہے ورنہ طلاق نہیں ہو گی۔ سابق چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ نے مارشل لاء دور کا آرڈیننس بنیادی آئینی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیا تھا۔ اسے کالعدم کرتے ہوئے دفعہ 7 کو بحال کر دیا تھا جس کے تحت مسیحی خواتین کو طلاق دینے کیلئے دیگر جواز بھی فراہم کئے گئے تھے۔

## جبری تبدیلِ مذہب اور اقلیتوں کا تحفظ

پاکستان میں مذہب کی جبری تبدیلی کے حوالے سے واقعات پیش آئے، ان شکایات کے ازالے کے لیے سینیٹ اور قومی اسمبلی کے ارکان پر مشتمل پارلیمانی کمیشن تشکیل دیا گیا، اور مختلف اجلاس بھی منعقد کئے گئے۔

> "2016ء میں جبری مذہب کی روک تھام کے لئے بل منظور کیا گیا، یہ بل سندھ اسمبلی میں مسلم لیگ فنکشنل سے تعلق رکھنے والے رکن اسمبلی آنند کمار گوکانی نے پیش کیا۔ اس بل کے مطابق،
>
> - زبردستی مذہب تبدیل کرانے کا الزام ثابت ہونے پر 5 سال تک قید کی سزا ہو سکے گی
> - زبردستی مذہب تبدیل کرانے والے کے معاون کو تین سال کی قید اور جرمانہ ہوتا
> - 18 سال سے کم عمر پر مذہب کی تبدیلی قابل تعزیر جرم ہو گا
> - بالغ شخص کو مذہب تبدیل کرنے پر غور کے لئے 21 دن کا وقت دیا جائے گا

- کم سن یہ دعوی کرتا ہے کہ اس نے مذہب تبدیل کر لیا ہے تو اس کے دعوے کو قبول نہیں کیا جائے گا"[91]

مذہب کی تبدیلی کا بڑا فیصلہ عمر کی پختگی اور عقل کے کامل ہونے کا متقاضی ہے، اس لئے کم سن بچے کے مذہب کی تبدیلی کا اعتبار نہ کرنا اور اس کے سرپرست اور والدین سے رجوع کرنے کو لازم قرار دینا عقل اور شریعت کے مطابق ہے، سیاسی اور دینی رہنماء بھی اس بل کے حوالے سے مثبت خیال رکھتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اس بل کا قیام غیر مسلم اقلیتوں کی کم سن بچیوں کی جبری مذہب تبدیلی کے روک تھام کے لئے وقت کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ قومی اقلیتی کمیشن بھی اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے کام کر رہا ہے۔ اقلیتی کمیشن بنانے کے بنیادی مقاصد میں اقلیتوں کو مذہبی آزادی فراہم کرنا اور ایسے اقدامات کرنا ہے جس سے وہ قومی دھارے کا مکمل طور پر حصہ بن سکیں اور اس میں ان کی مکمل شمولیت ہو۔

## پاکستانی نظام تعلیم اور مساوات

قوم و ملت کی ترقی کا دار و مدار اس کی تعلیم و تربیت پر ہوتا ہے، معاشرے کا حسن اس کے افراد سے ہوتا ہے، اور افراد کی تہذیب و اخلاق کا مدار اس کی تعلیم پر ہوتا ہے، پاکستان کے آئین میں خاص عمر کے تمام بچوں کے لئے ایک مفت اور لازمی بنیادی تعلیم کا اعلان کیا گیا ہے، لیکن ابھی تک اس کا حصول باقی ہے۔ شرح خواندگی (Literacy Rate[92]) بہت کم تقریباً 47٪ ہے۔ وفاقی حکومتیں تعلیمی پالیسیاں، نصاب اور نصاب تعلیم بناتے ہیں، جب کہ صوبائی حکومتیں نصاب کی تائید شدہ ہدایات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے تعلیمی، نصاب اور درسی کتب کے اپنے کورس تیار کرتے ہیں۔ نجی تنظیمیں، اور ایک غیر رسمی نظام جس میں زیادہ تر سول سوسائٹی اور غیر سرکاری تنظیمیں چلاتے ہیں، باضابطہ تعلیم عامہ کے نظام کو مستحکم کرتے ہیں۔ پاکستان کا آئین ہر فرد کے لئے بنا کسی تفریق کے بنیادی تعلیم مہیا کرنے میں یکساں ہیں، پاکستان کے 1973ء کے آئین میں آرٹیکل اے-25 کے مطابق حکومت پر لازم ہے کہ پانچ سے سولہ سال کے درمیانی بچوں کو بنیادی تعلیم فراہم کرے

---

[91]. سہیل، ریاض، مذہب کی جبری تبدیلی پر قانون کی منظوری، بی بی سی اردو، کراچی، 24 نومبر 2016۔

[92]. پڑھائی کی شرح۔ (فیروز اللغات)

“The state shall provide free and compulsory education to all children between the age of five and sixteen years in such a manner as may be determined by law”[93]

"ریاست پانچ سے سولہ سال کی عمر کے تمام بچوں کو اس طریقے سے مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرے گی جو قانون کے ذریعہ طے کی جاسکتی ہے"

پاکستان میں عمومی طور پر عوام کو معاشی اور تعلیمی مسائل کا سامنا رہتا ہے، حکومتیں اس مسائل کے حل کے لئے فکر کرتی اور نئے اقدامات کرتی ہیں، پاکستان میں تعلیم کی نگرانی وفاقی حکومت کی وزارتِ تعلیم اور صوبائی حکومتیں کی ذمہ داری میں شامل ہے۔ وفاقی حکومت زیادہ تر تحقیق اور ترقی نصاب، تصدیق اور سرمایہ کاری میں مدد کرتی ہے۔ اور صوبائی حکومتیں نجی تعلیمی اداروں کے مسائل کے حل اور معیار کی بہتری کی ذمہ دار ہوتی ہے۔

93 .The constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 25A Right of education, NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN, as modified 31 May 2018.

## باب سوم: مسیحی اقلیت کے عائلی مسائل اور ان کے حل کی تجاویز

**فصل اول:** مسیحی اقلیت کو در پیش عائلی مسائل

**فصل دوم:** مسیحی اقلیت کے عائلی قوانین

**فصل سوم:** مسیحی اقلیت کو در پیش عائلی مسائل کے حل کی تجاویز

# باب سوم

## مسیحی اقلیت کے عائلی مسائل اور ان کے حل کی تجاویز

انسان دنیا میں اپنی ایک پہچان لے کر آتا ہے، اس کی پہچان اس کے خاندان سے ہوتی ہے، اور اس کو زندگی گزارنے کے لئے ایک خاندان کی ضرورت ہوتی ہے، معاشرے کا سب کے اہم اور بنیادی ادارہ خاندان ہے، معاشرے کی بقا اس ادارے کے بغیر مشکل ہی نہیں ناممکن ہے، اس ادارے کا بہتری معاشرے کو بہتر بناتی ہے اور اس ادارے کا بگاڑ معاشرے کے بگاڑ کا سبب بنتا ہے، یہ انسانی نسل کے تحفظ اور بقا کا ضامن ہے، اس ادارے کی ابتداء حضرت آدمؑ سے ہوئی اور اس کے سبب نسلِ انسانی کا بقا ہوا۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلآئِكَةِ ٱسْجُدُواْ لِآدَمَ فَسَجَدُوٓاْ إِلاَّ إِبْلِيسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ ٱلسَّاجِدِينَ﴾[94]

"اور ہم نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہاری صورت بنائی، پھر فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو، چنانچہ سب نے سجدہ کیا، سوائے ابلیس کے وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہیں ہوا"

حضرت آدمؑ کی تخلیق سے دنیا میں انسانیت کا آغاز ہوا اور ساتھ ہی آدمؑ کی تنہائی کو دور کرنے کے لئے حضرت حواؑ کو ان کی پسلی سے پیدا فرمایا، وہ ان کی رفیق حیات بنی جس سے دنیا میں خاندان عائل کی بنیاد پڑی، روئے زمین پر سب سے پہلا کنبہ حضرت آدمؑ و حواؑ کا تھا، جس سے نسل انسانی کی بقا ہوئی، اس طرح یہ اولیں خاندان حضرت آدمؑ و حواؑ سے شروع ہو کر کروڑوں اربوں خاندانوں پر محیط ہو گیا۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

---

[94]. الاعراف 11:7

﴿يَأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓاْ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾[95]

"اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے، اور تمہیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لئے تقسیم کیا ہے تا کہ تم ایک دوسرے کی پہچان کر سکو، در حقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے، یقین رکھو کہ اللہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز سے باخبر ہے"

اللہ تعالیٰ نے مساوات کا یہ عظیم اصول بیان فرمایا ہے کہ کسی کی عزت و شرافت کا معیار اس کی قوم، اس کا قبیلہ یا وطن نہیں ہے، بلکہ تقویٰ ہے، سب لوگ ایک مرد و عورت یعنی آدم و حوا (علیہما السلام) سے پیدا ہوئے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے مختلف قبیلے خاندان یا قومیں اس لئے نہیں بنائیں کہ وہ ایک دوسرے پر اپنی بڑائی جتائیں، بلکہ ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ بے شمار انسانوں میں باہمی پہچان کے لئے کچھ تقسیم قائم ہو جائے۔

انسان دوسرے انسان کے ساتھ ملکر رہتا ہے، انسان کی اس اجتماعیت پسندی سے بے شمار اجتماعی نظام وجود میں آئے اور ان گنت قومیں آباد ہوئیں، اور لاتعداد اجتماعی نظام وجود میں آئے، انسانی دنیا میں تبدیلیاں آتی رہیں اور ترقی کا عمل جاری رہا، انسانی معاشرے میں تبدیلیاں وقت کے ساتھ ہوتی رہیں، کسی بھی معاشرتی نظام کی پہلی وحدت خاندان ہے، دراصل انسان اپنی طبیعت، اپنے ماحول اپنی خواہشات اور دیگر عوامل کی وجہ سے معاشرتی تشکیل کے لئے مجبوا ہوا ہے۔

"قرآن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو محض ایک فرد کے طور پر پیدا نہیں کیا کہ بعد میں اپنی اجتماعی زندگی کی تنظیم کے لئے سرگرداں رہے بلکہ اس کی فطرت میں اجتماعیت کا شعور ودیعت کیا، اجتماعیت کو اس کی شخصیت کا حصہ بنایا اور اجتماعیت کی پہلی اکائی میاں بیوی کے تعلق

---

[95]. الحجرات 13:49

کا شعور بخشا، پھر خاندان کی وحدت کے مختلف اجزاء کی اہمیت کا ادراک عطا کیا اور ان اجزاء کو مرتبط رکھنے کے احکام دیئے، یہ سب تدبیر الٰہی سے ہوا"[96]

اسلام ایسے خاندان کا ایک تصور پیش کرتا ہے جو حقوق و فرائض اور خلوص و محبت، ایثار و قربانی کے اعلیٰ ترین قلبی احساسات اور جذبات کی مضبوط ڈوریوں سے بندھا ہوا ہو۔ اسلام خاندان سے بننے والے معاشرے کے جملہ معاملات کی اساس اخلاق کو بناتا ہے۔ اسلام نے ان تمام متعلقین کے حقوق کی تفصیل بیان کی ہیں، جو انسان کے ادر گرد معاشرے میں رہتے ہیں، ان کی ادائیگی کی تاکید کی ہے اور حقوق کی پامالی کے بارے میں ڈرایا ہے۔ اسلام خاندان کا وسیع ترین تصور رکھتا ہے۔

کسی قوم وملت کی قوت واستحکام کی بنیاد اس کے معاشرتی استحکام پر ہے، اور معاشرتی استحکام کی بنیاد مستحکم خاندانی نظام پر ہے، کسی بھی تہذیب و تمدن اور قوم کا عروج اس معاشرے کے اکائی خاندان کے تعمیر و تربیت پر ہے، خاندانی نظام ہی وہ مرکز ہے جہاں افرادی قوتیں تیار ہوتیں ہیں، اور اسی بنیاد پر معاشرہ ترقی کرتا ہے۔

---

[96]. خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام، (الفیصل ناشران و تاجران کتب، اردو بازار، لاہور، 2009)، ص 35

# فصل اول

## مسیحی اقلیت کو درپیش عائلی مسائل

اسلام فطرت کا دین ہے، اسلام نے انسان کی عائلی زندگی کے اصول، قوانین وضوابط بیان کئے ہیں، انسان کی فطری خواہشات وضروریات کو قطعی نظر انداز نہیں کیا، بلکہ ضروریات وخواہشات کی تکمیل کے اصول وضع کئے جو حکمت سے بھرے ہوئے ہیں، اسلام ایسے خاندان کا تصور پیش کرتا ہے جو حقوق وفرائض اور خلوص ومحبت، ایثار وقربانی کے اعلیٰ ترین قلبی احساسات اور جذبات کی مضبوط ڈوریوں سے بندھا ہوا ہو۔ اسلام خاندان سے بننے والے معاشرے کے جملہ معاملات کی اساس اخلاق کو بناتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿يَأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيراً وَنِسَآءً﴾[97]

"اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان دار سے پیدا کیا اور اس جان دار سے تمہارا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں"

عائلی زندگی سب انسانی رشتوں کا باعث آغاز ہے، خاوند اور بیوی عائلی زندگی کے دو اہم فریق ہیں جن کی رفاقت اور محبت نہ صرف ان کے لئے باعثِ اطمنان بلکہ نئی نسلوں کی جائے پناہ بھی ہے، عائلی زندگی شادی سے وجود میں آتی ہے، انسان فطری طور پر محبت کا طلبگار ہے اور شادی اس کی اس طلب کی تکمیل کا قانونی اور مذہبی جواز ہے، خوشحال عائلی زندگی ایک صحت مند معاشرے کو جنم دیتی ہے، ہر قوم کی تعمیر وترقی اور خوشحالی میں عائلی حالات بڑا اہم اور بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

---

97. النساء4:01

# مسیحی اقلیت کو درپیش طلاق کے مسائل

اسلام اجتماعیت کا مذہب ہے، انسانی زندگی کے انفرادی و اجتماعی زندگی سے متعلق مکمل تعلیمات موجود ہیں۔ اسلامی ریاست کا ایک خاص حصہ اسلامی ریاست میں رہنے والے اقلیتوں سے متعلق ہے، اقلیتوں کو اسلامی ریاست میں نجی زندگی اور شخصی رازداری کا حق اسی طرح حاصل ہے جس طرح مسلمانوں کو حاصل ہے، ان کے جان و مال اسلامی ریاست میں محفوظ ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بقول ان سے جزیہ اس لئے لیا جاتا ہے تاکہ ان کے جان و مال کی اسی طرح حفاظت کی جاسکے جس طرح ہمارے جان و مال کی حفاظت ہوتی ہے۔

شریعتِ اسلامیہ نے محض اپنے ماننے والوں کے ہی حقوق کا تحفظ نہیں کیا، بلکہ بے شمار حقوق میں مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کو بھی برابر شریک کیا ہے اور اس میں اپنے ماننے والوں اور نہ ماننے والوں کے درمیان کوئی فرق روا نہیں رکھا۔ یہ وہ امتیاز ہے جو کسی اور مذہب کو حاصل نہیں ہے، لہذا اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیت اپنی مذہبی روایات و تعلیمات کے مطابق شادی بیاہ کر سکتی ہیں۔

پاکستان میں مسیحی اقلیت کو درپیش عائلی مسائل میں ایک مسئلہ طلاق کے قانون کا ہے، 1869ء کا طلاق ایکٹ پاکستانی مسیحی اقلیتوں کے لئے نافذ العمل ہے، اس قانون کے بعض شقوں کے حوالے سے پاکستانی مسیحیوں کو نہایت پیچیدہ مسائل کا سامنا ہے۔

## 1۔ مسیحی کمیونٹی کا قانونِ طلاق

پاکستان میں مسیحیوں سے متعلق شادی اور طلاق کا عائلی قانون ایک صدی سے زیادہ پرانا ہے۔ یہ برطانوی راج کے دوران متعارف کرایا گیا۔ اور اس کے بعد سے اس میں کوئی ترمیم نہیں کی گئی، چند سال قبل امین مسیح کے کیس میں اس قانون میں ترمیم کے حوالے سے اپیل درج کی گئی۔

> “Any husband may present a petition to the {Court of Civil Judge} praying that his marriage may be dissolved on the ground that this wife has, since the solemnization thereof, been guilty of adultery.Any wife may present a petition to the {Court of Civil Judge} praying that her marriage may be dissolved on the ground that, since the solemnization thereof, her husband

has exchanged his profession of Christianity for the profession of some pther religion, and gone through a form of marriage with another woman"[98]

"کوئی بھی شوہر سول کورٹ میں یہ درخواست پیش کر سکتا ہے کہ اس کی شادی اس زمین پر تحلیل کی جائے، جب کہ اس کی بیوی سے زنا کا ارتکاب ہوا ہو، کوئی بھی بیوی سول کورٹ میں یہ درخواست پیش کر سکتی ہے کہ اس کی شادی اس وجہ سے تحلیل ہو جائے کہ اس کی شادی کے بعد اس کے شوہر نے اپنے مذہب عیسائیت کو چھوڑ دیا ہے، شادی کو تحلیل کی دوسری صورت یہ ہے کہ شوہر دوسری عورت سے شادی کر لے"

غور کیا جائے تو مذکورہ قانون غیر فطری شرائط پر مبنی ہے، 1869ء کے طلاق ایکٹ کے مطابق زوجین ایک دوسرے پر زنا کا الزام لگا کر یا اپنے مذہب عیسائیت کو چھوڑ کر شادی کے بندھن سے علیحدگی اختیار کر سکتے ہیں، بیوی شادی کو تحلیل کرنے کی درخواست اس صورت میں بھی دائر کر سکتی ہے کہ اس کا شوہر دوسری شادی کر لے، مذکورہ قانون ایک صدی سے بھی زیادہ پرانا ہے اور اس کے بعد ایک لمبے عرصے تک اسی کے مطابق عمل جاری رہا، اور اس پر کسی ترمیم کی درخواست نہیں کی گئی۔

## مسیحی اقلیت کے طلاق کے مسائل

اس قانون کے پیشِ نظر پاکستان میں مسیحی برادری سخت پریشانی اور مسائل کا شکار ہیں، اس قانون کے حوالے سے مسیحی سماجی اور مذہبی حلقوں میں بحث ہو رہی ہے، کہ ایسا قانون جو ایک صدی سے بھی زیادہ قدیم ہو جس میں ایسے عناصر پائے جاتے ہیں جن میں ترمیم کی اشد ضرورت ہے، اور اس قانون کے دفعہ سات کو، جس کے مطابق مسیحی مرد اور عورت کی مرضی کے مطابق طلاق ہو سکتی ہے، کو بحال کیا جائے۔

مسیحی خاندان دوسری صورت کا بھی شکار ہوئے جس میں مرد عورت پر بدچلنی کا الزام لگا کر علیحدہ ہو گیا، جبکہ عورت بدچلن نہیں تھی، کیونکہ علیحدگی کی کوئی اور صورت نہیں تھی۔ بہر صورت ایک فریق کی عزت پر داغ آتا ہے، جس کو عام انسانی عقل بھی قبول نہیں کرتی، 2016ء میں اس قانون کی دفعہ سات کو بحال کیا گیا، جس کی باب دوم میں گزر چکی ہے۔

"اس وقت بشپ آف ملتان لیوراڈرک پال کی سربراہی میں بائیس گرجاگھروں کی نمائندگی سے

---

98 .THE DIVORCE ACT, 1869, Government of Pakistan. DISSOLUTION OF MARRIGE, p. 7, https://hrma.punjab.gov.pk/system/files/THE%20DIVORCE%20ACT%2C1869.pdf (25-5-21)

یہ کمیٹی تشکیل دی گئی"[99]۔

مسیحی قانون طلاق کی دفعہ سات کو ختم کر کے دفعی دس کو بحال رکھا گیا تھا، جس کے تحت مسیحی مرد اور مسیحی عورت کے درمیان صرف اس صورت میں علیحدگی ہو سکتی ہے کہ مرد اپنی عورت پر بدچلنی کا الزام لگائے، یا بیوی اپنے شوہر پر دوسری شادی یا تبدیلِ مذہب کا الزام لگائے، لہذا اس قانون کے تحت مسیحی خاندان مسائل کا شکار ہوئے، بہت سے جوڑے جن کے مابین جوڑ نہ تھا اور بخوشی علیحدہ ہونا چاہتے تھے، نہ ہو سکے، کہ دوسرے کو معاشرے میں بے عزت کرنا پڑے گا۔

## مسیحی قانون طلاق کی دفعہ سات

مسیحی قانون کی دفعہ سات بہت اہم دفعہ ہے، جس کے تحت شوہر اپنی بیوی کو عام گھریلو وجوہات کی بنا پر طلاق دے سکتا ہے، 1981ء میں آرڈیننس کے ذریعے سیکشن 7 حذف کر دیا گیا تھا، جس کے بعد مسیحی شوہر کے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا کہ وہ طلاق دینے کے لیے خاتون پر بدچلنی کا الزام لگائے۔

مسیحی طلاق ایکٹ کی یہ شق بحال کرنے کا حکم امین مسیح نامی شخص کی درخواست پر فیصلہ سناتے ہوئے سامنے آیا، جو اپنی بیوی کو بدچلنی کا الزام لگائے بغیر طلاق دینا چاہتا تھا۔ درخواست میں موقف اختیار کیا گیا تھا کہ مسیحی طلاق ایکٹ میں ترمیم سے مسیحی جوڑوں کو طلاق حاصل کرنے میں مسائل کا سامنا ہے، لہذا ایکٹ میں کی گئی ترمیم کو کالعدم قرار دینے کا حکم دیا جائے۔

> "لاہور ہائی کورٹ نے مسیحی طلاق ایکٹ کی دفعہ سات کو بحال کر دیا ہے جس کے تحت مسیحی خواتین کو طلاق لینے کے لیے آئندہ بدچلنی جیسے الزام کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ طلاق لینے کے لیے عام وجوہات کو بھی بنیاد بنایا جا سکے گا، تاہم بعض مسیحی حلقوں نے عدالت کے اس حکم کو ناپسند کیا ہے۔ مسیحی طلاق ایکٹ کی دفعہ سات پاکستان کے سابق صدر ضیا الحق کے دور حکومت میں ختم کی گئی تھی جس کے خلاف امین نامی ایک مسیحی نے لاہور ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی تھی"[100]۔

---

[99]. آصف عقیل آسف، پاکستانی مسیحی نکاح اور طلاق کے قوانین میں بدلاؤ، سجاگ، اگست، 2019۔

[100]. اب مسیحی طلاق کے لئے بدچلنی کا الزام لازمی نہیں، بی بی سی اردو 2016، 24، مئی 2016، -(12-09-2021)،

اس درخواست میں موقف اختیار کیا گیا تھا کہ سابق صدر ضیا الحق نے مسیحی طلاق ایکٹ کی دفعہ سات حذف کر دی تھی جس کے بعد مسیحی جوڑوں میں علیحدگی کے لیے صرف ایک ہی دفعہ موجود ہے جس کے تحت صرف بد چلنی کی بنیاد پر ہی طلاق دی جاسکتی ہے، گھریلو ناچاقی یا کسی اور وجہ سے طلاق نہیں دی جاسکتی جو بنیادی انسانی حقوق اور آئین پاکستان کی خلاف ورزی ہے۔

درخواست گزار کے وکیل ایڈووکیٹ شیراز ذکا نے عدالت میں دلائل دیتے ہوئے کہا کہ ایکٹ کے سیکشن 10 کے تحت مسیحی مرد کے پاس اپنی بیوی کو طلاق دینے کے لیے صرف بد چلنی کا جواز موجود ہے جو خواتین کی عزت نفس کے خلاف ہے، تاہم سیکشن 7 کی بحالی کے بعد اس کے پاس طلاق دینے کے مزید کئی جواز موجود ہوں گے۔

سرکاری وکیل نے کہا کہ مسیحی طلاق ایکٹ کے تحت مسیحی خواتین کی عزت کو تحفظ فراہم کرنا لازمی ہے۔ جسٹس سید منصور علی شاہ نے درخواست کی سماعت کے بعد ایکٹ کا سیکشن 7 بحال کرتے ہوئے 1981 کے آرڈیننس کو خلاف قانون قرار دیا۔

## بائبل میں مرد و عورت کا تعلق

بائبل میں مرد وعورت کا ایک دوسرے کا جز قرار دیا گیا ہے، اور ایک جنس کو دوسرے کے بغیر خود کفیل نہیں کہا گیا، کسی مرد کو اس کا اختیار دینا کہ وہ اپنی عورت سے علیحدگی کے لئے اس کی عزت کو پامال کرے، اس پر بد چلنی کا الزام لگائے کسی طرح بھی جائز نہیں، بائبل کے مذکورہ اقتباس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مرد و عورت کا درجہ برابر ہے اور دونوں ایک دوسرے سے ہیں۔

کرنتھیوں بائبل میں ہے

> "تاہم خداوند میں نہ عورت مرد کے بغیر خود کفیل ہے نہ عورت مرد کے بغیر خود کفیل، کیونکہ جیسے عورت مرد سے آئی ہے ویسے ہی مرد بھی عورت سے پیدا ہوا ہے، مگر سب چیزیں خدا کی طرف سے ہیں"[101]

---

https://www.bbc.com/urdu/pakistan/2016/05/160523_lhc_restores_christian_divorce act rwa

[101] (کتاب مقدس)، The Holy Bible in Urdu، پاکستان بائبل سوسائٹی، انارکلی، لاہور، 1989، کرنتھیوں 12، 1-11:11

یہ بات بائبل کی کتاب پیدائش سے معلوم ہوتی ہے کہ عورت ذات پر خدا کی لعنت ہوئی تھی، اور وہی انسان کا جنت سے نکلنے کا سبب بنی تھی، جس کی بنا پر عورت ذات کو دنیا میں مخصوص تکالیف میں مبتلا کیا گیا ہے، جیسا کہ کتاب پیدائش میں ذکر ہے

> "To the woman he said "I will greatly increase your pains in childbearing; with pain you will give birth to children. Your desire will be for your husband, and he will rule over you."[102]

> "عورت سے اس نے کہا" میں بچے پیدا کرنے میں تمہاری تکلیف میں بہت اضافہ کروں گا۔ درد کے ساتھ آپ بچوں کو جنم دیں گے۔ تمہاری خواہش تمہارے شوہر کے لیے ہوگی اور وہ تم پر حکومت کرے گا"

مذکورہ حوالے کا سیاق وسباق انسان کی پیدائش اور جنت میں قیام سے متعلق ہے، کہ وہاں شیطان کے بہکاوے میں آکر شجر ممنوعہ کھالیا، بائبل کی تشریح کے مطابق شیطان نے عورت کو بہکایا اور ان سے جھوٹا وعدہ کر کے اس کے کھانے پر ابھارا کہ اس شجر ممنوعہ کھانے پر ابدی علم اور زندگی ملے گی، اور عورت نے مرد کو شجر ممنوعہ کھانے پر اکسایا، لیکن یہ بات مرد وعورت کے ازدواجی زندگی سے متعلق نہیں اور نہ ہی ان کے ازدواجی تعلق میں درجہ بندی کرنے کے لئے ہے۔ عورت معاشرے میں مرد کے برابر ہے۔

اس حوالے سے جینٹ جارج اپنی کتاب "پھر بھی شانہ بشانہ" میں لکھتے ہیں:

> "آج کے سماج میں، خواتین اور مرد فکر انگیز فیصلوں کے لئے یکساں طور پر مناسب اور اہل ہیں، کسی ذہین عورت کو استدلال کی اس کی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کے حق سے محروم کرنا اس کے اور اس کے ارد گرد کے تمام لوگوں کو حقیر کردینا ہے، خدا کی خوائش، ابتداء کی طرح، باہمی اختیار اور معاشرے میں ایک دوسرے کے ساتھ فیصلہ لینے کی ہے"[103]

اس سے معلوم ہوا کہ مرد وعورت عام معمولِ زندگی میں ایک دوسرے کے برابر ہیں، معاشرے میں دونوں مرد وعورت اپنی صلاحیتوں کے موافق خدمت کرنے کا حق رکھتے ہیں، اس کے علاوہ انہوں نے واضح کیا کہ کام کی نوعیت

---

[102]. Genesis 3:16, NIV Bible, AGES Software Albany, OR USA, 1996.

[103]. جنیٹ جارج "پھر بھی شانہ بشانہ "(بائبل کے مطابق جنسی مساوات کی مختصر تشریح)، کرسچن فار بیبلیکل ایکوالٹی، امریکہ، 1971، ط:2، ص9

کے حوالے سے مراتب میں فرق آسکتا ہے اور یہ فرق عارضی ہوتا ہے، جیسے استاد شاگرد کا فرق، والدین بچوں کا فرق، بہر حال بائبل کی تعلیمات کے مطابق عام معمولاتِ زندگی میں عورت کا درجہ مرد سے نیچے نہیں، طلاق کے قانون میں عورت کو تذلیل کرنے کا حق مرد کو دینا ان تعلیمات کے مخالف ہے۔

## مسیحی اقلیت کو مذہب تبدیلی کے باعث عائلی مسائل

اسلامی معاشرے کو اس حوالے سے منفرد حیثیت حاصل ہے کہ اسلام کی نظریاتی مملکت میں غیر مسلم اقلیتوں کے جان و مال اور آبرو کو ہی مکمل تحفظ نہیں دیا گیا بلکہ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو مکمل مذہبی آزادی بھی دی گئی اور رواداری، تحمل و بردباری کی عملی مثال پیش کی گئی جو اسلامی فلسفہ حیات کا ہی خاصہ ہے، آپ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کی روشنی میں ہمیں یہی تعلیم ملتی ہے کہ غیر مسلموں کو اسلامی ریاست میں مذہبی آزادی حاصل ہوتی ہے۔

### اسلام میں مذہبی آزادی

اسلامی ریاست میں کسی بھی دین و مذہب سے تعلق رکھنے والا شخص اپنے عقیدہ پر کاربند رہ سکتا ہے، اور اسے اپنا دین چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرنے پر مجبور نہیں کی جاسکتا نہ ہی اس پر حلقہ بگوشِ اسلام ہونے کے لئے کسی طرح کا دباؤ ڈالا جاسکتا ہے:

﴿لَآ إِكۡرَاهَ فِي ٱلدِّينِۖ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشۡدُ مِنَ ٱلۡغَيِّۚ﴾[104]

"دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت کا راستہ گمراہی سے ممتاز ہو کر واضح ہو چکا"۔

غیر مسلموں کی مذہبی آزادی کے حوالے سے میثاقِ مدینہ کے بعد اہم ترین دستاویز اہل نجران کے لئے دیا گیا امن نامہ ہے، اہل نجران کو آپ ﷺ نے جو امان نامہ عطا فرمایا تھا اس میں بڑی وضاحت کے ساتھ ان کی مذہبی آزادی کے تحفظ کی ضمانت دی گئی تھی۔ اس معاہدہ کی رو سے انہیں یہ یقین دہانی کروائی گئی کہ ان کے مذہب سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔

---

[104]. البقرۃ 256:2

**ولنجران وحاشيتها ذمة الله وذمة رسوله علي دمائهم وأموالهم وملتهم وبيعهم. رهبانهم وأساقفتهم وشاهدهم وغائبهم وكل ما تحت أيديهم من قليل أو كثير ألا يغيروا أسقفا من أساقفته ولا راهبا من رهبانه**[105]

"اہل نجران اور ان کے حلیفوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امان ہے۔ ان کے جانوں، ان کے مذہب، ان کی زمینوں، ان کے اموال، ان کی عبادت گاہوں، گرجاگھروں، راہبوں، ان کی عبادت گاہوں کے حقوق میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی اور ان کے کسی پادری راہب یا سردار کو اس کے عہدے سے نہ ہٹایا جائے گا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلامی ریاست میں بسنے اور اس کی اطاعت قبول کرنے والے غیر مسلموں کی ایک بڑی تعداد تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ عملاً جو برتاؤ کیا، ان کی قانونی حیثیت اور سماجی مقام اپنے طرز عمل سے متعین فرمایا، وہ شریعت کے قانون اور ہر اسلامی ریاست کے لئے رہنما اصول ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے یہی ہدایات ملتی ہیں کہ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر برقرار رہنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی پوری آزادی حاصل ہے۔

پاکستان اسلامی ریاست ہے، اسلامی ریاست میں ہر فرد کا احترام ہے، ہر فرد کے مذہب کا احترام ہے، جو غیر مسلم اسلامی ریاست میں رہتے ہیں ان کو شرعاً اور قانوناً یہ حق حاصل ہے کہ وہ آزادانہ طور پر اپنے مذہب پر عمل کریں اور اس کے تقاضوں کو پورا کریں۔

## 2۔ مسیحیوں کی جبری مذہب تبدیلی کے الزام کا جائزہ

پاکستانی مسیحیوں کے عائلی مسائل کی ایک بنیاد مذہب کی جبری تبدیلی ہے، صوبہ پنجاب اور سندھ کے بعض علاقوں میں ایسے واقعات نقل کیے گئے جن میں جوان بچیوں کو زبردستی شادی کے لئے جبراً مذہب تبدیل کرنے کا کہا گیا۔ خاص کر اندرون سندھ و پنجاب میں ایک سے زائد ایسے واقعات نقل کئے گئے جن میں ان علاقے کی بااثر شخصیات پر الزام لگایا گیا کہ انہوں نے وہاں پر مذہبی اقلیتوں کو مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کیا۔

---

[105] البیہقی، ابو بکر، "دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ"، (دار الکتب العلمیہ، بیروت)، 5/389

"عمر کوٹ سے تعلق رکھنے والی شر یمتی میگھواڑ 18 ماہ قبل لاپتہ ہوئیں اور بازیابی کے بعد حال ہی میں انھوں نے عدالت میں دیے گئے بیان میں انھوں نے اغوا کے بعد جبری طور پر اپنا مذہب تبدیل کروائے جانے اور جسم فروشی پر مجبور کیے جانے کے الزامات عائد کیے۔عدالت نے اس حلفیہ بیان کے بعد شر یمتی میگھواڑ کو ان کے والدین کے حوالے کر دیا"[106]

اس خبر اور اس جیسی اور خبروں پر قومی اقلیتی کمیشن کی ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ وہ ملک میں موجود اقلیتوں کو تحفظ فراہم کریں، ان کی سماجی و مذہبی آزادی کو یقینی بنائیں، پنجاب اور سندھ کے بعض اندرونی علاقوں میں ایسے واقعات پیش آتے ہیں کہ بڑی عمر کے افراد غریب مسیحی خاندان کی لڑکیوں کو کھلا پلا کر شادی کے لئے ذہن سازی کرتے ہیں، اور ان کو شادی کرنے کے لئے تیار کر لیتے ہیں، یہ ان کا آسان ہدف ہوتا ہے۔

"کراچی کی رہائشی کیتھرین مسیح (فرضی نام) اور ان کے شوہر مائیکل (فرضی نام) ملازمت پر گئے ہوئے تھے جب گھر سے اُن کی عدم موجودگی میں اُن کی بیٹی لاپتہ ہو گئی۔ وہ ڈھونڈتے رہے، لیکن پتہ نہیں چلا اور چند روز بعد انھیں پولیس نے کاغذات پکڑا دیے اور آگاہ کیا کہ لڑکی کا مذہب تبدیل ہو گیا ہے اور اس نے نکاح بھی کر لیا ہے۔ کیتھرین کا دعویٰ ہے کہ اُن کی بیٹی نابالغ ہے اور اسے مبینہ طور پر ورغلا کر لے جانے والے شخص کی عمر 44 سال سے زائد ہے۔ کیتھرین کہتی ہیں کہ 'میری بیٹی کی عمر 13 برس ہے، کیتھرین کراچی کینٹ ریلوے کالونی کے کوارٹرز میں رہتی ہیں، ان کے پاس اپنی بیٹی کی پیدائش، نادرا اور سکول کا سرٹیفیکیٹ موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لڑکی کی عمر 13 سال ہے۔ تاہم لڑکی کی جانب سے عدالت میں پیش کیے گئے حلف نامے میں دعویٰ کیا ہے کہ اس کی عمر 18 سال ہے اور اس نے قانونی اور آئینی طور پر حاصل حق کے مطابق نکاح کیا ہے"[107]۔

---

[106]. ریاض سہیل ، "قومی اقلیتی کمیشن 'مذہب کی جبری تبدیلی' کی روک تھام کر پائے گا؟". BBC News اردو. June 6, 2020 .https://www.bbc.com/urdu/pakistan-52919762 (Accessed 8-8-21)

[107] . مذہب کی مبینہ جبری تبدیلی: مسیحی لڑکی کے والدین کی درخواست پر آج سماعت ہوگی، بی بی اردو، ہم سب، 30 اکتوبر 2020۔ ی بی بی. 2020 https://www.humsub.com.pk Accessed 8-8-21

اس حوالے سے ایڈوکیٹ عاطف جمیل پاغان نے تفصیل بتائی کہ غریب خاندان کی نابالغ مسیحی لڑکیوں کو کھلا پلا کر مانوس کیا جاتا ہے، پھر ان کو شادی کے لئے تیار کیا جاتا ہے، چونکہ ایسی لڑکیوں کو دنیاوی آسائشوں سے بالکل واسطہ نہیں رہا ہوتا لہذا کچھ کھلا پلا کر اور تحائف وغیرہ دے کر آسانی سے تیار کیا جاتا ہے، اس نوعیت کے مختلف واقعات سے یہ نتیجہ نکلا کہ اکثر ان میں سے صحیح مسلمان بھی نہیں بنتیں، شادی کے بعد یا تو شوہر کا رجحان اسلام کی طرف نہیں ہوتا یا مسیحی لڑکی خود اسلام سیکھنا نہیں چاہتی، صرف شادی کے لئے اسلام قبول کیا ہوتا ہے۔ ایسے میں اقلیتوں کے بہت سے عائلی مسائل پیدا ہوتے ہیں، جن کو حل کرنا حکومت کے ساتھ قوم کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔

## پاکستانی قانون اور مذہبی آزادی

پاکستان کا قانون پاکستان کے ہر فرد کو مذہبی آزادی فراہم کرتا ہے۔ ہر پاکستانی شہری کو اپنے مذہب کا اظہار کرنے اور اس کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کا قانوناً حق حاصل ہے۔

> “20. Subject to law, public order and morality.
> (a) Every citizen shall have the right to profess, practice and propagate his religion, and (b) Every religious denomination and every sect thereof shall have the right to establish, maintain and manage its religious intructions”.[108]

> "20۔ قانون، عوامی نظم اور اخلاقیات کے تابع۔(الف) ہر شہری کو اپنے مذہب کا دعوی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کا پرچار کرنے کا حق حاصل ہے اور (ب) ہر مذہبی فرقہ اور اس کے ہر فرقے کو اپنے مذہبی دخل اندازی قائم کرنے، برقرار رکھنے اور ان کا انتظام کرنے کا حق حاصل ہوگا"

دین و مذہب کی آزادی انسان کے بنیادی حقوق میں سے ہے، مذہب کی آزادی انسان کی فطرت کے عین مطابق ہے، ہر مہذب حکومت و ریاست اس فطری حق کا پاس و لحاظ رکھتی ہے۔ پاکستان میں مختلف افکار و مذہب اور تہذیب و ثقافت کے لوگ آباد ہیں، لہذا پاکستان کا قانون اسلامی تعلیمات کی نمائندگی کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات کے عین مطابق پاکستان میں بسنے والی برادریوں کے مذہب کا احترام کرتا ہے اور ان کو مکمل مذہبی آزادی دیتا ہے۔

---

[108]. The constitution of the Islamic Republic of Pakistan, (As modified up to the 28th Feb, 2012) NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN, Article 15, p. 11.

پاکستان کے نجی علاقوں اور اندرونی سندھ و پنجاب میں مذہب کی تبدیلی پر مجبور کرنا اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے، اور اس جبر کی اجازت پاکستانی قانون بھی نہیں دیتا، لہذا ایسے عناصر کے متعلق اقدامات کئے جائیں، اور ظلم کو روکا جائے، اور اگر اسلام پھلانے کا داعیہ ایسے کرنے پر مجبور کرتا ہے تو اسلام کی دعوت کے رہنما اصول کی تعلیمات بھی دی جائے، اسلام کا اعلان لا اکراہ فی الدین ہے۔

## جبری مذہب تبدیلی اور شادی کی وضاحت

اندرون سندھ اور پنجاب میں غیر مسلم اقلیتوں کو جبری مذہب تبدیلی اور شادی کے حوالے سے مسائل کا سامنا ہے، لیکن اس حوالے سے وضاحت کی ضرورت ہے، جبر یعنی اکراہ کی تعریف یہ ہے کہ کسی فرد کو ایسے کسی کام کرنے پر مجبور کرنا جس کو وہ ناپسند کرتا ہو، اور دھمکی اور مجبوری میں وہ اس کام کو کر رہا ہو، اور اس کام میں اس کی رضامندی شامل نہ ہو۔

> "اکراہ کے لغوی معنیٰ ہے کہ مکرَہ کو کسی ایسے کام کے کرنے پر ابھارنا جس کو وہ ناپسند کرتا ہو، چنانچہ کہا جاتا ہے "اکرہتہ علی کذا ای حملتہ وھو کارہ" یعنی میں نے اس کو فلاں کام کرنے پر مجبور کیا اور اس کو ابھارا درانحالیہ وہ اس عمل کو ناپسند کر رہا تھا، شرعی تعریف یہ ہے کہ "غیر کو ابھارنا کسی کام کے کرنے پر ایسی چیز (دھمکی) کے سبب سے، جس کی وجہ سے رضامندی فوت ہو جاتی ہو لیکن اس کا اختیار باقی رہتا ہے، ہاں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اختیار بھی ختم ہو جاتا ہے، خلاصہ یہ نکلا کہ اکراہ کی تمام صورتوں میں رضامندی کا معدوم ہونا لازمی ہے"[109]

اس سے واضح ہوا کہ اصل اکراہ میں رضامندی کا معدوم ہونا لازمی ہے، لیکن عیسائی کمیونٹی کے ایڈوکیٹ عاطف جمیل پاغان سے انٹرویو کے دوران اپنے ذاتی تجربہ اور مشاہدہ کی بنیاد پر یہ وضاحت کی کہ بعض اوقات پاکستان میں غیر مسلموں کے ساتھ جبری مذہب تبدیلی میں اصل اکراہ کی تعریف صادق نہیں آتی، کیونکہ مذکورہ شادیوں میں لڑکی کی رضامندی شامل ہوتی ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ انتہائی غریب گھرانوں کی لڑکیوں کی باہر دوستی ہو جاتی ہے، اس دوران انہیں دنیاوی اعتبار سے کچھ بہتر صورت حال نظر آتی ہے، اور تحفہ تحائف بھی موصول ہوتے ہیں، کھانے پینے کے اعتبار

---

[109]. حکیم شاہ، "**آسان فقہی اصطلاحات**"، مترجم: عباد الرحمٰن، (سلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، س ن،) ص 101۔

سے ایسی چیزیں بھی ملتی ہیں، جو معاشرے میں عام ہیں لیکن انہیں کبھی میسر نہیں آئیں، اس طرح وہ مائل ہو جاتی ہیں اور بخوشی گھر چھوڑ کر شادی کر لیتی ہیں۔

جب بھی ایسی صورتحال میں کوئی کیس عدالت تک آتا ہے تو تفتیش کو دوران پوچھنے پر لڑکی یہی کہتی ہے کہ اس نے رضامندی سے شادی کی ہے، اور مجھ پر زبردستی نہیں کی گئی، لہذا اکراہ شرعی نہیں ہوتا، لیکن اس کو جبری اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان لڑکیوں میں اکثر ایسی ہوتی ہیں جن کو عمریں کم ہونے کے باعث فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے۔ پنجاب میں 16 سال اور سندھ میں 18 سال کی عمر سے کم کا شادی کے معاملے میں فیصلہ قابل اعتبار نہیں، لہذا اس سے کم عمر لڑکیوں کا فیصلہ قانوناً قابل اعتبار نہیں، اس حوالے سے کمیشن قائم ہے اور اس کی ذمہ داریاں طے ہیں، ان پر عمل درآمد کی ضرورت ہے۔

## فصل دوم

# مسیحی اقلیت کے عائلی قوانین

اسلام میں عائلی قوانین سے متعلقہ شعبہ بہت اہمیت کا حامل ہے، عائلہ عربی زبان میں "خاندان" کو کہتے ہیں، خاندان کیسے وجود میں آئے؟ اور جب وجود میں آجائے تو اس کے میل جول، رہن سہن، تعلقات و معاملات کے احکام و قواعد کیا ہوں گے؟ اور ان کے آپس کے معاملات کی نوعیت کیا ہو گی؟ پھر اگر کسی وجہ سے خاندان کامیاب نہ ہو سکے تو اس کو ختم کرنے کے آداب و اخلاق کیا ہوں گے؟ اور اگر کسی فرد کا انتقال ہو جائے تو اس کی جائداد کی تقسیم کا طریقہِ کار کیا ہو گا؟ وغیرہ وغیرہ تمام عائلی قوانین سے تعلق رکھتے ہیں۔

## مسیحی قانونِ طلاق 1869ء

پاکستان میں مسیحیوں کا قانون طلاق 1869ء کا ہے، جس کو "THE DIVORCE ACT 1869" کہا جاتا ہے۔ جس میں طلاق سے متعلق شقیں تفصیلی ذکر کی گئی ہیں، جس کے چند اقتباسات درج ذیل ہیں۔

> "DISSOLUTION OF MARRIAGE
> When husband may petition for dissolution. Any husband may present a petition to the [Court of Civil Judge] praying that his marriage may be dissolved on the ground that his wife has, since the solemnization thereof, been guilty of adultery"[110]

"شادیوں کا خاتمہ۔

جب شوہر تحلیل کے لیے درخواست۔ شوہر [سول جج کی عدالت] کے سامنے درخواست پیش کر سکتا ہے کہ اس کی شادی اس بنیاد پر ختم ہو جائے کہ اس کی بیوی نے زنا کا جرم کیا ہے"

مذکورہ قانونِ طلاق ہی وہ بنیاد ہے جس کی بنا پر 2016 میں امین مسیح کا کیس ہوا، جس نے یہ درخواست دی تھی کہ میں اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے بغیر علیحدگی اختیار کرنا چاہتا ہوں، جس کی تفصیل باب دوم میں گزر چکی ہے۔ مذکورہ قانون کی دوسری شق یہ ہے۔

> "Any wife may present a petition to the {Court of Civil Judge} praying that her marriage may be dissolved on the ground that, since the solemnization thereof, her husband has exchanged his

[110]. THE DIVORCE ACT, 1869.
https://hrma.punjab.gov.pk/system/files/THE%20DIVORCE%20ACT%2C1869.pdf

profession of Christianity for the profession of some other religion, and gone through a form of marriage with another woman;

Or has been quilty of incestuous adultery.

Or of biqamy with adultery.

Or of marriage with another women with adultery.

Or of rape, sodomy or bestiality.

Or of adultery coupled with such cruelty as without adultery would have entitled her to a divorce a *mensa et toro"*[111].

"کوئی بھی بیوی {کورٹ آف سول جج} کے سامنے ایک عرضی پیش کر سکتی ہے کہ اس کی شادی اس بنیاد پر ٹوٹ جائے کہ جب اس کی تقدیر کے بعد سے اس کے شوہر نے اپنے عیسائیت کے پیشے کو کسی دوسرے مذہب کے پیشے سے تبدیل کر دیا ہے دوسری عورت کے ساتھ شادی کی ایک شکل کے ذریعے

یا بے حیائی زنا کا قصور وار رہا ہے۔

یا زنا کے ساتھ بقیمی کا۔

یا زنا کے ساتھ دوسری عورتوں کے ساتھ شادی کی۔

یا عصمت دری، بدکاری یا بد تمیزی کی۔

یا زنا کے ساتھ مل کر اس طرح کے ظلم کے ساتھ جیسا کہ زنا کے بغیر اسے طلاق دینے کا حق دیا جائے گا"

غور کیا جائے تو مذکورہ قانون غیر فطری شرائط پر مبنی ہے، 1869ء کے طلاق ایکٹ کے مطابق زوجین ایک دوسرے پر زنا کا الزام لگا کر یا اپنے مذہب عیسائیت کو چھوڑ کر شادی کے بندھن سے علیحدگی اختیار کر سکتے ہیں، جبکہ زوجین کا نبھانہ ہو سکتا ہو تو کسی عام گھریلو وجوہات کی بنیاد پر علیحدگی اختیار ہونا چاہیے، جبکہ مذکورہ صورت میں بیوی شادی کو تحلیل کرنے کی درخواست اس صورت میں بھی دائر کر سکتی ہے کہ اس کا شوہر دوسری شادی کرلے، یا کسی اور عورت کے ساتھ زنا کرلے، مذکورہ قانون ایک صدی سے بھی زیادہ پرانا ہے اور اس کے بعد ایک لمبے عرصے تک اسی کے مطابق عمل جاری رہا، اور اس پر کسی ترمیم کی درخواست نہیں کی گئی۔

اس قانون کے حوالے سے 2016ء میں درخواست دی گئی جس کی تفصیل باب دوم میں گزر چکی ہے۔

111. Ibid.

## مسیحی شادی کا قانون 1872ء

مسیحیوں کے شادی کے حوالے سے معاملات 1872ء ایکٹ کے تحت کیے جاتے ہیں، جس کا عنوان "Christian Marriage Act" ہے، جس میں شادی کے مختلف اجزاء کے اعتبار سے تفصیل موجود ہے، چند اقتباسات درج ذیل ہیں،

**Notice of intended marriage.** Whenever a marriage is intended to be solemnized by a Minister of Religion licensed to solemnize marriage under this Act-

One of the persons intending marriage shall give notice in writing, according to the form contained in the first schedule hereto annexed, or to the like effect, to the Minister of Religion whom he or she desire to solemnize the marriage, and shall state therein-

(a) The name and surname, and the profession or condition, of each of the person intending marriage,

(b) The dwelling-place of each of them,

(c) The time during which each has dwelt there, and

(d) The church or private dwelling in which the marriage is to be solemnized:

Provided that, if either of such persons has dwelt in the place mentioned in the notice during more than one month, it may be stated therein that he or she has dwelt there on month and upwards[112].

**مطلوبہ شادی کا نوٹس۔** جب بھی شادی کا ارادہ ہوتا ہے اس مذہب کے وزیر کی طرف سے جو اس قانون کے تحت شادی کو منانے کا لائسنس یافتہ ہے۔

شادی کا ارادہ رکھنے والے افراد میں سے کسی ایک کو تحریری طور پر نوٹس دینا ہو گا، جو کہ پہلے شیڈول میں شامل فارم کے مطابق ہے، یا اسی طرح کے اثر کو، وزیر مذہب کو، جسے وہ شادی کو منانا چاہتا ہے، اور اس میں بیان کرے گا۔

(الف) شادی کا ارادہ رکھنے والے ہر شخص کا نام اور کنیت، اور پیشہ یا حالت،

(ب) ان میں سے ہر ایک کی رہائش گاہ،

(ج) وہ وقت جس کے دوران ہر ایک وہاں رہتا ہے، اور۔

(د) وہ چرچ یا نجی رہائش گاہ جس میں شادی کا اہتمام کیا جائے:

[112]. THE CHRISTIAN MARRIAGE ACT,1872, http://cbwah.gov.pk/assets/media/christian-marriage-act-1872.pdf Accessed 21-9-21

بشر طیکہ، اگر ایسے افراد میں سے کسی نے نوٹس میں مذکورہ جگہ پر ایک ماہ سے زائد عرصے کے دوران رہائش اختیار کی ہو، تو اس میں کہا جا سکتا ہے کہ اس نے مہینے اور اس سے اوپر کی جگہ پر رہائش اختیار کی ہے۔

شادی سے متعلق قوانین کی ایک فہرست ہے، ہر جز کو تفصیلی ذکر کیا گیا ہے، جس میں سے ایک قانون شادی سے قبل شرائط سے متعلق ذکر کیا گیا ہے، قانون کے مطابق شادی سے قبل ایک نوٹس لکھا جائے گا، اور اس میں شادی سے متعلق تمام افراد کی تفصیل ذکر کی جائے گی، پاکستان میں مسیحیوں کے شادی سے متعلق قوانین اسی قانون یعنی کرسچن میرج ایکٹ 1872 کے تحت ہی کئے جاتے ہیں۔

## نان ونفقہ کا قانون( Law of Maintainance )

پاکستان میں مسیحی اقلیت بیوی کے نان نفقہ کے حوالے سے "مسلم فیملی لاء" کی پیروی کرتی ہے، جو اسلام نے نان نفقہ کا تصور پیش کیا، جس کے تحت پاکستان میں قوانین موجود ہے، مسیحی اقلیت بھی اسی کے مطابق اپنے نجی عائلی معاملات کو طے کرتی ہے۔

نفقہ کہا جاتا ہے جو انسان اپنے عیال پر خرچ کرتا ہے، اس کی تعریف فقہاء نے یہ فرمائی ہے۔

**ما ينفق الانسان علي عياله**[113]

"ایک انسان جو اپنے خاندان پر خرچ کرتا ہے"

شادی ایک فطری تقاضہ ہے، انبیاء کی سنت ہے، شریعت نے اس سے متعلق جامع ہدایات دی ہیں، میاں بیوی میں سے ہر ایک کے ذمے دوسرے کے کچھ لازم حقوق رکھے ہیں، جس کی پاسداری سے میاں بیوی کے رشتے میں استحکام آتا ہے، انہیں حقوق میں نفقہ ہے کہ مرد اپنی بیوی پر اپنی استعداد کے مطابق خرچ کرے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

**﴿ٱلرِّجَالُ قَوَّٰمُونَ عَلَى ٱلنِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ ٱللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَآ أَنْفَقُوا۟ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ﴾**[114]

---

[113]. ابن عابدین، محمد بن امین بن عمر، رد المحتار علی در المختار، باب النفقہ، کتاب النکاح،( دار عالم الکتب، الریاض، ط2003، ج3)، ص571۔

[114]. النساء34:4

"مرد عورتوں کے نگران ہیں، کیونکہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، کیونکہ

مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں"

اسلام نے مرد پر لازم کیا ہے کہ وہ عورت کا خرچ اٹھائے اور اس کی ضروریاتِ زندگی کے لئے جو ضروری خرچ ہو وہ کرے، عورت نے اپنے آپ کو مرد کے سپرد کیا، اس کے ساتھ شرعی حدود میں اپنی ذات کو حبس کیا اور اس پر راضی ہوئی لہذا اس بنیاد پر مرد کو لازم ہے کہ وہ اس پر احکامات کے مطابق خرچ کرے۔

## مسلم فیملی لاء آرڈیننس (Muslim Family Law Ordnance)

مسلم فیملی لاء 1961ء کا ہے، جس میں خاندان کے حوالے سے تفصیلی قانون ذکر کئے گئے ہیں، مسیحی اقلیت پاکستان میں بیوی و خاندان کے نان ونفقہ کے حوالے سے اسی قانون کے مطابق عمل کرتے ہیں، اور جب مسیحی اقلیت کے وہ خاندانی مسائل جن کا تعلق بیوی کے نان نفقہ سے ہو، عدالت میں پیش ہوں تو اس میں جج اسی قانون کے تحت ان کے مسائل کا فیصلہ کرتے ہیں۔

> "If any husband fails to maintain his wife adequately, or where there are more wives than one, fails to maintain them equitably, the wife, or all or any of the wives, may in addition to seeking any other legal remedy available apply to the Chairman who shall constitute an Arbitration Council to determine the matter, and the Arbitration Council may issue a certificate specifying the amount which shall be paid as maintenance by the husband [115]
>
> "اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو مناسب طریقے سے برقرار رکھنے میں ناکام رہتا ہے، یا جہاں ایک سے زیادہ بیویاں ہیں، ان کو مناسب طریقے سے برقرار رکھنے میں ناکام رہتا ہے، اس صورت میں تمام بیویاں یا کوئی بھی بیوی، چیئرمین کے پاس دستیاب کوئی اور قانونی علاج تلاش کرے اجو معاملے کا تعین کرنے کے لیے ثالثی کونسل تشکیل دے گا، اور ثالثی کونسل ایک سرٹیفکیٹ جاری کر سکتی ہے جس میں اس رقم کی وضاحت کی گئی ہو جو شوہر کو دیکھ بھال کے طور پر ادا کرنی ہوگی"

یہ مسلم فیملی لاء کے تفصیلی قوانین میں سے نان ونفقہ سے متعلق قوانین کا ایک جزء ہے، جس میں وضاحت ہے کہ جو شوہر اپنی بیوی کو مناسب طریقے سے برقرار نہیں رکھ سکتا یعنی جو اس کا حق شریعت نے اسے دیا ہے وہ اس کے

---

[115]. Muslim Family Laws Ordinance, 1961, https://www.refworld.org/pdfid/4c3f1e1c2.pdf (20-01-2021)

مطابق خرچ نہیں کر سکتا تو وہ قانون کے ذریعے اپنا نان ونفقہ طے کرواسکتی ہے، اسی طرح ایک سے زائد بیویوں کے مابین انصاف قائم نہیں کر سکتا یا ان پر مناسب خرچ کے ذریعے تعلق برقرار نہیں رکھ سکتا تو انہیں قانوناً حق ہے کہ وہ اپنا نان و نفقہ طے کروائیں۔ پاکستان میں مسیحی اقلیت اپنے عائلی مسائل میں نان ونفقہ سے متعلق مسائل اسی قانون کے تحت حل کرتے ہیں۔

# فصل سوم

## مسیحی اقلیت کو درپیش عائلی مسائل کے حل کی تجاویز

عزوہ بدر کے قیدیوں کی رہائی کیلیے فدیہ کی رقم مقرر کی گئی تھی ان میں سے جو نادار تھے وہ بلا معاوضہ ہی چھوڑ دیئے گئے لیکن جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے انہیں حکم ہوا کہ دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو چھوڑ دیئے جائیں گے۔ چنانچہ سیدنا زید بن ثابتؓ نے جو کاتب وحی تھے ایسی طرح لکھنا سیکھا تھا اسی بات سے ہم اندازہ لگا سکتے ہے کہ تعلیم کی کیا اہمیت ہے اور ان کا حصول کتنی ضروری ہے۔

> "There are many public school students and teachers who advocate respect for religious minorities, but a large portion do not understand minority citizenship rights and are wary about them ever holding public office. A strong sentiment of antagonism was expressed across the board toward the enemies of Islam, but there is widespread confusion about who constitutes an enemy by virtue of their non-Muslim or foreign status. Similarly, a great deal of the anger expressed toward religious minorities often stems from a feeling .that they do not respect Islam and Muslims"[116]

"بہت سارے پبلک اسکول طلباء اور اساتذہ موجود ہیں جو مذہبی اقلیتوں کے احترام کی حمایت کرتے ہیں، لیکن ایک بہت بڑا حصہ اقلیت کی شہریت کے حقوق کو نہیں سمجھتا ہے اور وہ کبھی بھی عوامی عہدے پر فائز ہونے سے محتاط رہتا ہے۔ پوری دنیا میں اسلام دشمنوں کے خلاف دشمنی کے ایک سخت جذبات کا اظہار کیا گیا، لیکن اس بارے میں بڑے پیمانے پر الجھنیں پائی جاتی ہیں کہ ان کے غیر مسلم یا غیر ملکی حیثیت کی بناء پر دشمن کون ہے۔ اسی طرح، مذہبی اقلیتوں کے خلاف اظہار برتنے کا ایک بڑا معاملہ اکثر اس احساس سے پیدا ہوتا ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کا احترام نہیں کرتے ہیں"

[116]. Connecting the Dots: Education and Religious Discrimination in Pakistan, 2011, USCIRF. https://www.uscirf.gov/publications/connecting-dots-education-and-religious-discrimination-pakistan-2011

# پاکستانی مسیحی اقلیت کے عائلی مسائل کے حل کے لئے اقدامات

مسیحی کمیونٹی کو عائلی مسائل میں اہم مسئلہ مسیحی قانونِ طلاق کے حوالے سے تھا، جس قانون کا تذکرہ باب دوم میں مفصل گزر چکا، قانون کی شق سات کے حذف کے بعد مختلف عائلی مسائل سامنے آئے، مذکورہ شق کی بحالی اور اس قانون کے حوالے سے تبدیلی کی تحریک اس وقت شروع ہوئی جب سن 2016ء کے آخر میں، آمین مسیح کے نام سے ایک عیسائی نے طلاق کے لئے لاہور ہائیکورٹ سے رجوع کیا۔ اس کے رجوع کا تعلق اکثریتی برادری کی طرف سے کسی امتیازی سلوک، یا بنیادی حقوق کی کمی، کے خلاف تحفظ کی درخواست سے نہیں تھا۔ اس نے عدالت سے رجوع کیا تاکہ وہ اپنی بیوی سے زنا کا الزام عائد کیے بغیر طلاق حاصل کر سکے۔

امین مسیح نے اپنی درخواست میں یہ تفصیل تھی کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جائے اور اس کو طلاق دے لیکن اس پر بد چلن جیسا گھناؤنا الزام نہ لگائے، اور یہ کہ اس کی بیوی نے طلاق کے حصول کے لئے زنا کیا ہے۔ اس کی درخواست کا منشاء تھا کہ مسیحی طلاق ایکٹ کی دفعہ سات جس کی بنیاد پر طلاق کے لئے عام گھریلو وجوہات کو بھی پیش کیا جا سکتا ہے، اس دفعہ کے ذریعے میاں بیوی علیحدہ بھی ہو سکیں گے اور بیوی کی عزت بھی مجروح نہیں ہو گی اس لئے اس دفعہ کو بحال کیا جائے۔

جب امین مسیح نے یہ درخواست دائر کی تو پاکستان میں موجود مسیحی کمیونٹی اپنے مذہب اور انسانی حقوق کے درمیان کش مکش کا شکار ہو گئی، دونوں طرح کی رائے سننے میں آئیں، بعض مسیحی مذہبی رہنماؤں نے اس کی کھلم کھلا مخالفت کی کہ اس کی مذہب میں گنجائش نہیں، اور بعض کی رائے اس کے برعکس تھی کہ اس طرح کے قانون میں ترمیم انسانی حقوق کے عین موافق ہے۔

دراصل 2016ء میں ہائی کورٹ لاہور میں امین مسیح کا کیس چلا، جس کے نتیجے میں عیسائی مذہبی رہنماؤں کا اجلاس بھی ہوا، اور ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جس میں تقریباً بائیس گرجاگھروں کے رہنما شامل ہوئے۔

> "اس وقت بشپ آف ملتان لیوراڈرک پال کی سربراہی میں بائیس گرجاگھروں کی نمائندگی سے یہ کمیٹی تشکیل دی گئی"[117]۔

---

117. آصف عقیل آسف، پاکستانی مسیحی نکاح اور طلاق کے قوانین میں بدلاؤ، سجاگ، اگست، 2019ء۔

اس کمیٹی کی تشکیل کا منشاء مسیحی طلاق ایکٹ پر غور کرنا تھا کہ آیا دفعہ سات، جس کی بنا پر طلاق کے لئے بد چلنی کا الزام لگائے بغیر کسی عام گھریلو وجہ کو بھی بنیاد بنایا جاسکتا ہے، کو بحال کیا جائے، اور کسی ایسی شق کو لازم نہ کیا جائے جس کی بنا پر انسانی حقوق پامال ہوتے ہیں۔

## کمیٹی برائے مسیحی طلاق قانون

کمیٹی برائے مسیحی طلاق قانون اس وقت تشکیل دی گئی جب سن 2016ء کے آخر میں، امین مسیح نام کے ایک مسیحی فرد نے طلاق کے لئے لاہور ہائیکورٹ سے رجوع کیا، اس کا عدالت میں رجوع کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے بغیر اس سے علیحدگی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ امین مسیح نے اپنی درخواست میں یہ تفصیل بھی بتائی کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جائے اور اس کو طلاق دے لیکن اس پر بد چلن جیسا گھناؤنا الزام نہ لگائے، اور یہ کہ اس کی بیوی نے طلاق کے حصول کے لئے زنا کیا ہے۔

اس کی درخواست کا منشاء تھا کہ مسیحی طلاق ایکٹ کی دفعہ سات جس کی بنیاد پر طلاق کے لئے عام گھریلو وجوہات کو بھی پیش کیا جاسکتا ہے، اس دفعہ کے ذریعے میاں بیوی علیحدہ بھی ہو سکیں گے اور بیوی کی عزت بھی مجروح نہیں ہو گی اس لئے اس دفعہ کو بحال کیا جائے۔ 2016ء میں ہائی کورٹ لاہور میں امین مسیح کا کیس چلنے کے نتیجے میں عیسائی مذہبی رہنماؤں کا اجلاس بھی ہوا، اور ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، جس میں تقریباً بائیس گرجاگھروں کے رہنما شامل ہوئے۔

> "اس وقت بشپ آف ملتان لیوراڈرک پال کی سربراہی میں بائیس گرجاگھروں کی نمائندگی سے یہ کمیٹی تشکیل دی گئی"[118]۔

جب امین مسیح نے یہ درخواست دائر کی تو پاکستان میں موجود مسیحی کمیونٹی اپنے مذہب اور انسانی حقوق کے درمیان کش مکش کا شکار ہو گئی، دونوں طرح کی رائے سننے میں آئیں، بعض مسیحی مذہبی رہنماؤں نے اس کی کھلم کھلا مخالفت کی کہ اس کی مذہب میں گنجائش نہیں، اور بعض کی رائے اس کے برعکس تھی کہ اس طرح کے قانون میں ترمیم انسانی حقوق کے عین موافق ہے۔

---

118. ایضاً

اس کمیٹی کی تشکیل کا منشاء مسیحی طلاق ایکٹ پر غور کرنا تھا کہ آیا دفعہ سات، جس کی بنا پر طلاق کے لئے بد چلنی کا الزام لگائے بغیر کسی عام گھریلو وجہ کو بھی بنیاد بنایا جاسکتا ہے، کو بحال کیا جائے، اور کسی ایسی شق کو لازم نہ کیا جائے جس کی بنا پر انسانی حقوق پامال ہوتے ہیں۔

## مسیحی میرج ایکٹ (Christian Marriage Act) کی ترمیم کا خلاصہ

چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ مسٹر جسٹس سید منصور علی شاہ نے پورے ملک کی مسیحی خواتین کی عزت نفس کو تحفظ فراہم کیا۔ انہوں نے مسیحی طلاق ایکٹ 1869ء کی دفعہ 7 کو بحال کر دیا۔ جس کے تحت اگر مسیحی مرد چاہے تو وہ بد چلنی کے الزام لگائے بغیر دیگر وجوہات پر بھی اپنی مسیحی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے۔ سنگل جج نے یہ فیصلہ امین مسیح کی شیر از ذکاء ایڈووکیٹ کی وساطت سے دائر درخواست پر سنایا تھا۔ اس سے قبل جنرل ضیاء الحق کے دور میں فیڈرل رویژن اینڈ آرڈیننس 1981ء کے ذریعے دفعہ 7 کو ختم کر دیا گیا تھا اور صرف دفعہ 10 ہی بحال رکھی گئی تھی۔ مسیحی طلاق ایکٹ کی دفعہ 10 کے تحت طلاق کیلئے مسیحی خاتون پر بد چلنی کا الزام لگانا لازمی ہے ورنہ طلاق نہیں ہوگی۔ سابق چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ نے مارشل لاء دور کا آرڈیننس بنیادی آئینی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیا تھا۔ اسے کالعدم کرتے ہوئے دفعہ 7 کو بحال کر دیا تھا جس کے تحت مسیحی خواتین کو طلاق دینے کیلئے دیگر جواز بھی فراہم کئے گئے تھے۔

# مسیحی اقلیت کے عائلی مسائل کا حل

اسلام دینِ فطرت ہے، اور انسان کی انفرادی زندگی سے متعلق تمام تر اصول و تعلیمات کے ساتھ اجتماعیت کو ناصرف قبول کرتا ہے بلکہ اس سے متعلق رہنمائی کرتا ہے، اور اجتماعیت کی نشوونما کے لئے بہترین اصول بیان کرتا ہے، جن اصول اور رتعلیمات پر عمل کر کے اجتماعیت کو اور مضبوط بنایا جا سکتا ہے، اور ایسے عوامل کا قلع قمع کرتا ہے جو اجتماعیت کو نقصان پہنچائے۔ اسلام اجتماعیت کے لئے کسی ایسی صفت کو بنیاد قرار نہیں دیتا جو کسی باہمی تفریق پر منتج ہو، جیسے رنگ و نسل، زبان و وطن وغیرہ، یہ صفات صرف علاقائی اور تعارفی مصلحتوں کے لئے ہیں۔

اسلام نے کسی رنگ و نسل، وطن و زبان کی بنیاد پر کسی کو کسی پر کوئی فوقیت نہیں دی، بلکہ اس کا اعلانیہ طور پر انکار کیا گیا ہے، کہ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، سب انسانیت آدمؑ کی اولاد ہے، اور سب مٹی سے بنے ہو۔

(( أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى أَعْجَمِيٍّ وَلَا لَأَعْجَمِيٍ عَلٰى عَرَبِيٍّ، وَلَا لِأَحْمَرَ عَلٰى أَسْوَدَ، وَلَا لِأَسْوَدَ عَلٰى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوٰى ))[119]

"خبردار! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے، مگر تقویٰ کے ساتھ"

اسلام کی تعلیمات انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی سے متعلق وہ تمام اصول و تعلیمات فراہم کرتی ہیں جس کی بنیاد پر ایک مضبوط معاشرہ قائم ہو سکتا ہے، معاشرے کی اکائی خاندان ہے، نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کی روشنی میں ہمیں عبادات کے ساتھ شخصی، خانگی، خاندانی اور انسانی حقوق سے متعلق تفصیلی رہنمائی ملتی ہے۔

"رسول اللہ ﷺ کو اپنی عائلی زندگی میں بیویوں کے مہر، نان نفقہ، مطالبات، بچیوں کی شادی، تعلیم و تربیت، اولاد کی وفات، خوشی غمی، میاں بیوی کے درمیان شکر رنجی، سوکناپن کی فطری غیرت کے باعث ازواج مطہرات کے درمیان اختلاف مہمان داری اور خاندانی و سسرالی رشتہ داری کے لوازم کو نباہنا جیسے مسائل کا سامنا کرنا پڑا، المختصر رسول اللہ ﷺ کو اپنی عائلی زندگی میں وہ تمام مسائل پیش

---

119. حنبل، احمد بن حنبل، "**مسند احمد**"، باب: خطبۃ فی وسط ایام التشریق، ج:4، الرقم:4568

آئے کو ایک عیالدار آدمی کو عموماً پیش آیا کرتے ہیں، آپ ﷺ نے ان جملہ مسائل و معاملات کو جس احسن طریقے سے حل فرمایا اور جو تعلیمات اور عملی نمونہ چھوڑا، اس کی نظیر انسانی تاریخ میں نہیں ملتی"[120]

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا ہر پہلو ہی ہدایت ہے، خاص گھر کی نجی زندگی کے معاملات کو بھی عمومی ہدایت اور مسائل سے آگاہی کے لئے مفصل بیان کیا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ کو ان تمام عائلی مسائل کا سامنا کرایا گیا جو کسی بھی عیالدار کو پیش آسکتے ہیں، پھر ان تمام مسائل کے بہترین حل اور احسن طریقے کی رہنمائی کے لئے رسول اللہ ﷺ کے عمل کو امت کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی زندگی تمام انسانیت کے لیے صرف قابل عمل ہی نہیں بلکہ راہِ نجات ہے، انسانیت کو درپیش سماجی و عائلی مسائل کے حل کے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں رہنما اصول ہیں۔

عصر حاضر میں جہاں کہیں مسلم معاشرے میں سماجی و عائلی مسائل درپیش ہیں، اور معاشرہ مسائل اور الجھنوں سے دوچار ہے ان کا واحد اور آسان حل اسلام کی لائی ہوئی تعلیمات پر عمل کرنا اور اسلامی قوانین کو نافذ کرنا ہے، اسلام کے عائلی قوانین اخلاق و عصمت کا اہمیت دیتے ہیں، اسلام کا عائلی نظام ایک گھر کو بنیاد بنا کر مستحکم معاشرہ قائم کرتا ہے، صلہ رحمی کے ساتھ خاندانوں کو محبت و مودت کے ساتھ رہنے کی تعلیم دیتا ہے، اور اس کے ساتھ انسان کو فرائض کا احساس و شعور بخشتا ہے، ہر نگران کو اپنی رعیت کا ذمہ دار بناتا ہے، اور اس کے لئے مسئول ٹھہراتا ہے، سربراہ کو حسنِ اخلاق اور حسنِ تادیب کا حکم دیتی ہے۔

## اقلیتوں کے عائلی حقوق

اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیتوں کو مکمل سماجی و عائلی آزادی حاصل ہے، ایک اسلامی ریاست کے ماتحت غیر مسلم اپنی نجی زندگی سے متعلق تمام معاملات اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق آزادانہ طور پر کرسکتے ہیں، اسلام کی

---

[120]. سعد اللہ، **"عائلی زندگی اور اس کے مسائل کا حل (سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں"**، جہات الاسلام، جلد 6، شمارہ 1، (جولائی تا دسمبر 2012ء)

تعلیمات ان معاملات میں جو شہریوں کے بنیادی حقوق سے متعلق ہوں، غیر مسلم اقلیتوں اور مسلمانوں کے درمیان عدل وانصاف اور مساوات قائم کرنے کا حکم دیتی ہیں۔

پاکستان کے قانون کے مطابق ہر شہری اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق عمل کر سکتا ہے،

> "20. Subject to law, public order and morality. (a) Every citizen shall have the right to profess, practice and propagate his religion, and (b) Every religious denomination and every sect thereof shall have the right to establish, maintain and manage its religious intructions".[121]

"20۔ قانون، عوامی نظم اور اخلاقیات کے تابع۔ (الف) ہر شہری کو اپنے مذہب کا دعوی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کا پرچار کرنے کا حق حاصل ہے اور (ب) ہر مذہبی فرقہ اور اس کے ہر فرقے کو اپنے مذہبی دخل اندازی قائم کرنے، بر قرار رکھنے اور ان کا انتظام کرنے کا حق حاصل ہو گا"

لہذا جو غیر مسلم پاکستان میں رہتے ہیں، ان کو قانوناً یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ تمام نجی معاملات اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق کریں، ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اقلیتوں کو تحفظ فراہم کرے، اور ایسے اقدامات کرے کہ ان کو دیگر عام شہریوں کی طرح اپنے نجی معاملات میں کسی دشواری کا سامنا نہ ہو۔ اس حوالے سے حکومت پچھلے کئی سالوں سے سنجیدہ ہے، کہ سماج میں مذہبی ہم آہنگی کو فروغ ملے، اور مذہبی اقلیتوں کے مسائل کو بہتر انداز میں حل کی اج سکے،

> "To preserve inter-religious harmony, Pakistan's government can play a significant role by implementing numerous endeavors and strategies. Thus, the government implemented various activities, policies, and programs to guarantee all of Pakistani society with various religious and ethnic backgrounds the opportunity to socialize with one another. Since the last decade, the protection of social harmony has become the state's national agenda.The Supreme Court of Pakistan ordered the Government of Pakistan to create a National Council for Minorities' Rights"[122].

"بین المذاہب ہم آہنگی کو بر قرار رکھنے کے لیے، پاکستان کی حکومت متعدد کوششوں اور حکمت عملیوں پر عمل درآمد کر کے اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ اس طرح، حکومت نے مختلف مذہبی اور نسلی پس منظر کے ساتھ تمام پاکستانی معاشرے کو ایک دوسرے کے ساتھ سماجی ہونے کے موقع کی ضمانت دینے کے لیے مختلف

---

[121] .The constitution of the Islamic republic of Pakistan, (As modified upto the 28th Febuary, 2012), National Assembly of Paksitan.

[122]. Mehfooz, Musferah. 2021. **"Religious Freedom in Pakistan: A Case Study of Religious Minorities."** Religions Vol: 12, Issue: 1, p. 3

سرگرمیاں، پالیسیاں اور پروگرام نافذ کیے۔ گزشتہ دہائی سے، سماجی ہم آہنگی کا تحفظ ریاست کا قومی ایجنڈا بن چکا ہے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے حکومت پاکستان کو اقلیتی حقوق کے لیے ایک قومی کونسل بنانے کا حکم دیا"

سپریم کورٹ کی جانب سے پاکستانی اقلیتوں سے متعلق سنجیدگی کا اظہار ہے اور حکم دیا ہے کہ ایک قومی کونسل برائے اقلیت بنائی جائے جو ملک میں بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دے۔ اور اس حوالے حکومت کی جابن سے اور بھی کوششیں کی گئی ہیں، آئین پاکستان سمیت دیگر قوانین بھی مذہنی اقلیتوں کو مکمل آزادی کی ضمانت کے ساتھ سماجی، معاشی اور معاشرتی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا موقعہ دیتی ہیں۔

# باب چہارم: مسیحی اقلیت کے سماجی مسائل اور ان کے حل کی تجاویز

**فصل اول:** اسلام میں سماجی مساوات

**فصل دوم:** مسیحی اقلیت اور سماجی مسائل

**فصل سوم:** مسیحی اقلیت کو درپیش سماجی مسائل کے حل کی تجاویز

# باب چہارم

## مسیحی اقلیت کے سماجی مسائل اور ان کے حل کی تجاویز

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اسلام تمام انسانیت کو انفرادی اور اجتماعی زندگی گزارنے کے پاکیزہ اصول بتاتا ہے، اور قدم قدم پر پیش آنے والے ذاتی، معاشی اور معاشرتی مسائل کے حل کی رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام نے ایک پاکیزہ معاشرے کو تشکیل دینے کے رہنما اصول دیے ہیں، جن پر عمل کرکے ہم ایک پر امن، پاکیزہ سماج کو تشکیل دے سکتے ہیں جہاں انسان کا انسان خیر خواہ ہو، جہاں تمام لوگوں کی جان و مال محفوظ ہوں۔

اسلام نے ایک مضبوط پاکیزہ معاشرہ تشکیل دینے کے لئے ایسے اصول دیے ہیں جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کو لازمی قرار دیا، اور قطع رحمی کرنے والے کو وعید سنائی، والدین کی خدمت کو اولاد کے لئے آخرت کی نجات کا ذریعہ بنایا اور اولاد کی تربیت کو والدین کے لئے صدقہ جاریہ بنایا۔

قرآن کریم میں والدین کے ساتھ احسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے حکم کے ساتھ جوڑا۔

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلاَّ تَعْبُدُوٓاْ إِلاَّ إِيَّاهُ وَبِٱلْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ ٱلْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلاَهُمَا فَلاَ تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ وَلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيماً﴾[123]

"اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو، اور نہ انہیں جھڑکو، بلکہ ان سے عزت سے بات کیا کرو"

پاکستان میں مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں، ان کا آپس میں ایک سماجی تعلق قائم ہے، اسلامی معاشرے کی تعلیمات ایک غیر مسلم شہری کو جان و مال کا تحفظ فراہم کرتی ہیں، ان کے ساتھ انصاف و عدل کی بنیادوں پر سماجی تعلق قائم کرنے کی تلقین کرتی ہیں۔

---

[123]. الاسراء 23:17

# فصل اول

## اسلام میں سماجی مساوات

اسلام نے انسانیت کی تکریم کو لازمی قرار دیا جس کا لازمی نتیجہ معاشرتی مساوات ہے۔ یہ مساوات ہمیں اسلامی زندگی کے ہر گوشے میں نظر آتی ہے۔ چاہے انفرادی زندگی کا معاملہ ہو یا سماجی وعائلی معاملات کا، قانونی وعدالتی معاملات ہوں یا ریاستی امور اسلامی معاشرے میں مساوات کو ہر جگہ پیش نظر رکھنا ایک اصول قرار پایا ہے۔ رنگ و نسل اور وطن و زبان کے اختلاف تعارف کے لئے ہے، اور برتری کی بنیاد تقویٰ[124] ہے۔

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓاْ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾[125]

"اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لئے تقسیم کیا ہے تاکہ ایک دوسرے کی پہچان کر سکو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔ یقین رکھو کہ اللہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز سے باخبر ہے"

اسلامی سماج کی بنیاد خاص عقائد و نظریات پر ہوتی ہے، اسلامی سماج اس بات کا متقاضی ہے کہ وہاں دستور و قانون، انفرادی واجتماعی زندگی میں اسلامی تعلیمات زندہ ہوں، اسلامی تعلیمات اسلامی معاشرے میں بسنے والے غیر مسلم شہریوں کے ساتھ رواداری، عدل وانصاف، نیکی اور رحم کی تعلیم دیتا ہے۔

﴿لَّا يَنْهَىٰكُمُ ٱللَّهُ عَنِ ٱلَّذِينَ لَمْ يُقَٰتِلُوكُمْ فِى ٱلدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَٰرِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوٓاْ إِلَيْهِمْ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُقْسِطِينَ﴾[126]

---

124. انسان یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رکھے کہ اسے ایک دن اللہ کے حضور اپنے تمام اعمال کا جواب دینا ہے، لہذا مجھے کوئی کام ایسا نہ کرنا چاہئے جو اس کی ناراضی کا باعث ہو، اسی خوف اور دھیان کا نام تقویٰ ہے۔ (عثمانی، محمد تقی، آسان ترجمہ قرآن، (مکتبہ معارف القرآن، 2009ء)

125. الحجرات 13:49

126. الممتحنہ 08:60

"اللہ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا۔ ان کے ساتھ تم کوئی نیکی کا یا انصاف کا معاملہ کرو، یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے"

اسلامی معاشرے میں امن کو برقرار رکھنے اور باہمی محبت کو بڑھانے کے لئے اخوت[127] کو قائم کیا، ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی بنایا، اسلام کی آمد سے قبل عرب معاشرہ باہمی دشمنی کا شکار تھا، جہاں معمولی معمولی باتوں پر جنگیں ہوتیں جو کئی نسلوں تک جاری رہتیں، ایسے معاشرے کو اسلام نے آکر باہمی محبت و اخوت میں بدل دیا۔

﴿إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾[128]

"حقیقت تو یہ ہے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں"

اسلام کا درسِ اخوت معاشرے کی بہت سی برائیوں کو جنم لینے سے روکتا ہے، بھائی بھائی کی بہت سی لغزشوں سے درگزر کرتا ہے، اسلامی معاشرہ یہ درس دیتا ہے کہ ہر بندہ اپنا حق حاصل کرنے سے زیادہ دوسرے کا حق ادا کرنے کی فکر کرے۔ اسلامی ریاست اپنے شہریوں کو معاشرتی مساوات فراہم کرتا ہے، اسلام کی تعلیمات معاشرے میں رنگ و نسل، کی بنیاد پر کسی تفریق کی تعلیم نہیں دیتی، اسلامی ریاست کی نظر میں وہ تمام شہری برابر ہیں جو ایک شہری ہونے کے شرائط مکمل کر رہے ہیں، سماجی و معاشرتی اعتبار سے تمام شہری برابر ہیں، عام شہری کے بنیادی حقوق ہر فرد کے لئے یکساں ہیں، ان میں مذہب کی بنیاد پر کسی سے امتیازی سلوک نہیں کیا جاسکتا۔

پاکستان میں بسنے والے مسیحی اقلیت کو سماج میں امتیازی سلوک کا سامنا ہے، جس کی اسلام اور پاکستان کا قانون اجازت نہیں دیتا، اس باب میں مسیحی اقلیت کو درپیش سماجی مسائل کے حوالے سے بحث ہوگی اور ان مسائل کے حل کرنے کے لئے ان کی کوششوں اور حکومتی اقدامات کا جائزہ لیا جائے گا، اور آئین پاکستان اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل پیش کیا جائے گا۔

[127]. بھائی بندی، برادری۔ (فیروز اللغات، ص76)

[128]. الحجرات 10:49

# اسلامی معاشرہ اور غیر مسلم اقلیتیں

اسلامی معاشرے میں غیر مسلم شہری معاشرے کا اہم حصہ ہیں، اسلامی قوانین کے مطابق ریاست کے فرائض میں سے ہے کہ وہ تمام غیر مسلم شہریوں کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کرے، کوئی بھی فرد کسی پر ظلم نہیں کر سکتا، اگر کوئی فرد کسی دوسرے شہری پر ظلم کرتا ہے تو یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ بلا امتیازِ مذہب اپنے شہری کو تحفظ فراہم کرے۔ مظلوم کو انصاف دلائے اور ظالم کے ساتھ قانونی کاروائی کرے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

**((أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوِ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسٍ فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))**[129]

جس نے کسی ذمی پر ظلم کیا یا اس کا کوئی حق چھینا یا اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالا یا اس کی کوئی چیز بغیر اس کی مرضی کے لے لی تو قیامت کے دن میں اس کی طرف سے وکیل ہوں گا"

ایک اور موقعہ پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

**(( عن عَلِيٍّ رضِي اللَّهُ عنهُ أنَّهُ قال :إنَّما بذلوا الجزيةَ لتكونَ دماؤهمْ كدمائِنا، وأموالُهمْ كأموالِنا))** [130]

بیشک یہ غیر مسلم شہری اس لئے ٹیکس دیتے ہیں کہ ان کے خون ہمارے خون کی طرح اور ان کا مال ہمارے مال کی طرح محفوظ ہو جائیں

بظاہر اقلیت کمزور ہوتی ہے اور انہیں تکلیف پہنچنے اور حقوق کی پامالی کا اندشہ رہتا ہے، لہذا انہیں اس خوف سے نکالنے اور اسلامی معاشرے میں مساوی حقوق فراہم کرنے کے لئے مذکورہ اعلان فرمایا گیا۔ کہ بظاہر کمزور نظر آنے والے طبقے کے ساتھ کوئی بھی غلطی سے زیادتی نہ کرے۔

آیات قرآنی، احادیث مبارکہ اور فقہائے کرام کے اقوال کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ کسی مسلمان کو یہ حق حاصل نہیں کہ کسی غیر مسلم شہری کو محض اس کے غیر مسلم ہونے کی بنا پر قتل کرے یا اس کا مال لوٹ لے یا اس کی

---

[129]. السجستانی، سلیمان ابن الاشعث، السنن، کتاب الخراج والامارۃ والفئ، باب التشدید فی جبایۃ الجزیۃ (بیروت، المکتبہ العصریہ، س ن)، ج3، ص171، ح3052. صحیح

[130]. العسقلانی، ابن محمد بن حجر شہاب الدین، الدرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ، الجزء الثانی، س۔ن، ص115

عزت پامال کرے۔ اسلام غیر مسلم شہریوں کو نہ صرف ان کی جان ومال اور عزت و آبرو کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے بلکہ ان کی عبادت گاہوں کو بھی تحفظ فراہم کرتا ہے۔

## اسلام اور سماجی انصاف

کسی بھی معاشرے یا ریاست کے امن و استحکام کے لے ضروری ہے کہ اس میں سماجی انصاف کا بول بالا ہو۔ معاشرے کے مخصوص افراد تک انصاف محدود نہ ہو بلکہ معاشرے کے ہر خاص و عام کو آسانی سے میسر ہو۔ اسلام کی سماجی انصاف سے متعلق تعلیمات اہلِ اسلام اور مسلمان کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ریاست کا ہر شہری اس میں شامل ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُواْ كُونُواْ قَوَّامِينَ بِٱلْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىَ أَنْفُسِكُمْ أَوِ ٱلْوَالِدَيْنِ وَٱلأَقْرَبِينَ﴾[131]

"اے ایمان والو! انصاف قائم کرنے والے بنو، اللہ کی خاطر گواہی دینے والے، چاہے وہ گواہی تمہارے اپنے خلاف پڑتی ہو، یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف"۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَلاَ يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىَ أَلاَّ تَعْدِلُواْ ٱعْدِلُواْ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ﴾[132]

"اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ناانصافی کرو۔ انصاف سے کام لو یہی طریقہ تقوی سے قریب تر ہے"

اسلام نے حاکم کو جہاں اختیارات تفویض کیے ہیں وہاں احساسِ مسئولیت بھی اجاگر کیا ہیں، ہر شخص اپنے ماتحت سے متعلق معاملے پر اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہے۔ اس کے ساتھ سماجی انصاف میں یہ ضروری ہے کہ کوئی طاقت ور کسی کمزور پر ظلم نہ کرے، سماج کے کمزور طبقات کا اسلام نے خاص خیال رکھا ہے، رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں اور خلفائے راشدین کے طرزِ عمل میں ہمیں سماجی انصاف نظر آتا ہے.

---

[131]. النساء135:4

[132]. المائدة08:5

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**((والضعيفُ منكم قويٌّ عندي حتى أزيحَ عِلَّتَه إن شاء اللهُ والقويُّ فيكم ضعيفٌ حتى آخذَ منه الحقَّ إن شاء اللهُ))**[133]

"تم میں سے جو کمزور ہے وہ میری نگاہوں میں طاقتور ہے یہاں تک کہ میں اس کی شکایت رفع کروں اگر اللہ نے چاہااور تم میں جو طاقتور ہے وہ میری نگاہوں میں کمزور ہے یہاں تک کہ میں اس سے (کمزوروں کا) حق نہ لے لوں اگر اللہ نے چاہا"

آپ ﷺ کا یہ فرمان سماجی انصاف سے متعلق بہت اہم ہے کہ آپ ﷺ خود اس کمزور کے ساتھ ہیں جس کا حق مارا جارہاہے اس کے ساتھ ناانصافی ہورہی ہے یہاں تک کہ اس کا حق واپس دلا دیا جائے، اس کمزور کو طاقتور فرمایا کہ یہ طاقتور ہت اس کی شکایت کو دور کیا جائے گا، اور طاقتور جو ظلم کرے اور کمزوروں کا حق مارے اس کو کمزور فرمایا کہ اس سے دوسروں کا حق چھین لیا جائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کمزوروں کے حقوق کا لحاظ رکھا جاتا تھا، سماج کے کمزور اور محتاجوں سے متعلق معاملات کو خاص اہمیت دی جاتی تھی۔

**كان عمر بن الخطاب رضي الله عنه اذا بلغه ان عامله لا يعود المريض ولا يدخل عليه الضغيف نزعه**[134]

عمر رضی اللہ عنہ ایسے آفسر یا گورنر کو برطرف کر دیتے تھے جس سے متعلق انہیں یہ خبر پہنچتی کہ وہ مریض کی عیادت نہیں کرتا اور اس کے ہاں کوئی کمزور شخص داخل نہیں ہو سکتا

خلفائے راشدیں کا طرزِ عمل اسلام کی تعلیمات کا عملی نمونہ تھاہے اسلام نے حاکم کو اپنی رعایا کا خیال رکھنے کا حکم کیاہے، ان کے حالات سے مکمل واقف رہنے کا حکم کیا ہے، جب تک حاکم کو رعایا کے حالات کا مکمل علم نہیں ہو گا وہ ان کے حل کے لئے بہتریں حکمتِ عملی نہیں بنا سکے گا۔

---

133. الاموی المروزی، ابی بکر احمد بن علی، مسند أبي بكر الصديق رضی اللہ عنہ، محقق: شعیب الأرنؤوط، (المكتبہ الاسلامی، لبنان، ط4، 1986ء)، ص75، اسنادہ صحیح

134. قاضی، ابو یوسف، کتاب الخراج، مترجم نیاز احمد اکاڑوی، (مکتبہ رحمانیہ، لاہور س ن)، ص66،

((مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا))[135]

"جس نے کسی معاھد (ذمی) کو قتل کیا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جائے گی"

یہ روایت ذمی کی جان کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لئے کافی ہے، اس مفہوم کی بہت سی روایات مروی ہیں، بعض میں ستر سال کی مسافت کا ذکر ہے اور بعض میں سو سال کی مسافت کا، بہر حال ذمی کے ناحق قاتل کی سزا دنیا کے علاوہ آخرت میں بھی بہت شدید ہوگی۔ اسلامی ریاست میں رہنے والے ذمی کی جان کے ساتھ ان کے مال کی اہمیت بھی مسلمان کے مال کی طرح ہے، ان کے مال کی حفاظت بھی ایسے ہی ضروری ہے جیسے کہ اہل اسلام کے مال کی، یہ ان کے بنیادی حقوق میں شامل ہے۔

## اسلام اور توہینِ رسالت

پاکستانی اقلیتیں پاکستان کے سماج کا حصہ ہیں، اور تحریک پاکستان سے تاحال پاکستان کے ساتھ ہیں، اور پاکستان کو اپنا وطن سمجھتے اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہیں، اور مختلف شعبوں میں خدمات انجام دے رہے ہیں، لیکن اس کے ساتھ اقلیتوں کی جانب سے چند مسائل کی شکایت پیش آتی ہے، اور وہ پاکستان میں اہل اسلام اور بعض حکومتی اداروں کی جانب سے ناانصافی کی شکایت کرتے ہیں۔ ایک بہت اہم شکایت جو پاکستانی اقلیتوں کی جانب سے سامنے آتی ہے کہ ان پر توہینِ رسالت کا الزام لگا کر ماورائے عدالت موت کی گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔

اس سماجی مسئلہ کے پیش نظر یہ بات قرینِ قیاس معلوم ہوتی ہے کہ اسلام میں توہینِ رسالت سے متعلق مختصر بحث کی جائے، جس میں رسول اللہ ﷺ کا مقام اور قرآن وحدیث کی روشنی میں توہینِ رسالت کی سزا کو ذکر کیا جائے۔

### رسول اللہ ﷺ کا مقام

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت، لگاؤ، عقیدت اور احترام اسلام کے بنیادی عقیدہ ہے، ہر ایمان والے کو آپ ﷺ کی ذات سے عقلی محبت اپنی جان، مال اور اولاد سے زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خیر القرون سے آج تک ہر

[135]. بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الجزیہ، باب اثم من قتل معاھدا بغیر جرم، ج:4، ص:99، الرقم:3166

مسلمان کی رگوں میں آپ ﷺ کا عشق و محبت اس طرح سرایت کئے ہوئے ہے، جیسے انسان کے جسم میں خون گردش کر رہا ہے۔ اور آپ ﷺ سے یہ محبت ایمان کا لازمی جز ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لا يُؤْمِنُ أحَدُكُمْ، حتّى أكُونَ أحَبَّ إلَيْهِ مِن والِدِهِ ووَلَدِهِ والنّاسِ أجْمَعِينَ))[136].

"تم میں سے کوئی اس وقت تک ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کو اس کے والد، اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں"

اس عشق و محبت کے اصل پیکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جنہوں نے آپ ﷺ کی خوبصورت زندگی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، آپ ﷺ کی نست و برخاست، بول چال، عبادات، معاملات اور اخلاقیات کا مشاہدہ کیا، اور چاروں اطراف سے لوگوں کے جوک در جوک آپ ﷺ کی طرف کھنچتے ہوئے اور ایمان لاتے ہوئے دیکھا، یہی وجہ ہے کہ عشقِ رسول ﷺ کے اعلیٰ ترین اور بہترین نمونے ہمیشہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں ملتے ہیں، جن کے دل اس سے لبریز تھے اور اظہارِ عشق کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ اور مسلمانانِ عالم کے درمیان جو تعلق اور رشتہ ہے وہ تمام دوسرے انسانی اور دنیاوی رشتوں اور تعلق سے بالاتر اور منفرد نوعیت کا ہے، کوئی اور رشتہ اس رشتہ سے ذرہ بھر نسبت نہیں رکھتا، آپ ﷺ تمام عالم کے لئے رحمت بن کر آئے، خونی رشتوں سے زیادہ قریب اور شفیق بن کر آئے، انسان کے بیوی بچے، ماں باپ اس کا نقصان کر سکتے ہیں، اس کے ساتھ خود غرضی کر سکتے ہیں، اس کو گمراہ کر سکتے ہیں، اس کو جہنم کی طرف دھکیل سکتے ہیں، مگر آپ ﷺ کی صرف اور صرف وہی بات کرنے والے ہیں جس میں اس کی فلاح ہے، انسان خود حماقتیں کر سکتا ہے اپنے پاؤں میں کلہاڑی مار سکتا ہے لیکن آپ ﷺ اس کو وہی کچھ تجویز فرماتے ہیں جو حقیقی طور پر اس کے لئے سود مند ہے۔ تمام انسانیت پر انتہائی شفیق ہیں، اور کے لئے بہت حریص ہیں۔

جس کو قرآن یوں کہتا ہے۔

---

136. الحجاج، مسلم بن الحجاج، کتاب الایمان، (مکتبہ رحمانیہ، 2001ء)، باب: وجوب محبۃ رسول اللہ ﷺ أکثر من الأھل والولد والوالد، الرقم: ۴۴

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾[137]

"(لوگو!) تمہارے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو تمہی میں سے ہے۔ جس کو تمہاری ہر تکلیف بہت گراں معلوم ہوتی ہے۔ جسے تمہاری بھلائی کی دھن لگی ہوئی ہے جو مؤمنوں کے لیے انتہائی شفیق، نہایت مہربان ہے"۔

اس آیتِ شریفہ سے آپ ﷺ کا امت[138] سے تعلق ظاہر ہے، کہ امت کی بھلائی کے لئے نہایت حریص ہیں، اور جو تکلیف تمہیں پہنچے وہ ان کے لئے بھی گراں قدر ہے، ایسی شفیق اور محبت کرنے والی ذات تمام انسانیت کے لئے رحمت ہے جس کا اعتراف مسلمانوں سمیت انصاف پسند میانہ روی رکھنے والے غیر مسلم بھی کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کے کے لائے ہوئے دین اور تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ عرب کا بگڑا ہو معاشرہ بہترین انسانوں کا مرکز بن گیا، انسانیت کے ہر فرد نے چاہے وہ غلام ہو یا آزاد، بچہ ہو یا بزرگ، مرد ہو یا عورت ہر ایک نے آپ ﷺ کی رحمت کا حصہ پایا، اسلام نے احترامِ انسانیت کا درس دیا دوسرے مذاہب کی ذاتی اور مذہبی جذبات کا خیال رکھا۔

آپ ﷺ کے احسانات اور لائی ہوئی تعلیمات کی بنا پر اسلام نے اس بات کو بالکل تسلیم نہیں کرتا کہ آپ ﷺ کی ذات کی توہین کی جائے، اور کسی طرح بھی آپ ﷺ کی ذات کو مزاق کا نشانہ بنایا جائے، ہاں آپ ﷺ کی زندگی کے کسی پہلو کو سمجھنے کے لئے کوئی سوال کیا جائے اور عقلی اور نقلی دلائل کی بنیاد پر اس کو سمجھا جائے تو اس کی اجازت ہے، اور اس کے بغیر تو حق تک رسائی بھی ممکن نہیں، لیکن کسی بھی توہین، تذلیل و استہزاء کی اجازت نہیں۔

## رسول اللہ ﷺ کا ادب

انبیاء اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے برگزیدہ اور چنے ہوئے خاص لوگ ہوتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے ہیں، اس لئے ان کی توہین اور استہزاء کو اسلام نے بالکل قبول نہیں کیا، انبیاء کی ذات کو نشانہ بنانا اور ان کے ساتھ استہزاء کرنا اور کے اخلاق و کردار پر انگلی اٹھانا دراصل ان کی لائی ہوئی تعلیمات پر کیچڑ اچھالنا ہے، قرآن کریم و احادیث

---

137. التوبۃ9:128

138. گروہ، جماعت (فیروز اللغات، ص121)

مبارکہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ اللہ کے رسول کی اہانت اور ایذاءرسانی گناہِ کبیرہ اور کفر[139] ہے، قرآن کریم نے گستاخیِ رسول ﷺ کے احتمال کا دروازہ بھی بند کر دیا:

﴿يَاأَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَقُولُواْ رَاعِنَا وَقُولُواْ ٱنْظُرْنَا وَٱسْمَعُواْ وَلِلكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾[140]

"ایمان والو!(رسول ﷺ سے مخاطب ہو کر)راعنا نہ کہا کرو، انظرنا کہ دیا کرو اور سنا کرو۔ اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے"۔

حضور ﷺ جب اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کلام فرماتے تو اگر کوئی بات انہیں سمجھ نہ آتی تو وہ دوبارہ سننے کے لئے ان الفاظ کے ساتھ درخواست کرتے تھے "راعنا یا رسول اللہ" (اے اللہ کے رسول ہماری رعایت فرمائیں) یہ الفاظ اپنے معنی کے اعتبار سے بالکل درست تھے اور ان میں بے ادبی کا کوئی پہلو نہ تھا لیکن یہودی اس کا غلط استعمال کر کے "راعینا" کہا کرتے تھے (نعوذ باللہ)۔ مسلمانوں کے دلوں میں بے ادبی کا احتمال نہ تھا لیکن ان الفاظ کے استعمال کی بھی پابندی لگادی گئی جن الفاظ میں بے ادبی کا شائبہ ہو سکتا تھا۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿لاَّ تَجْعَلُواْ دُعَآءَ ٱلرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضاً﴾[141]

:"(اے لوگو!) اپنے درمیان رسول کے بلانے کو ایسا (معمولی) نہ سمجھو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلالیا کرتے ہو۔

یہ آیت آپ ﷺ کے ادب واحترام کا حکم دے رہی ہے اور مسلمانوں کو آپ کے مقام کا خیال رکھنے کی تاکید کر رہی ہے، اس آیت کے مفہوم میں دونوں پہلو مراد ہیں، اور مفسرین کے بھی اس کو بیان فرمایا ہے، کہ جب آپ ﷺ بلائے تو اس بلانے کو عام لوگوں کے بلانے جیسا نہ سمجھو بلکہ فوراً لبیک کہو، اور اگر تم میں سے کسی نے آپ ﷺ سے مخاطب ہونا ہو تو اس میں بھی عام انسان کی طرح نہ بلاؤ بلکہ ادب واحترام کا لحاظ رکھو۔

مفتی تقی عثمانی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

---

139. ناشکری، بے دینی۔ (فیروز اللغات، ص1017)

140. البقرۃ2:104

141. النور24:63

"برابر کے آدمی جب ایک دوسرے کو بلاتے ہیں تو اس کی زیادہ اہمیت نہیں سمجھی جاتی، اگر کوئی اس کے جواب میں نہ جائے تو اتنا برا نہیں سمجھا جاتا، اور اگر چلا بھی جائے تو بغیر اجازت کے واپس آجانے کو بھی گوارہ کر لیا جاتا ہے، آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ تمہیں کسی کام کے لئے بلائیں تو اسے آپس کا بلانا نہ سمجھو کہ چاہے گئے چاہے نہ گئے، بالکہ اہتمام کر کے جانا ہی ضروری ہے، دوسرے یہ ابت بھی معمولی نہ سمجھو کہ جب چاہو، بلا اجازت اٹھ کے چلے آؤ، بلکہ کہیں جانا ہو تو آپ سے اجازت لے کر جائیں"[142]

دونوں پہلوؤں کی طرف اشادہ فرمایا ہے کہ آپ ﷺ بلائیں تو ان کا بلانا عام لوگوں کے بلانے کی طرح نہیں بلکہ لبیک کہنا فرض ہے، برابر کی حیثیت کا آدمی نہیں کہ چاہے بالنی پر گئے چاہے نہیں گئے۔ اور اگر ان کو بلانا ہو تو بھی تعظیمی القاب "یا نبی اللہ" یا "یا رسول اللہ" سے پکارا جائے۔

## توہینِ رسالت قرآن کریم کی روشنی میں

رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں جن افراد نے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی ان میں اکثر آپ ﷺ کو جاننے والے اور رشتہ داروں میں تھے، آپ ﷺ کو اذیت دینے کا موقعہ ضائع نہ کرتے، اور منصوبہ بندی کے تحت بلا واسطہ اور بالواسطہ آپ کو تکلیف پہنچاتے، ان میں ایک نام آپ ﷺ کے چچا ابو لہب اور اس کی بیوی کا ہے، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ایک سورت نازل فرمائی۔

﴿تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾[143]

"ہاتھ ابو لہب کے برباد ہوں، اور وہ خود برباد ہو چکا ہے"۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے خاندان کو جمع کیا اور ان کو دعوت دی، ان کے جواب میں ابو لہب نے ان کی گستاخی کی اور کہا کہ آپ کے ہاتھ ٹوٹ جائیں، "کیا اس لئے جمع کیا تھا"۔ اس کی اس گستاخی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں میں چند اور بھی ہیں جن میں زیادہ مشہور، اخنس بن شریق، امیہ بن خلف، ابی بن خلف، ولید بن مغیرہ اور ابو جہل ہیں۔

---

[142]. عثمانی، محمد تقی، آسان ترجمہ قرآن، (مکتبہ معارف القرآن، 2009ء)، ج:2، ص:1090

[143]. سورۃ: اللھب 1:111

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دی کہ ہم آپ کا مذاق اڑانے والوں کے لئے کافی ہیں،

﴿إِنَّا كَفَيْنَاكَ ٱلْمُسْتَهْزِئِينَ﴾[144]

"یقین رکھو کہ ہم تمہاری طرف سے ان لوگوں سے نمٹنے کے لئے کافی ہیں جو (تمہارا) مذاق آڑاتے ہیں،"

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کا استہزاء کرنے والوں کے مقابلے میں رسول اللہ ﷺ کی کفالت فرمارہے ہیں کہ ہم ان کے لئے آپ کی طرف سے کافی ہیں، ہم خود ان سے نمٹ لیں گے، اور ایک مقام پر قرآن کریم میں آپ ﷺ کو ایذاء پہنچانے والوں کے لئے لعنت اور عذاب کی وعید ہے۔

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ ٱللَّهُ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِيناً﴾[145]

"جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ نے دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لئے ایسا عذاب تیار کرر کھا ہے جو ذلیل کرکے رکھ دی گا"۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذاء پہنچانے والے کے لئے عذاب کا ذکر ہے، اور اللہ اور رسول کو ایذاء زبانی ہی ہو سکتی ہے اور اس کی صورت ان کی بے ادبی اور شان میں نازیبہ کلمات ہیں جو ان کے شایانِ شان نہ ہوں، ان کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والے کے لئے دو سزاؤں کا ذکر ہے، ایک دنیا میں لعنت اور دوسرا آخرت میں ذلت آمیز عذاب۔

## توہینِ رسالت احادیث مبارکہ کی روشنی میں

انبیاء کی شان میں گستاخی کرنے والے کی سزا احادیث کی روشنی میں قتل ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

((مَن سَبَّ نبيًّا فاقتُلوه ومَن سَبَّ أصحابي فاجلِدوه))[146]

"جو کسی نبی کو گالی دے اس کو قتل کرو، جو میرے اصحاب کو گالی دے اس کو کوڑے لگاؤ"

---

[144]. سورۃ:الحجر 95:15

[145]. الاحزاب 57:33

[146]. ابن القیم، شمس الدین ابو عبد اللہ، أحکام أھل الذمہ، محقق: یوسف بن احمد، (رمادی، دمام، ط:1988)، ج:3، ص:1455

اس حدیث میں صریح الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے کہ جو کسی نبی کو گالی دیتا ہے تو اس کو قتل کیا جائے، اور جو صحابہ کرام کو گالی دے اس کو کوڑے لگائے جائیں، تمام تر اسلام کی بنیاد آپ ﷺ کی ذات اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم پر ہے، انہیں کے ذریعے قرآن و حدیث کا علم ہم تک پہنچا ہے ان کو برا کہنا اسلام کی بنیادوں پر کیچڑ اچھالنا ہے، اگر بنیاد کو برا بھلا کہ کر اس سے متعلق شکوک و شبہات پیدا کئے جائیں تو جو اسلام ہم تک پہنچا ہے اس میں ہی شکوک پیدا ہو جائیں گے لہذا اس عمل پر سخت سے سخت سزا کا فرمان ہے۔

## کعب بن اشرف یہودی کا قتل

سیرت میں مشہور واقعہ "کعب بن اشرف یہودی" کے قتل کا ہے، وہ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی فتح کی خبر سن کر بہت مغموم تھا، اور کہتا تھا کہ اگر یہ خبر صحیح ہے کہ مکہ کے بڑے بڑے سردار مارے گئے تو زمین کا بطن اس کے ظہر سے بہتر ہے، یعنی مر جانا جینے سے بہتر ہے۔ اس کے بعد وہ اشعار میں آپ ﷺ کے خلاف کفار کو ابھارتا اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخانہ اشعار کہتا تھا، آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ تم میں سے کون کعب بن اشرف کو قتل کرے گا اس نے اللہ اور اس کے رسول کو بہت ایذاء پہنچائی ہے، یہ سنتے ہی محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کے حکم پر اس کو جا کر قتل کر دیا۔

جس کا تفصیلی واقعہ کتبِ سیرت میں موجود ہے، سیرت ابن ہشام میں اس واقعہ سے متعلق خلاصہ یہ ہے کہ ابن اسحاق نے کہا کہ مجھ سے ثور بن زید نے عکرمہ سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنھما کی روایت بیان کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ بقیع الغرقد تک تشریف لے گئے، پھر انہیں بھیج دیا اور فرمایا "اللہ کے نام پر چلے جاؤ اے خدا ان کی اعانت فرما" اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے بیت الشرف تشریف لائے، وہ چاندنی رات تھی، ابو نائلہ نے اس کو آواز دی، وہ اپنے لحاف سے نکل پڑا اس کی عورت نے اس کا کنارہ پکڑ لیا اور کہا کہ تم جنگی آدمی ہو اور جنگی لوگ ایسے وقت نیچے نہیں اترا کرتے، اس نے کہا یہ ابو نائلہ ہے، اس کی عورت نے کہا بخدا مجھے اس کی آواز میں شرارت معلوم ہو رہی ہے، راوی نے کہا کہ کعب کہنے لگا جوان مرد تو وہ جو نیزہ بازی کے لیے بھی بلایا جائے تو قبول کرے۔ اس کے بعد وہ اترا اور تھوڑی دیر باتیں کرتے رہے، پھر وہ سب ٹہلتے ہوئے نکلے اور تھوڑی دیر تک چلتے رہے، پھر ابو نائلہ نے اس کے پٹھوں میں اپنا ہاتھ ڈالا اور کہا خوشبو ست مہکنے والی آج کی رات ست زیادہ کبھی کوئی رات میں نے نہیں دیکھی، پھر کچھ دیر

چلے اور دوبارہ ویسا ہی کیا یہاں تک کہ وہ مطمئن ہو گیا، پھر کچھ دیر چلے اور وہی کیا اور اس کے سر کے بال پکڑ لیے اور کہا دشمنِ خدا کو مارو ان سبھوں نے اس پر ضربیں لگائیں (مگر) ان کی تلواریں ایک دوسرے پر پڑنے لگیں اور کچھ کارگر نہ ہوئیں، محمد بن مسلمہ نے کہ جب میں نے دیکھا کہ ہماری تلواریں کارگر نہیں ہو رہی ہیں تو اس وقت مجھے اپنی چھڑی یاد آئی جو میری تلوار ہی میں تھی، میں نے اسے لیا اور اس کی ناف کے نیچے رکھ کر پوری قوت سے کام لیا، اور چھڑی ناف کے نیچے تک پہنچ گئی اور اس نے چیخ ماری اور وہ گر گیا، رات کے آخری حصہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تھے، ہم نے آپ کو سلام کیا تو آپ ﷺ ہمارے پاس باہر تشریف لائے، ہم نے آپ ﷺ کو دشمنِ خدا کے قتل کی خبر سنائی، اور آپ نے ہمارے ساتھی کے زخم پر لب (مبارک) لگا دیا اور وہ اور ہم سب اپنے اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ آئے اور جب صبح کی (تو دیکھا کہ) اس دشمنِ خدا پر ہمارے گذشتہ حملے کی وجہ سے یہود خوف زدہ ہیں، وہاں کے ہر ایک یہودی کو اپنی جان کا ڈر لگا ہوا تھا[147]۔

کعب بن اشرف کے قتل کے اسباب میں مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں،

"روایاتِ حدیث سے کعب بن اشرف کے قتل کے جو وجوہ اور اسباب معلوم ہو سکے ہیں وہ حسبِ ذیل ہیں

- نبی اکرم ﷺ کی شانِ اقدس مین دیدہ دہنی اور سب و شتم اور گستاخانہ کلمات کا زبان سے نکالنا۔
- آپ ﷺ کے ہجو میں اشعار کہنا۔
- غزلیات اور عشقیہ اشعار میں مسلمان عورتوں کا بطور تشبیب ذکر کرنا۔
- غدر اور نقص عہد۔
- لوگوں کو آپ ﷺ کے مقابلہ کے لئے ابھارنا اور اکسانا اور ان کے جنگ پر آمادہ کرنا۔
- دعوت کے بہانہ سے آپ کے قتل کی سازش کرنا۔
- دین اسلام پر طعن کرنا۔

[147]. ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک، مترجم: قطب الدین احمد، سیرت النبی، (لاہور، اسلامی کتب خانہ، حصہ دوم)، ص:438

لیکن قتل کا سب سے قوی سبب آپ ﷺ کی شان میں اقدس میں دردیدہ دہنی اور سب وشتم اور آپ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہنا ہے"[148]

ان اسباب کی تصریح سے یہ بات واضح ہے کہ کعب بن اشرف کے قتل کا دیگر اسباب کی ساتھ سب سے اہم سبب اس کا آپ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنا تھا۔ اس حوالے سے بہت سی جدید و قدیم کتب میں اہلِ علم کے اقوال اور فتاویٰ موجود ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مفصل کتاب "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" لکھی ہے۔

ان من سب النبي ﷺ مسلم كان او كافر فانه يجب قتله هذا مذهب عامة اهل العلم ، قال ابن المنذر: (أجمع عوام اهل العلم على أن حد من سب النبیﷺ القتل، وممن قاله مالک والليث و أحمد و اسحاق، وهو مذهب الشافعی)[149]

"یہ عام اہل علم کا مذہب ہے، ابن منذر نے فرمایا(عام اہل علم کا اجماع ہے کہ بیشک جس نے نبی ﷺ کو گالی دی اس کی حد قتل ہے، مالک، لیث، احمد اور اسحٰق نے یہ کہا، اور یہ شافعی کا مذہب ہے"

اہل علم حضرات کا قول منقول ہے کہ سب کے نزدیک ایسے بندے کی سزا قتل ہے جس نے آپ ﷺ کی شانِ میں گستاخی کی ہو اور آپ ﷺ کو برا بھلا کہا ہو۔ علامہ ابن تیمیہ نے ابن منذر کے نسبت سے اجماع ذکر فرمایا ہے کہ اس پر ائمہ کا اجماع ہو گیا ہے کہ گستاخِ رسول کی سزا قتل ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو دنیا اور آخرت میں سزا کی وعید سنائی ہے، فکری اور عقلی طور پر توہینِ رسالت کی انتہائی سزا موت ہی ہے، حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں، آپ ﷺ کا لایا ہوا دین مکمل اور اکمل ہے، اگر آپ ﷺ کی شان میں (نعوذ باللہ) گستاخی کی اجازت دی جائے اور اس کو انتہائی سنگین جرم قرار نہ دیا جائے تو جہاں آپ ﷺ کی زندگی متنازع بنے گی وہاں آپ ﷺ کا لایا ہوا دین کی روح بھی باقی نہیں رہے گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے عمومی طور پر تمام انبیاء کی عزت و احترام کو لازمی قرار دیا اور خصوصی طور پر آپ ﷺ کی عزت و احترام کو اسلام کا بنیادی حصہ قرار دیا۔

---

[148] . کاندھلوی، محمد ادریس، سیرتِ مصطفیٰ، (کراچی، ادارۃ المعارف، حصہ دوم)، ص:453

[149] . ابن تیمیہ، تقی الدین ابو العباس، الصارم المسلول علی شاتم الرسول، (الطبعہ الاولیٰ، المؤمن للتوزیع، س ن)، ج:2، ص:3

# فصل دوم

## مسیحی اقلیت اور سماجی مسائل

پاکستان کا وجود ایک اسلامی ریاست کی حیثیت سے دنیا کے نقشے میں ابھرا ہے، یہ بات تحریکِ پاکستان کے دوران ہر خاص و عام کی نظر میں واضح تھی کہ پاکستان کے حصول کا مقصد ایک ایسی ریاست کا وجود ہے جہاں اسلام زندہ ہو، جہاں قانون وعدالت، معیشت و معاشرت کا استوار اسلامی قانون میں ہو، اسی بنیاد پر غیر مسلم مسیحیوں نے تحریک پاکستان میں قائد اعظم کا ساتھ دیا، اب پاکستان میں مختلف اقلیتیں آباد ہیں، جن میں سب سے زیادہ تعداد مسیحی کمیونٹی کی ہے۔

پاکستان میں غیر مسلم مسیحی اقلیت پاکستانی سماج کا حصہ ہے، اور پاکستانی معاشرے میں مختلف شہبہ ہائے زندگی میں اپنا کردار ادا کر رہی ہے، مختلف حکومتی اور نجی اداروں میں اپنی خدمات سر انجام دے رہی ہے، اور پاکستان کے دفاہی اداروں سمیت رفاہی اداروں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہے، جن کی تفصیل اوپر گزر چکی۔

پاکستان میں دیگر اقلیتوں کی طرح مسیحی اقلیت کو بھی سماجی انصاف کا حق حاصل ہے اور اسلامی تعلیمات بھی جہاں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کی ضامن ہے وہاں اسلامی ملک میں رہنے والے غیر مسلم اقلیتوں کو بھی مکمل تحفظ فراہم کرتی ہے۔ بطور انسان اسلام کسی مسلم و کافر میں تفریق نہیں کرتا، اسلام کی دی ہوئی اخلاقی تعلیمات مسلمان اور کافر کے لئے یکساں ہیں۔ اسلامی معاشرے میں غیر مسلموں کی جان و مال کی بھی وہی اہمیت و قیمت ہوتی ہے جو کسی بھی مسلم شہری کی ہے۔

اس فصل میں اقلیتوں کو درپیش سماجی مسائل کو زیر بحث لایا جائے گا، اقلیتوں کی جانب سے یہ آواز اٹھائی جاتی ہے کہ ان کے خلاف توہینِ رسالت کے قانون کا غلط استعمال کیا جاتا ہے، اور ذاتی دشمنی کی بنیاد الزامات لگائے جاتے ہیں، اور اس الزام کو ثابت کرنے کے لئے عدالت میں پیش نہیں کیا جاتا، بلکہ ماورائے عدالت قتل کر دیا جاتا ہے۔

# مسیحی اقلیت کو درپیش سماجی مسائل

مسیحی کمیونٹی پاکستان میں مختلف شہروں اور دیہاتوں میں آباد ہے، پیشہ اور روزگار کے لیے بہت سے مسیحی لوگوں نے اپنے شہروں کو بھی چھوڑا ہوا ہے، ان کا معاشرے میں دوسرے شہریوں سے روزانہ کا آمنا سامنا ہے، سماج میں رہتے ہوئے ان کو سماج کے ناگوار رویوں کا سامنا ہے، اس فصل میں مسیحی کمیونٹی کے چند سماجی مسائل کا ذکر کیا جارہا ہے۔

## 1۔ پاکستانی مسیحی اقلیت اور توہینِ رسالت

پاکستان میں مسلمانوں کے ساتھ دیگر مذاہب کے افراد پاکستانی معاشرے کا حصہ ہیں، پاکستانی معاشرے کی بنیاد اسلام کی تعلیمات پر ہیں، اسلامی تعلیمات کا تقاضہ یہ ہے کہ اسلامی معاشرے میں ہر فرد ذاتی نوعیت میں آزاد ہے خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہے، اس کو بنیادی انسانی حقوق حاصل ہیں، اسلامی ریاست کے ماتحت اس کو مذہبی، معاشی اور معاشرتی آزادی حاصل ہے، لہذا پاکستان کی مسیحی برادری بھی دیگر برادریوں کی طرح پاکستانی معاشرے کا حصہ ہیں۔

پاکستانی مسیحی کمیونٹی کو معاشرے میں امتیازی سلوک کا سامنا ہے، ان کا کہنا ہے کہ ان کو ذاتی دشمنی کی بنیاد پر قانون توہینِ رسالت کا سہارا لیا جاتا ہے، ہماری عمومی گفتگو اور اظہار رائے کو توڑ مروڑ کر من گھڑت معانی نکالے جاتے ہیں، اور خود سے اس کی تشریح کر کے ہم پر توہینِ رسالت کا الزام لگایا جاتا ہے۔

## پاکستانی قانون برائے توہینِ رسالت (295سی)

کوئی بھی مذہب اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ اس کے مشاہیر یا انبیاء کرام کی شان میں ایسے الفاظ بولے جائیں جن سے اس مذہب کے ماننے والوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوں، لہذا پاکستان میں توہینِ رسالت کا قانون موجود ہے، اور وہ تعزیرات[150] پاکستان کے مسودات میں آئینی شق نمبر 295-c کے تحت موجود ہے، اور اس میں توہین کے تمام پہلوؤں تقریری یا تحریری وغیرہ کو مفصل بیان کر کے بیانیہ کو خوب واضح کر دیا ہے۔

[150]. اسلامی قانون میں، تعزیر سے مراد وہ سزائیں ہیں جو من جانب الشارع مقرر نہیں ہوتیں بلکہ حاکم وقت یا قاضی کی صوابدید پر موقوف ہوتی ہے۔(آسان فقہی اصطلاحات، سید حکیم شاہ، مترجم: عبارالرحمٰن، اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی، س۔ن، ص85)

"دفعہ c-295 کے تحت کوئی الفاظ خواہ منہ سے بولے جائیں یا لکھے جائیں یا نظر آنے والے نمونوں سے یا کسی اتہام، چالاکی یا کنایہ سے، بلا واسطہ یا بلاواسطہ مقدس پیغمبر ﷺ کے متبرک نام کی بے حرمتی کرے تو اسے سزائے موت یا عمر قید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا مستوجب ہو گا"[151]

تعزیرات پاکستان کی بیان کردہ شق کی رو سے پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف کوئی جملے استعمال کرنا، خواہ الفاظ میں ، خواہ بول کر، خواہ تحریری، خواہ ظاہری شباہت، کنایت یا ان کے بارے میں براہ راست یا بالواسطہ ایسی بات کرنا جس سے ان کے بارے میں بُرا تاثر ہو یا ان کے بارے میں شکوک وشبہات وتضحیک پیدا ہو، قانوناً جرم ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والے کی سزا عمر قید یا موت اور ساتھ میں جرمانہ بھی ہو گا۔

پاکستان میں موجود توہینِ رسالت کا یہ قانون دیگر قوانین کی طرح قرآن وحدیث کی تعلیمات کے مطابق ہے، قرآن وحدیث کی رو سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں جان کر گستاخی کرنے والا سزا موت کا مستحق ہے۔ سارے عالم اسلام کی وحدت کا راستہ قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے، لہذا اسلام دشمن طاقتیں ان دونوں بنیادوں کو متنازع بنانے کی کوشش کر رہی ہیں، اسی لئے دنیا بھر میں وقتاً فوقتاً قرآن ورسول کی توہین کے واقعات پیش آتے ہیں۔

پاکستان میں غیر مسلم اقلیتیں اس حوالے سے معاشرتی رویے کی شکایت کرتی ہیں کہ ہم اظہارِ رائے کرتے ہیں تو سامعین از خود اس کا مفہوم نکال کر ہم پر توہین رسالت کا الزام لگاتے ہیں، جبکہ اسلام میں اظہار رائے کی اجازت ہے۔اس حوالے سے دوطرفہ ناانصافی کا امکان ہے، کہ غیر مسلم حد میں رہ کر اظہار رائے کریں لیکن مقابل اپنے ذہن کے مطابق مفہوم نکالے اور دوسری یہ کہ غیر مسلم اظہار رائے کی آڑ میں ناانصافی کرے اور حد سے تجاوز کرے۔

## اسلام اور آزادی اظہارِ رائے

اسلام میں آزادی اظہارِ رائے کی گنجائش ہے، لیکن اس کی حد بندی کی گئی ہے، ایسی رائے کے اظہار کی اجازت ہے جو افراط وتفریط سے پاک ہو، ایسا بھی نہیں کہ اظہار رائے کی سرے سے اجازت نہ ہو، اور نہ ہی اظہارِ رائے کی آڑ میں شتر بے مہار بن جائے۔ اسلام دین فطرت ہے، انسان کی فطری تقاضوں کو حکمت وتوازن سے پورا کرتا ہے، اور اظہارِ

[151]. قانون وانصاف کمیشن، حکومت پاکستان، (سپریم کورٹ بلڈنگ، اسلام آباد، س-ن)، ج:3، ص:60

رائے بھی اسلام کے فطری نظام کا بہترین حصہ ہے۔ اس لئے آزادی اظہارِ رائے کو بھی اسلام نے عقلی و شرعی حدود و قیود کا پابند بنایا ہے۔

قرآن کریم کی واضح آیات اور احادیث مبارکہ میں بیان کردہ واضح قواعد و ضوابط میں تغیر و تبدیل کرنے کے لئے اظہارِ رائے کی اجازت نہیں ہے۔

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلاَ مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْراً أَن يَكُونَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾[152]

"اور جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کسی بات کا حتمی فیصلہ کر دیں تو نہ کسی مؤمن مرد کے لئے یہ گنجائش ہے، نہ کسی مؤمن عورت کے لئے کہ ان کو اپنے معاملے میں کوئی اختیار باقی رہے"

اس سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے واضح فرمان میں کسی مرد و عورت کو اظہارِ رائے کی گنجائش نہیں ہے، اسلام نے اظہارِ رائے جیسے بنیادی حق کو سرے سے ختم نہیں کیا بلکہ حد بندی کی ہے، چونکہ انسان ہر وقت کسی نہ کسی حالات و مسائل سے دوچار ہو رہا ہوتا ہے، ان کے بہتر حل و نجات کے لئے ذہن میں خیالات آ رہے ہوتے ہیں، انہیں خیالات کا حدود میں رہتے ہوئے اظہار کرنا ہر انسان کا حق ہے۔ اظہار حق کے لئے ہر انسان کا فرض ہے کہ وہ اظہارِ رائے کرے اور اظہار رائے سے اجتناب کر کے کتمانِ حق کا مرتکب نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ پر خطر اور نازک لمحات کے باوصف اظہارِ حق کے موقع پر کبھی کمزوری نہ دکھاتے تھے، کفار مکہ نے جب آپ ﷺ کے چچا ابو طالب سے آپ ﷺ کی شکایت کی تو انہوں نے آپ ﷺ کو بلا کر فرمایا:

اے میرے بھتیجے! تیری قوم میرے پاس آئی ہے اور یہ لوگ اس اس طرح کہہ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس موقعہ پر ہمت اور عزم کے ساتھ بغیر کسی خوف کے اپنی رائے کا اظہار کیا، اور فرمایا:

(( يا عمّاهُ، واللهِ لَو وَضعوا الشَّمسَ في يميني والقمرَ في شمالي على أن أتركَ هذا الأمرَ حتّى يُظهرَه اللهُ أو أهلِكَ فيه ما تركتُه))[153]

---

[152]. الاحزاب 36:33

[153]. الحمیری، عبد الملک بن ہشام، سیرۃ ابن ہشام، (مکتبہ ومطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی و آولادہ مصر، ط:2، 1375ھ)، ج:1، ص:266۔

"اے چچا! اللہ کی قسم! یہ لوگ اگر میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند لا کر بھی رکھ دیں تب بھی دعوت کے کام کو نہیں چھوڑوں گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کلمے کو غالب کر دے یا میں اس راہ میں مارا جاؤں"

اس سے معلوم ہوا کہ جہاں اظہارِ رائے کا موقعہ ہو، وہاں اظہارِ رائے کرنے کی گنجائش ہے، جن امور میں اظہارِ رائے کی گنجائش نہیں، یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے سامنے، ان میں اظہار نہیں کیا جا سکتا، اس کے علاوہ عام امور میں اظہارِ رائے کیا جا سکتی ہے۔

اللہ تعالی نے انسان کو بلا کسی تشدد اور ظلم وزیادتی کے اپنے حقوق کی حصول یابی اور اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے تصرف کی جو قدرت عطا کی ہے، اس کو آزادی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسلام کی نظر میں مطلق آزادی کو اہمیت ہے، اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ خود اسلامی عقیدے کے اختیار میں بھی آزادی ہے، انسان کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا۔

قرآن کریم کا فرمان ہے:

﴿إِنَّا هَدَيْنَاهُ ٱلسَّبِيلَ إِمَّا شَاكِراً وَإِمَّا كَفُوراً﴾[154]

"ہم نے اس کو راہ سجھا دی، چاہے وہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنے والا"

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دے دیا کہ وہ جس راستے کو چاہے اپنے لیے منتخب کرے۔ جو راستہ بھی وہ اختیار کرے گا، اس کا ذمہ دار وہ خود ہو گا۔ چونکہ اسلام دین فطرت ہے وہ انسان کی فطری تقاضوں کو نظر انداز نہیں کرتا، انسان کے فطری تقاضوں کو پورا کرنے کا ایسا بہترین راستہ بتاتا ہے جو افراط و تفریط کی روش سے پاک ہوتا ہے، انسان کو آزادی کے نام پر ایسی بے مہار آزادی نہیں دیتا کہ انسان معاشرے میں انتشار و بدامنی کرتا پھرے، اور ایسی پابندی بھی عائد نہیں کرتا کہ جبر و اکراہ کی کیفیت ہو۔

## توہینِ رسالت اور مغربی رویہ

مغربی دنیا میں مشاہیر اسلام کی توہین کا رویہ عام ہو گیا ہے، آئے دن اسلام کے مختلف احکامات کا مذاق بنایا جاتا ہے، مسلمانوں کے مابین تفرقہ بازی کی بنیادیں ڈالنا اور عام لوگوں کے ذہنوں میں شکوک و شبہات کے بیج بونے میں مغربی

---

[154]. الدھر 03:76

مستشرقین[155] (Orientalist) بینادی کردار ادا کر رہے ہیں، اور مکالمہ اور آزادی رائے کی بنیاد پر مغربی دنیا توہینِ رسالت کرنے والے کی پشت پناہی کرتی ہے۔ جس کے سبب اسلامی دنیا میں اشتعال پیدا ہوتا ہے، اور ان کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے، لہذا عالمی سطح پر اس حوالے سے بات ہونی چاہیے۔

”توہین رسالت و مذہب کے مجرموں کا تحفظ، مغربی دنیا میں سیاسی پناہ اور خصوصی پروٹوکول عوامی جذبات میں اشتعال پیدا کرنے کا ایک اہم سبب ہے جس کی طرف حکومتوں کو مناسب توجہ دینی چاہیے جو کہ پوری دنیا میں بقائے امن کے لئے ضروری ہے، توہین رسالت کے حوالے سے مغربی رویے نہ صرف باہمی منافرت اور تعصب میں اضافہ کر رہے ہیں بلکہ یہ زہر ہمیں تہذیبوں کے تصادم کی طرف بھی لے جا رہے ہیں، ایک طرف ڈائیلاگ اور مکالمہ کی بات اور دوسری طرف آزادی اظہار کے عنوان سے توہین کی کھلی اجازت اور ایسے اشخاص کی حوصلہ افزائی وہ منافقانہ رویہ ہے جو اصلاح طلب ہے"[156]

دراصل وجہ یہی ہے کہ غیر مسلم طاقتیں اسلام و مسلمان کو نقصان پہنچانے کے لئے ایک ہو گئے ہیں، اور اسلام کی تعلیمات بھی یہی ہیں کہ تمام غیر مسلم اسلام کے خلاف ایک ہیں، اور پچھلے چند دہائیوں سے توہین رسالت سے متعلق افسوس ناک واقعات سامنے آرہے ہیں، اس سے متعلق مغربی رویہ باہمی منافرت اور تعصب کو ہوا دے رہا ہے، ایک طرف ڈائیلاگ اور مکالمہ کی بات کرتے ہیں، اور دوسری طرف توہین رسالت کے مجرم کو پناہ بھی دیتے ہیں۔

## توہینِ رسالت اور سماجی ناانصافی

گستاخ رسول ﷺ کے مصداق کے لئے مسلمان یا اسلامی مملکت کا باشندہ ہونا لازمی نہیں بلکہ ہر وہ انسان جو مسلمان ہو یا نہیں، چاہے اسلامی مملکت کا باشندہ ہو یا غیر اسلامی ملک کا رہنے والا ہو ہر حال میں گستاخی کے مرتکب ہونے پر توہین رسالت کی سزا کا مستحق قرار پائے گا، تمام شرائط کے ساتھ گستاخی کے ثبوت حاصل ہو جائے تو گستاخ رسول مستوجب قتل قرار پائے گا، البتہ کسی شخص کا دوسرے شخص یا کسی دوسرے گروہ پر گستاخ رسول ہونے کا الزام لگانے سے

---

155. وہ غیر مسلم دانشور جو چاہے مشرق سے تعلق رکھتے ہوں یا مغرب سے کہ ان کا مقصد مسلمانوں کے علوم و فنون حاصل کر کے ان پر قبضہ کرنا اور اسلام پر اعتراضات کرنا ہے۔ (اسلام اور مستشرقین، سلمان شمسی ندوی، ادارہ اسلامیات، انارکلی لاہور، 1982ء، ص 11)

156. ہاشمی، سید از کیا، توہین مذہب ورسالت اور سماجی رویے، اسلامی تناظر میں، راحۃ القلوب، ج 1، شمارہ 1، جنوری-جون 2017۔

گستاخ رسول ثابت نہیں ہو گا، بلکہ شواہد کی مطلوبہ معیار کا ہونا بھی لازمی ہے، اور اس کے بعد بھی سزا کے نافذ کرنے کا حق بھی صرف حکومت کو ہو گا۔

پاکستان میں توہین رسالت کا قانون موجود ہے، اس قانون کی موجودگی میں کسی فرد یا گروہ کو اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ توہین رسالت کے ملزم کو از خود سزائے موت دیدے، اگر فرد یا گروہ از خود ہی سزا دینے اور انصاف قائم کرنے کھڑا ہو جائے تو ریاست و حکومت، عدالت و قانون ایک بے معنی شئے رہ جائے گی، لہذا قانون کی موجودگی میں سوائے عدالت و حکومت کے کسی کو از خود قدم اٹھانے کی اجازت نہیں۔

پاکستان میں عیسائی کمیونٹی کو یہ مسئلہ درپیش ہے کہ ان کو بعض اوقات ذاتی نوعیت کی دشمنی کی بنا پر توہین رسالت کا الزام لگا کر ماورائے عدالت از خود ہی ان کو موت کی گھاٹ اتار دیا جاتا ہے، اور اس وجہ سے وہ خوف زدہ رہتے ہیں جبکہ یہ عمل قانون کی خلاف ورزی ہے، کیونکہ پاکستان میں توہین رسالت کا قانون موجود ہے، اور اگر ماورائے مقتول نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا تھا تو وہ حکومت کا مجرم تھا اس کو حکومت کے حوالہ کیا جانا چاہیے تھا، ہر جرم چاہے بڑا ہو یا چھوٹا کی سزا کا حق صرف حکومت کو ہے۔

## حکومت کی ذمہ داری

پاکستان میں قانون موجود ہے، قانون کا ٹھیک ٹھیک استعمال کرنا اور کروانا حکومت کی ذمہ داری ہے، یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ قانون توہین رسالت کی آڑ میں شر پسند عناصر اس کا غلط استعمال کر رہے ہیں، دنیا میں کوئی ایسی چیز، عہدہ اور نہ ہی کوئی قانون ایسا ہے جس کا غلط استعمال نہ ہوتا ہو، اب یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ان کو لگام دے اور قانون کے غلط استعمال کی روک تھام کرے، اس کے لئے ضروری ہے کہ جس سے متعلق قانون کی نظر میں تمام تر شواہد کی موجودگی میں یہ ثابت ہو جائے کہ ملزم نے یہ جرم کیا ہے تو اس پر بنا کسی بیرون طاقتوں کے خوف کے حد قائم کرے، تاکہ قانون محفوظ ہو اور اس جرم کی کمی ہو اور مذہبی اشتعال پیدا نہ ہو۔

## 2۔ مسلم اکثریتی علاقوں میں رہائش کی دشواری

اسلام کی تعلیمات اسلامی ریاست میں رہنے والے غیر مسلم اقلیتوں کو اس بات کی پوری پوری اجازت دیتی ہے کہ وہ اپنے مکان بنا سکتے ہیں اور سکونت اختیار کر سکتے ہیں، ان کو ان کی رہائش گاہ سے دربدر کرنے کی اجارت نہیں ہے جب

تک وہ ریاست کے حدود پر قائم ہیں، اسلام نے ماسوائے حرم کے غیر مسلم کو اسلامی ریاست میں بطورِ ذمی کہ رہنے کی مکمل آزادی ہے۔

"اسلامی ریاست میں سوائے حرم[157] کے وہ جہاں چاہیں سکونت اختیار کرسکتے ہیں اور اسی طرح ترکِ سکونت کا بھی انہیں اختیار حاصل ہے، حرم سے مراد مکہ مکرمہ ہے اور اس میں مشرک کے داخلہ پر پابندی نص سے ثابت ہے، اس لئے وہ وہاں نہ رہ سکیں گے"[158]

اسلامی ریاست میں ذمی حرم کے سوا ہر جگہ سکونت اختیار کرسکتے ہیں، لہذا ان کو ان کی رہائش گاہوں سے نکالنا بغیر کسی شرعی وجہ کہ جائز نہیں، پاکستان میں اقلیتوں اور خاص کر مسیحی کمیونٹی کا کہنا ہے کہ ان کو اپنے گھروں اور علاقوں سے نقل مکانی پر مجبور کیا گیا، جن کے باعث ان کو کافی مشکلات کا سامنا ہے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق اقلیتوں کو بنیادی ضرورتین فراہم کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے، اور اگر کسی حکمت کے تحت حکومت غیر مسلم اقلیتوں کے حوالے سے منتقلی کا فیصلہ کرتی ہے تو حکومت کی ذمہ داری ہے کہ کسی اور مناسب مقام پر اان کی رہائش کا بندوبست کے۔

## غیر سرکاری تنظیم کی رپورٹ

اسلام آباد کی ایک بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیم (ڈویلپمنٹ آلٹرنیٹو انٹرنیشنل) کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان سے اقلیتی برادری کی ایک شرح نقل مکانی کا شکار ہے، تنظیم کے دو اہلکار صفیہ آفتاب اور عارف تاج نے تحقیق کر کے یہ رپورٹ تیار کی۔ یہ رپورٹ ان برادریوں کے رہنماؤں، میڈیا کی رپورٹس اور مختلف علاقوں میں متاثرہ افراد سے انٹرویو کی بنیاد پر تیار کی ہے۔ نقل مکانی کرنے والوں کی قابلِ اعتماد اعداد وشمار دستیاب نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے نقل مکانی کی وجوہات کے بارے میں مکمل معلومات ہیں۔

"رپورٹ کا کہنا ہے کہ سب سے واضع اعداد وشمار ہندو برادری سے ہیں۔ تقریباً پانچ ہزار ہندو ہر سال بھارت جارہے ہیں جبکہ سکھ برادری کے مطابق، 128 سکھ خاندان گذشتہ کچھ سال میں ہمسایہ ملک

---

[157] مکہ معظمہ، اور مدینہ منورہ۔ (فیروز اللغات، ص567)

[158]. قادری، محمد طاہر، "**اسلام میں اقلیتوں کے حقوق**"، تحقیق وتدوین، طاہر حمید تنولی، (منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، س ن)، 2006ء، ص:36

گئے ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اقوامِ متحدہ کے ادارہ برائے مہاجرین کے مطابق، 2012 اور 2014 کے درمیان پاکستان سے سری لنکا جانے والے احمدی اور مسیحی افراد کی تعداد میں 13 سو فیصد اضافہ ہوا ہے"[159]۔

پاکستان میں زیادہ تر اقلیتیں کچی بستیوں میں قیام پزیر ہیں، جس میں ان کو ضروریات زندگی کے لئے کافی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، اور اقلیتوں میں مسیحی کمیونٹی زیادہ تر پنجاب کے دیہی علاقوں یا شہروں میں کچی بستیوں میں رہتی ہے، مسیحی اقلیت کو سماج میں ناانصافی کی شکایت ہے کہ ان کو ایک عام شہری کے مکمل حقوق نہیں دیے جاتے اور ان کو ان کے گھروں سے بھی دربدر کیا جاتا ہے جس سے متعلقہ رپورٹ کے مطابق ملک بھر میں ایسے واقعات مختلف علاقوں میں پیش آئے۔

> ان واقعات کی مذمت کے لئے مسیحی اقلیت وقتاً فوقتاً احتجاج بھی کرتے رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل پنجاب کے دار لحکومت لاہور میں تنظیم رواداری تحریک کے کارکنان نے پنجاب اسمبلی کے سامنے احتجاج کیا، اس احتجاج میں وہ ان مسیحی افراد اور گھرانواں کے لئے آواز اٹھا رہے تھے جن کو پچھلے کچھ عرصے میں اپنے گھروں سے دربدر کیا گیا یا ان کو خوف زدہ کیا گیا۔ تنظیم رواداری تحریک کے چیئر مین سیمسن سلامت نے اس احتجاج میں پنجاب حکومت سے اقلیتوں کے لئے تحفظ کا مطالبہ کیا، تاہم متاثرہ افراد سے بات کرنے پر معلوم ہوا کہ ان پر گزرنے والے حالیہ مشکل وقت میں کوئی خاطر خواہ بہتری نہیں آئی۔[160]

اقلیتیں ملک کا حصہ ہیں، اگرچہ ان کی تعداد اکثریت کے مقابلے میں بہت کم ہے لیکن ان کے بنیادی جان ومال کا تحفظ ان کا حق ہے، ان کو جان ومال کا تحفظ فراہم کرنا ہر پاکستانی کی بحیثیت ہم وطن ہونے کے ذمہ داری بنتی ہے، جو پاکستانی غیر مسلم اقلیت کا حصہ ہیں ان کو بھی بے خوف اپنے ملک میں رہنے کا حق حاصل ہے۔ ان کو خوف زدہ کرنا اور ان کو بے گھر کرنا انتہائی ناانصافی ہے، اس حوالے سے اقلیتیں جو احتجاج کرتی ہیں حکومت کو ان کے مطالبات پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔

---

159. عنبر شمسی، حسن کاظمی، **پاکستان سے اقلیتی برادری کی نقل مکانی**، بی بی سی اردو، 29 اپریل، 2015۔
https://www.bbc.com/urdu/pakistan/2015/04/150429_pak_minority_migration_report_zz Accessed 9-9-20

160. ننگیانہ، عمر دراز، **پاکستان میں مسیحی برادری خوف زدہ کیوں؟**، بی بی سی اردو ڈاٹ کام، لاہور، 22، مارچ 2018
https://www.bbc.com/urdu/pakistan-43470169Accessed 3-5-21

## اپنے علاقے سے محبت

انسان کے اندر محبت و انسیت کا مادہ پایا جاتا ہے، انسان اپنے سے متعلقہ ذی روح اور غیر ذی روح اشیاء سے مانوس ہو جاتا ہے، انسان کو زندگی میں کئی بار ایسی صورت حال کا سامنا کرنا ہوتا ہے جس میں اسے دو کر آمد اشیاء کے درمیان جس میں ایک نئی ہو اور ایک سے اسے انسیت ہو کے درمیاں ایک کو حاصل کرنے کا اختیار ہو تو انسان اسی کو اختیار کرتا ہے جس سے اسے انسیت ہے، اور یہ انسیت کا پایا جانا ذی روح کے ساتھ خاص نہیں، گھر بار، علاقہ، شہر اور ملک سے تو بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لئے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے وقت رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مکہ سے اظہار عقیدت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

(( عن عبدالله بن عدي بن الحمراءرأيْتُ رسولَ اللهِ ﷺ واقِفًا على الحَزْوَرَةِ فقال واللهِ إِنَّكِ لَخَيْرُ أرضِ اللهِ وأحبُّ أرضِ اللهِ إلى اللهِ ولَوْلا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ ما خرجْتُ)) [161].

"ایک بلند مقام پر کھڑے ہوئے اور فرمایا، اللہ کی قسم! (اے مکہ) تو کائنات کی بہترین اور اللہ کی محبوب ترین زمین ہے، اگر مجھے یہاں سے نکلنے پر مجبور نہ کیا جاتا تو میں یہاں سے کبھی نہ جاتا"

اپنا شہر، علاقہ اور گھر کے ساتھ تعلق ایک حقیقت ہے، اس کو کسی مجبوری میں خیر آباد کہنا واقعتاً بہت مشکل کام ہے۔ اسی لئے جنہوں نے ہجرت کی ہے ان سے اس کی حقیقت اور کٹھن گھڑیوں کی داستان سنی جا سکتی ہے جس سے ان کی کیفیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

## 3۔ سماجی رویوں میں امتیازی برتاؤ

پاکستانی مسیحی اقلیت کو سماج میں امتیازی برتاؤ کا سامنا ہوتا ہے جیسے بعض اوقات اپنی ذات کے بارے میں برے القاب سننے پڑتے ہیں، بعض مسیحی افراد نے بتایا کہ ان کو لوگ "چوڑا" کہہ دیتے ہیں، اور کسی عیسائی کو بہتر حالت میں دیکھ کر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تمہارا کام تو صفائی کرنا ہے، اور اکثر مسیحی لوگوں نے بتایا کہ سماج میں یہ کہ کر ان کے برتن علیحدہ کئے جاتے ہیں کہ تم عیسائی ہو تمہارے برتن علیحدہ ہونگے۔ ہوٹلوں میں اگر پتہ چل جائے تو اردگرد کے لوگ محسوس کرتے ہیں، اور ہوٹلوں والوں کو برتن علیحدہ کرنے کا کہتے ہیں، بجلی کا کام کرنے والے سے ذاتی تجربہ ہوا کہ کام کے بعد اس

---

161. الترمذي، ابو عیسیٰ محمد، الجامع الکبیر، حسن غریب صحیح، باب فی فضل مکہ، (دار العرب الاسلامی، بیروت، 1996ء)، ص 207، الرقم: 3925

کو گھر کے اچھے برتن میں چائے اور پانی پیش کیا تو اس نے اخلاق کی بہت تعریف کی اور بتایا کہ لوگ ہمیں الگ برتنوں میں کھانا دیتے ہیں، یوحنا آباد کے سروے میں اکثر لوگوں نے برتن کی علیحدگی سے متعلق بتایا۔

اسی طرح یونیورسٹی آف لنڈن کے ایک تحقیقی مقالے میں پاکستان میں غیر مسلموں کے ساتھ سماج میں امتیازی سلوک کو ذکر کیا ہے،

> "One of the forms of discrimination most clearly linked to Chuhra origins in that related to food and the refusal of some Muslims to eat and drink with Christian or share utensils with them. This is a consequence of the brlief that the impurity of the Chuhras will be passed on by physical contact with them. A young Christian journalist found that a female Muslim typist would not eat with her for this reason. An elderly Chriatian man who staffed the press lounge at the National Assembly was banned by the National Assembly canteen staff from touching any canteen utensils o even carrying a tray. A Christian student of science at the Islamia College in Karachi was forbidden by his fellow students to drink from the tap. Five Christian schoolgirls from St Mary's School Gujrat, who were taking a Home Economics practical examination on Febuary 1997, found that the Muslim examiner would not test or mark the food they had cooked[162].

"امتیازی سلوک کی ایک شکل جو واضح طور پر چوہرا کی اصل سے جڑی ہوئی ہے جو کھانے اور کچھ مسلمانوں کے عیسائیوں کے ساتھ کھانے پینے سے انکار یا ان کے ساتھ برتن بانٹنے سے متعلق ہے۔ یہ اس فہم کا نتیجہ ہے کہ اس کی ناپاکی ان کے ساتھ جسمانی رابطے سے منتقل ہو جائے گی۔ ایک نوجوان عیسائی صحافی نے پایا کہ ایک خاتون مسلم ٹائپسٹ اس وجہ سے اس کے ساتھ کھانا نہیں کھائے گی۔ قومی اسمبلی کے پریس لاؤنج میں عملے کے ایک بزرگ شخص کو قومی اسمبلی کینٹین کے عملے نے کسی بھی کینٹین کے برتن کو چھونے سے روک دیا حتیٰ کہ ایک ٹرے بھی ساتھ لے جانے پر پابندی لگا دی۔ کراچی کے اسلامیہ کالج میں سائنس کے ایک عیسائی طالب علم کو اس کے ساتھی طلباء نے نل سے پانی پینے سے منع کر دیا۔ سینٹ میری سکول گجرات کی پانچ عیسائی طالبات، جو فروری 1997ء میں ہوم اکنامکس کا عملی امتحان دے رہی تھیں، نے محسوس کیا کہ مسلمان ممتحن ان کے بنائے ہوئے کھانے کو نہیں چھک رہا، اور چیک بھی نہیں کر رہا"

---

162. Patrick Sookhdeo, "The Impact of Islamization on the Christian Community in Pakistan, School of Oriental an African Studies", university of London 1999, p. 190.

## غیر مسلم کے برتن کا حکم

برتن کے پاک یا ناپاک ہونے کا حکم اس برتن میں کھانے والے چیز سے متعلق ہوتا ہے، اگر کسی برتن میں کوئی ایسی چیز ڈالی جائے جو نذاتِ خود ناپاک ہے، جیسے شراب یا سور کا گوشت وغیرہ تو برتن ناپاک ہو جائے گا، اور جب تک اس کو شرعی اصول کے مطابق پاک نہ کیا جائے تو وہ پاک نہیں ہوتا، اسی طرح اگر کوئی غیر مسلم کسی برتن کو استعمال کرتا ہے، اگر پاک چیز کے ذریعے استعمال کیا جائے تو وہ برتن پاک رہے گا اور اس کا استعمال بالکل جائز ہوگا، اور اگر کوئی غیر مسلم اس برتن میں شراب یا سور کا گوشت کھائے تو برتن ناپاک ہاجائے گا، اور اس کو پاک کرنا لازمی ہو گا۔

"اگر کوئی ناپاک چیز مثلاً شراب یا خنزیر یا کوئی اور حرام چیز اس برتن میں نہ کھائی ہو تو اس برتن کو استعمال کر سکتے ہیں، اور اگر کوئی ناپاک یا حرام چیز استعمال کی ہو تو جب تک برتن کو دھو کر پاک نہ کر لیا جائے اس وقت تک اس برتن کا استعمال ممنوع ہے"[163]

سابق میں گزری تفصیلات کے مطابق اقلیتوں کی بڑی تعداد نے قیام پاکستان کے لئے قربانی دی، استحکام پاکستان کے لئے پاک فضائیہ سمیت دیگر فورسس میں خدمات سرانجام دیں۔ پاکستان میں موجود اقلیتیں بھی پاکستان کا حصہ ہیں، لہذا بنیادی انسانی حقوق کا ملنا ان کا حق ہے۔ سماجی رویوں کے حوالے سے اقلیتوں کا کہنا ہے کہ ان کو سماجی انصاف میسر نہیں، سماج میں ان کو تعلیم کی فروانی اور نوکریوں کے حصول میں امتیازی سلوک کا سامنا ہے۔

---

163. دار الافتاء، جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، کراچی،

https://www.banuri.edu.pk/darulifta.Accessed 8-7-21

# مسیحی اقلیت کو درپیش معاشی مسائل

اسلام عالمی دین ہے، انسانوں کے فطری تقاضوں کے عین موافق ہے، انسان کھانے پینے، رہنے سہنے اور معاشرت کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کمائی کا انتظام کرتا ہے، جس کی اسلام پوری اجارت دیتا ہے لیکن اس میں اصلاحِ معاشرہ کو مدِ نظر رکھتا ہے، کہ کمائی کے راستے بھی وہ اختیار کئے جائیں جو جائز ہوں جن میں کسی دوسرے کے ساتھ ظلم وزیادتی نہ ہو، ملازمت و تجارت میں مکمل سچائی اور ایمانداری کے ساتھ ذمہ داری پوری کی جائے۔ اس کے ساتھ خرچ کرنے کے راستوں میں چوکیدار بیٹھایا کہ حلال مال جو جائز راستوں سے کمایاہے اس کو جہاں خرچ کیا جائے وہ بھی ایسے مقامات ہوں جن کی شریعت اجازت دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کے خالق ورازق ہیں، ہر جاندار کی روزی کا انتظام اللہ تعالیٰ نے کر رکھاہے، لیکن محنت و سبب کا اختیار کرنا اللہ نے انسان کے اختیار میں دیاہے، اور اس کے ذمے لگایاہے، اسی قانون قدرت کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہر مخلوق اپنی جبلت واختیار کے موافق معاش کی کوشش کرتی ہے، سورج نکلتے ہی اللہ تعالیٰ کی مخلوق اپنے ٹھکانوں کو چھوڑ کو رزق کی تلاش میں نکل جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتاہے:

﴿وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِى ٱلْأَرْضِ إِلاَّ عَلَى ٱللَّهِ رِزْقُهَا﴾[164]

"اور زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے نہ لے رکھاہو"

﴿وَأَن لَّيْسَ لِلإِنسَانِ إِلاَّ مَا سَعَىٰ﴾[165]

"اور یہ کہ انسان کو خود اپنی کوشش کے سوا کسی اور چیز کا حق نہیں پہنچتا"

انسان تمام مخلوقات میں اشرف ہے، اس کو اختیار ہے کہ رزق کے حصول کے لئے مختلف اسباب کو اختیار کر سکتا ہے، ایسا بھی جو مزاج کے موافق ہو، اور آسان ہو، بہر حال کوشش کرنی لازمی قرار دی گئی، مذکورۃ آیات کے ذریعے یہ بات واضح ہے کہ رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اور کوشش انسان کے ذمے ہے۔، اس خیال سے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کے بیٹھنا کہ بغیر محنت رزق پہنچ جائے گا یہ قانون قدرت عام نہیں۔

---

[164]. ھود 06:11

[165]. النجم 59:53

## 1۔ ملازمت میں امتیازی سلوک

پاکستان میں مسیحی اقلیت پاکستانی معاشرے کا حصہ ہیں، ان کو بھی معاشرے میں ضروریاتِ زیست کی تکمیل کے لئے معاش کا انتظام کرنا پڑتا ہے، اسلامی ریاست کے عام شہری ہونے کے ناطے ان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ملازمت و تجارت کر سکتے ہیں جس کی اسلامی ریاست اجازت دیتی ہے، سوائے چند اعلیٰ عہدوں کے غیر مسلم اسلامی ریاست میں مختلف عہدوں پر آسکتے ہیں۔

سماج میں بعض لوگ صفائی اور سینٹری کا کام ان کے ساتھ خاص کرتے ہیں، بعض اخبارات میں ملازمت کے اشتہار میں بھی خاکروب کے پیشے کو اقلیتی کوٹہ کے ساتھ مختص کیے جاتے ہیں، جیسے محمد پور ساہیوال کے گورنمنٹ ہائی سکول میں ملازمت برائے درجہ چہارم کے اشتہار میں ایسا کیا گیا، اسی طرح دادو سندھ کے ڈسٹرکٹ آفس کے لئے ملازمین کے اشتہار میں سوپیر کی پوسٹ کو غیر مسلم کے ساتھ مختص کیا گیا، اسی طرح ہیڈ کوارٹر پاکستان رینجرز (سندھ) کے ملازمین کے اشتہار میں درزی، نائی، بڑھئی، سینٹری وغیرہ کو غیر مسلم کے ساتھ مختص کیا ہے۔

کسی طبقے کے ساتھ کسی ایسے پیشہ کو منسلک کرنا جس میں ذات کی توہین اور تحقیر ہو بنیادی انسانی حقوق کے خلاف ہے، عیسائی افراد نے بتایا کہ جب ہمیں ایسا کہا جاتا ہے تو اچھا نہیں لگتا، انسانی فطرت ہے کہ اپنی ذات کے بارے میں برا سننا اور دوسرے لوگوں کا برا کہنا عزتِ نفس کے خلاف ہوتا ہے اور برا محسوس ہوتا ہے، پاکستانی آئین اس بارے میں واضح ہے جس کا ذکر باب دوم میں گزر چکا کہ رنگ، نسل اور مذہب کی بنیاد پر کسی کے ساتھ بنیادی انسانی حقوق میں امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔

> "کسی شخص کے خلاف، جو حکومتِ پاکستان کی ملازمت کے لئے تقرری کے سلسلہ میں ضروری قابلیت رکھتا ہو، نسل، مذہب، ذات، صنف، جائے رہائش اور جائے پیدائش کے سلسلے میں امتیاز نہیں برتا جائے گا"[166]

پاکستان میں عیسائی اقلیت کا کہنا ہے کہ ان کے ساتھ ملازمتوں کے حصول میں امتیازی سلوک کیا جاتا ہے، خاص کر خاکروبی اور صفائی کا کام عیسائی اقلیت کے ساتھ خاص ہو گیا ہے، کئی اداروں میں صفائی کی نوکری کے اشتہارات میں اس

---

[166]. آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان، 1973ء، نیو بک پیلش، س۔ن، اردو بازار، لاہور۔

بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ مذہبی اقلیتوں کو ترجیح دی جائے گی، اس سے عزت نفس مجروح ہوتی ہے، اور خود اعتمادی کو بھی ٹھیس پہنچتی ہے، اشتہارات میں اس وضاحت کا ہونا معاشرے کے ذہن کی عکاسی کرتا ہے، صفائی کا کام ایک پیشہ ہے اس کو ایک طبقے کے ساتھ خاص کرنا مناسب نہیں ہے۔

> لاہور کے لیڈی ویلنگڈن اسپتال اور منڈی بہاؤالدین کے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر اسپتال نے سینٹری ورکرز کی آسامیوں کے لیے شایع اشتہار میں وضاحت کی کہ صرف غیر مسلم اقلیتی امیدوار اپلائی کریں۔[167]

خاص خاکروبی ایک ایسا پیشہ ہے کہ وہ مسیحی اقلیتوں کے ساتھ خاص ہو گیا ہے، مختلف گلی محلوں میں زیادہ تر اس کمیونٹی کے لوگ اس پیشے سے منسلک نظر آتے ہیں، کسی کمیونٹی کے ساتھ کسی ایسے پیشے کا خاص ہو جانا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

> ایک مسیحی خاتون سے سوالنامہ کے ذریعے انٹرویو لیا گیا، جن کا نام مہرین گل ہے، جن کا پیشہ نرسنگ ہے، ان کا کہنا ہے کہ نوکری کے دوران ان کو بعض اوقات امتیازی سلوک کا سامنا ہوتا ہے ۔مریضوں کی خدمت کے دوران جب مریض کو معلوم ہوتا ہے کہ میرا تعلق مسیحی برادری سے ہے تو مختلف اظہارِ خیالات سننے کو ملتے ہیں، کیا آپ لوگوں کو صرف صفائی کے کام پر نہیں رکھتے؟ اور کچھ کہتے ہیں، آپ تو اتنی اچھی ہیں کاش مسلمان ہوتیں، وغیرہ وغیرہ[168]۔

مزید مسیحی اقلیتوں کا کہنا ہے کہ ملک بھر کے ہسپتالوں اور دفاتر میں سینٹری کا کام کرتے عیسائی اقلیت کے لوگ ہی نظر آتے ہیں، ان کے ساتھ اس پیشے کو مخصوص کرنا ان کے ساتھ زیادتی ہے، ان کا اس پیشے کو اختیار کرنا مجبوری بن گئی ہے، اس ہسپتال کا اشتہار معاشرے کی ذہنیت کی عکاسی کر رہا ہے، ان کی اس نوکری یا اس جیسی نوکریوں کے علاوہ کے لئے مواقع ہی میسر نہیں آتے۔

---

[167]. وسعت اللہ خان، اقلیت نے خاک روبی کیسے اختیار کی؟، ایکپریس نیوز، 27 اکتوبر 2015

[168] . Gill, Mehreen. 2021. *Review of Social Issues of Christian Minorities* Interview by Muawiya Saleh. Questionnaire.

مسیحی اقلیت کا پاکستانی آبادی میں تناسب ڈیڑھ فیصد بتایا جاتا ہے لیکن ورلڈ واچ مانیٹر کے مطابق خاکروبی اور صفائی کے شعبے میں اسی فیصد کارکنوں کا تعلق اقلیتی (زیادہ تر مسیحی) طبقات سے ہے، (اسلام آباد کی کیپٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے تمام ڈیڑھ ہزار صفائی کارکن مسیحی ہیں)[169]۔

اس رپورٹ سے پاکستان میں عیسائی اقلیت کا خاکروبی اور صفائی کے شعبے سے تعلق کا تناسب معلوم ہوتا ہے کہ ملک کی ڈیڑھ فیصد آبادی سے تعلق رکھنے والا طبقہ صفائی کے شعبے میں اسی 80 فیصد پایا جاتا ہے، اس تناسب کو ذہن میں رکھ کر بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک بہت بڑا حصہ عیسائی اقلیت کا خاکروبی اور صفائی کے شعبے سے منسلک ہے۔ اور اس کے علاوہ کافی تعداد دیگر شعبوں، کھیتی، مزدوری وغیرہ سے منسلک ہے۔

## شبہ کا ازالہ

عیسائی کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے ایک ایڈوکیٹ عاطف جمیل پاغان نے انٹرویو کے دوران بتایا کہ خاکروبی اور سینٹری کے کام کا عیسائی کمیونٹی کے ساتھ اختصاص ہو جانے میں وضاحت کی ضرورت ہے، وہ یہ کہ عیسائی کمیونٹی میں دو طرح کے لوگ ہیں، ایک پڑھا لکھا طبقہ ہے جنہوں نے محنت کر کے اور اپنے بچوں کو سکول، کالج اور یونیورسٹی تک پڑھا لکھا کر معاشرے میں اچھی ملازمتوں تک پہنچا دیا ہے، یا ان محنتوں اور کوششوں میں لگے ہوئے ہیں، وہ اس اختصاص کو محسوس بھی کرتے ہیں اور اس کے خلاف آواز بھی اٹھاتے ہیں، لیکن ان کی اوسط عیسائی کمیونٹی کے لحاظ سے کم ہے۔ اور دوسرا طبقہ ان پڑھ ہے، جو خاکروبی اور اس نوعیت کی دوسری ملازمتوں سے ساتھ منسلک ہیں، چونکہ یہ پکی ملازمتیں ہیں اور آسانی سے میسر ہوتی ہیں اور کام کے گھنٹے بہت کم ہوتے ہیں، لہذا اس دوسرے طبقے نے ان ملازمتوں کو اپنے لئے قبول کر لیا ہے۔

موصوف کا گجرانوالہ میں ذاتی تجربہ ہوا جب انہوں نے ایک کالج کے اشتہار پر آواز اٹھائی کہ اشتہار کے اس جز کو ختم کیا جائے کہ: "غیر مسلموں کو ترجیح دی جائے گی"، تو عیسائی کمیونٹی ہی کے دوسرے طبقے کے لوگ ان کے خلاف ہو گئے کہ کیا آپ ہماری ملازمتیں چھیننا چاہتے ہیں، جو ہمیں آسانی سے میسر ہیں۔

---

169. وسعت اللہ خان، اقلیت نے خاک روبی کیسے اختیار کی؟، ایکسپریس نیوز، 27 اکتوبر 2015

## ملازمتوں میں مذہبی اقلیتوں کا کوٹہ

اسلامی ریاست میں اقلیتوں کے لئے کسب معاش پر کوئی پابندی نہیں ہے، بلکہ وہ معاشی استحکام کے لئے جو تجارت کرنا چاہیں کر سکتے ہیں، حکومتی اور نجی اداروں میں ملازمت کرنا چاہیں کر سکتے ہیں، اس حوالے سے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کو معاشی سرگرمیوں کی آزادی حاصل ہے، اور خاص حکومتی ملازمتوں میں غیر مسلم اقلیتوں کے لئے پانچ فیصد کوٹہ مختص کیا گیا ہے۔

> Whosever qualifies as the citizen of Pakistan stands eligible for all types of public service without any discrimination of religion, race, and sex or decent. In the service of state special quota is reserved for the non-muslim citizen of Pakistan. That is why non- Muslim are serving an all most every walk of life i-e education, defense, judiciary, bureaucracy, etc.[170]

> ہر وہ پاکستانی شہری جو عوام کی خدمت کے لئے اہل ہو، اس کے ساتھ مذہب، نسل، اور جنس وغیرہ کے اعتبار سے امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔ ریاست کی خدمت میں پاکستان کے غیر مسلم شہری کے لئے خصوصی کوٹہ مختص ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم زندگی کے ہر شعبے میں تعلیم، دفاع، عدلیہ، بیوروکریسی، وغیرہ کی خدمت کر رہے ہیں۔

اسلامی تعلیمات کا تقاضہ ہے کہ اسلامی ریاست میں رہنے والے غیر مسلم اقلیتوں کو معاشی سرگرمیوں کی آزادی ہو، اور ملازمت کے حوالے سے مناسب مواقع میسر ہوں، پاکستان میں غیر مسلموں کے لئے کوٹہ مختص کیا گیا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ من جملہ ہر اہم شعبہ میں اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے افراد موجود ہیں۔

## 2۔ مسیحی اقلیت کے خلاف دہشت گردی

اسلامی معاشرہ امن پسند معاشرہ ہوتا ہے، اسلامی معاشرہ میں ہر فرد کی جان ومال کی قیمت ہوتی ہے، کوئی فرد کسی پر ظلم نہیں کر سکتا، اسلامی تعلیمات ظالم کے خلاف سخت سے سخت ہیں، اسلامی معاشرے میں مسلمانوں سمیت اقلیتوں کی عبادت گاہیں اور ان کی جان ومال محفوظ ہوتے ہیں، ان کی جان ومال اور املاک کی حفاظت اسلامی ریاست کی ذمہ داری

---

[170]. Irum Khalid, Maqbool Minorities under Constitutions(s) of Pakistan, , *Journal of the Research Society of Pakistan*, vol. no. 55,issue no 2 , (July-Dec, 2018)

ہوتی ہے، اسلامی معاشرے اقلیتوں کی جان ومال کی قیمت کو کسی درجہ بھی کمتر نہیں سمجھا جاتا، ان کی املاک اور جان ومال کو کمتر سمجھنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

> "In March 2013, during a mob attack on the Christin community in Punjab, dozens of homes were set on fire after a blasphemy allegation was made against a Christian man"[171].

> مارچ 2013 میں پنجاب میں کرسٹن برادری پر ہجوم کے حملے کے دوران ایک مسیحی شخص کے خلاف توہین مذہب کا الزام لگنے کے بعد درجنوں گھروں کو آگ لگا دی گئی۔

پاکستان میں اقلیتوں، خاص کر مسیحی اقلیتوں کی جانب سے یہ کہا جاتا رہا ہے کہ ان کی جان ومال محفوظ نہیں ہیں، اور ان کی عبادت گاہوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا جا رہا ہے، ملک بھر میں مسیحی اقلیتوں کی بستیاں اور گرجا گھروں میں دہشت گردی کے واقعات سامنے آرہے ہیں،

> "صوبہ پنجاب کے مختلف شہروں میں گذشتہ ایک ماہ کے دوران مسیحی برداری کے کم از کم دو گرجا گھروں پر مسلح افراد نے حملہ کیا، شیخوپورہ میں ایک مسیحی شخص کو اغوا کے بعد قتل کیا گیا اور کم از کم دو ایسے واقعات ہوئے جہاں درجنوں کی تعداد میں مسیحی خاندانوں کو اپنی زندگیاں بچانے کے لیے اپنے گھر بار چھوڑ کر بھاگنا پڑا"[172]۔

اسلام دوسرے مذاہب کے مقدسات کے احترام کا حکم دیتا ہے، اسلام کی تعلیمات میں غیر مسلم اقلیتوں کے جان ومال کی حفاظت کے ساتھ ان کو مکمل مذہبی آزادی بھی دی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی اور سیرت کے واقعات ہمیں اقلیتوں کے ساتھ درست معاملات کی تعلیم دیتے ہیں، کہ غیر مسلموں کو اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے اور زندگی گزارنے کی مکمل اجازت ہے۔ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں پر حملہ ایک دہشت گردی کا عمل ہے، حکومتی ادارے اس پر مکمل تفتیش کریں اور حقیقت میں دہشت پھیلانے والوں کے ساتھ قانونی کروائی کریں۔

---

[171]. Mehfooz, Musferah. 2021. **"Religious Freedom in Pakistan: A Case Study of Religious Minorities."** Religions Vol: 12, Issue: 1, p. 3

[172]. ننگیانہ، عمر دراز، **پاکستان میں مسیحی برادری خوف زدہ کیوں؟**، بی بی سی اردو ڈاٹ کام، لاہور، 22، مارچ 2018

https://www.bbc.com/urdu/pakistan-43470169 Accessed 3-5-21

عبادت گاہوں میں دہشت گردی کے علاوہ عیسائی کمیونٹی کو ان کی رہائش گاہوں میں بھی دہشت گردی کا نشانہ بنایا جاتا ہے، قصور شہر کے ایک نواحی گاؤں میں ایک عیسائی لڑکی کا ایک مسلم لڑکے کے ساتھ شادی سے انکار کرنے پر اس کے علاقے والوں نے اس کے گھر کے مظاہرہ کیا اور گھر والوں کو پریشان کیا، اور دھمکیاں دیں۔

پنجاب کے شہر قصور کے نواحی گاؤں قطبہ میں ایک غریب مسیحی لڑکی کو گاؤں کے مسلم وڈیروں کے بیٹے اور اس کے ساتھوں نے زبردستی شادی کرنے سے انکار کرنے پر تھپڑ مارے اور غلیظ گالیاں دیتے ہوئے ان کے خاندان کو جان سے مارنے کی دھمکیاں دی ہیں بعد ازاں مسیحی خاندان کے گھر کے باہر ان کے دروازے پر ڈنڈے سوٹے لے کر پہنچ گئے اور اونچی آواز سے پکارنے لگے کہ اگر آپ لوگوں نے اس کی شادی میرے ساتھ نہ کی تو آپ کو گاؤں سے نکال دیا جائے گا اور جان سے مار دینے کی دھمکیاں بھی دیں. متاثرہ خاندان نے حکومتی اداروں سے مدد اور انصاف کی اپیل کی ہے [173]

کسی بھی معاشرے میں بدامنی زہرِ قاتل ہے، اسلام امن کا مذہب ہے، بدامنی پھیلانے والوں کے خلاف سخت حکم جاری کرتا ہے، مذکورہ گاؤں کے ماحول میں بسنے والے مسیحی خاندان کو خوف زدہ کرنا انسانی شرافت کے خلاف ہے، اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، اسلامی شریعت اسلامی ریاست میں بسنے والی اقلیتوں کو امن دیتی ہے، ان کو خوف زدہ کرنا اور عورتوں کی عزت کو پامال کرنا اسلامی شریعت میں جائز ہے نہ پاکستان کا قانون اس کی اجازت دیتا ہے۔

**<u>"Some key incidents</u>**

where Christians were speci!cally targeted, attacked and killed include Rahimyar Khan (1986), Shanti , Nagar (2007), Bahawalpur (2001), Islamabad (2002), Murree (2002), Sangla Hill (2005), Kasur (2009), Korian (2009), Gojra (2009), Joseph Colony (2013), and Peshawar (2013). Prior to the Peshawar attack, NCJP reported that an estimated 70 churches su"ered attacks, in which 58 were reported killed and 275 injured"[174].

---

[173]. پاکستان: غریب مسیحی لڑکی کا شادی سے انکار، مسلم لڑکوں کی مسیحی خاندان کو جان سے مارنے کی دھمکیاں، ویب ڈیسک، ربوہ ٹائمز، 11، اپریل 2020،
https://www.rabwah.pk/6369(2021-2-8)/

[174]. Hussain, Arshad "**Forced Marriages & Forced Conversions in the Christian Community of Pakistan." 2014.** The Manual of Christian Laws (2003). Lahore, Pakistan: Kausar Brothers Law Books, 2005.p.5
https://d3n8a8pro7vhmx.cloudfront.net/msp/pages/162/attachments/original/1396724215/MSP

کچھ اہم واقعات۔

جہاں عیسائیوں کو خاص طور پر نشانہ بنایا گیا، حملہ کیا گیا اور مارے گئے ان میں رحیم یار خان(1986)، شانتی شامل ہیں۔ نگر(2007)، بہاولپور (2001)، اسلام آباد(2002)، مری(2002)، سانگلہ ہل(2005)، قصور (2009) ، کورین(2009)، گوجرہ(2009)، جوزف کالونی(2013)، اور پشاور(2013)۔ پشاور حملے سے پہلے این سی جے پی۔ رپورٹ کے مطابق ایک اندازے کے مطابق 70 گرجاگھروں پر حملے ہوئے، جن میں 58 افراد ہلاک اور 275 زخمی ہوئے۔

شہر بستیوں میں دہشت گردی کرنا اور عام لوگوں کو خوف زدہ کرنا قانوناً جرم ہے اس حوالے سے ایسے شر پسند عناصر کے خلاف حکومتی اداروں تک بات پہنچانی چاہیے، عمومی طور پر گاؤں میں حکومت کے بڑے اداروں کے بجائے گاؤں کے بڑے ہی مسائل کو حل کرتے ہیں، اگر گاؤں کے بڑے مسئلے کا سبب ہوں تو حکومتی اداروں کی ذمہ داری ہے کہ ان مسئلوں کو حل کریں۔

## قانون برائے آزادی حرکت

پاکستان کا قانون ہر شہری کو آزادانہ طور پر ملک کے کسی بھی کونے پر رہائش اختیار کرنے کا حق دیتا ہے، اور اس کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ آزادانہ طور حرکت کر سکے، ملک کے مختلف حصوں میں سفر کر سکے، اگر کسی شہری نے کسی مقام کا ملکیت واجارہ کے ذریعہ حق حاصل کر لیا ہے تو کسی کو یہ حق نہیں کہ اس کو پریشان کرے۔

آئین پاکستان کے آرٹیکل 15 کے تحت ایک شہری آزادی سے ملک میں داخل ہو کر رہائش اختیار کر سکتا ہے، سفر کر سکتا ہے، اور قانونی طور پر کسی جگہ عارضی و مستقل رہائش اختیار کر سکتا ہے۔

> Every citizen shall have the right to remain in, and, subject to any reasonable restriction imposed by law in the public interest, enter and move freelythroughout Pakistan and to reside and settle in any part thereof[175].

"ہر شہری کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ عوامی مفاد میں قانون کے ذریعہ کسی بھی پابندی عائد کے تحت، آزادانہ طور پر پاکستان میں داخل ہو کر منتقل ہو اور اس کے کسی بھی حصے میں رہائش پزیر اور آباد ہو سکے"

---

[175].The constitution of the Islamic Republic of Pakistan, (As modified up to the 28th Feb, 2012) NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN, Article 15, p. 11.

اسلام کی تعلیمات سو فیصد اس کے منافی ہے کہ کوئی فرد معاشرے میں ظلم پھلائے، حد سے تجاوز کرے اور لوگوں کو خوف زدہ کرے، اسلام دنیا کو انسانیت کی اصلاح و فلاح کا عظیم اور مقصد پیش کرتا ہے، اور اسی مقصد کے حصول کے لئے نیکی کو فروغ، برائی کا سد باب، ظلم و زیادتی، جبر استحصال اور فساد کا قلع قمع کرنے اور حقوق و فرائض کا تعین کرتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے بے شمار ارشادات موجود ہیں، جن میں ظلم و زیادتیاور سرکشی کی مذمت کی گئی ہے۔

﴿وَٱللَّهُ لَا يُحِبُّ ٱلظَّٰلِمِينَ﴾[176]

"اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا"

کسی بھی فرد کو بلا کسی وجہ کہ خوف زدہ کرنا ظلم ہے، اسی طرح کی چیز کو بغیر اس کی مرضی کے اس سے چھین لینا بھی ظلم ہے، کسی چیز کو اس کی جگہ سے ہٹا کر رکھنے اور حد سے تجاوز کرنے کو ظلم کہتے ہیں۔ یعنی اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے مال یا زمین پر ناجائز قبضہ کرلے تو وہ ظلم ہے کیونکہ اس میں مال یا زمین پر اصل مالک کا حق چھین لیا جاتا ہے۔

## مسیحی اقلیت کو درپیش تعلیمی مسائل

تعلیم ہر انسان چاہے وہ امیر ہو یا غریب، مرد ہو یا عورت کی بنیادی ضرورت میں سے ایک ہے۔ تعلیم کے بغیر انسان نامکمل ہے، علم حاصل کرنا ہر انسان کا حق ہے، کوئی اسے چھین نہیں سکتا، انسان اور حیوان میں فرق علم ہی کی بدولت ہے۔ تعلیم نام ہے کسی قوم کی روحانی اور تہذیبی قدروں کو نئی نسل تک اس طرح پہنچانا کہ وہ ان کی زندگی کا جز بن جائے۔ جو قوم تعلیم و تربیت کو اہمیت دیتی ہے وہ ترقی کرتی ہے، جب بھی مسلمان علم اور تعلیم سے دور ہوئے غلام بنا لیئے گئے اور جب علم کی روشنی میں اپنے اقدار کو سنبھالا تو دنیا میں راج کیا۔

اسلام میں تعلیم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جس دین سے نوازا گیا، اس کی ابتدا ہی پڑھنے سے ہوئی۔ غار حرا میں سب سے پہلی جو وحی نازل ہوئی وہ سورہ علق کی ابتدائی چند آیتیں ہیں، جس میں رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا پڑھیے:

---

[176]. آل عمران 57:3

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ. خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ. اقْرَأْ وَرَبُّکَ الْأَکْرَمُ. الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ. عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ یَعْلَم.﴾"[177]

"پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے سب کچھ پیدا کیا۔ اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھو اور تمہارا پروردگار سب سے زیادہ کرم والا ہے۔ جس نے قلم سے تعلیم دی انسان کا اس بات کی تعلیم دی جو وہ نہیں جانتا تھا"

علم کے ذریعہ ہی آدمی ایمان ویقین کی دنیا آباد کرتا ہے، بھٹکے ہوے لوگوں کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے، بروں کو اچھا بناتا ہے، دشمن کو دوست بناتا ہے، بے گانوں کو اپنا بناتا ہے اور دنیا میں امن وامان کی فضاء پیدا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حاملین علم کی قرآن وحدیث میں بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اسے دنیوی واخروی بشارتوں سے نوازا گیا ہے

اسلام میں تعلیم کی آزادی سب سے بڑھ کر ہے کہ اسلام خود تعلیم کے حصول کو بہت اہمیت دیتا ہے، قرآن کی ابتدائی وحی پڑھنے سے متعلق ہے، لہذا اسلام تعلیم کے حصول کو سراہتا ہے، اور اس کے حصول کی آزادی ہر انسان کو دیتا ہے۔

## اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو تعلیمی آزادی

اسلامی ریاست میں ہر فرد مسلمان ہو یا غیر مسلم ان تمام حقوق میں جن کا تعلق ریاست کے نظم وضبط اور شہریوں کے بنیادی حقوق سے ہو برابر ہوتا ہے، اسلام غیر مسلم اقلیتوں اور مسلمانوں کے درمیان عدل وانصاف اور مساوات قائم کرنے کا حکم دیتا ہے، اسلامی ریاست میں تمام غیر مسلم اقلیتوں اور رعایا کو عقیدہ، مذہب، جان ومال اور عزت وآبرو کے تحفظ کی ضمانت حاصل ہوتی ہے۔ وہ انسانی بنیاد پر شہری آزادی اور بنیادی حقوق میں مسلمانوں کے برابر شریک ہوتے ہیں۔

قانون کی نظر میں سب کے ساتھ یکساں معاملہ کیا جائے گا، بحیثیت انسان کسی کے ساتھ کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا۔ جزیہ قبول کرنے کے بعد ان پر وہی واجبات اور ذمہ داریاں عائد ہوں گی، جو مسلمانوں پر عائد ہیں، انھیں وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اور ان تمام مراعات وسہولیات کے مستحق ہوں گے، جن کے مسلمان ہیں۔

---

[177] العلق 96:1 تا 5

"فان قبلوا الذمة فأعْلِمْهم أن لهم ما للمسلمين وعليهم ما على المسلمين"[178]

"اگر وہ ذمہ قبول کر لیں، تو انھیں بتا دو کہ جو حقوق و مراعات مسلمانوں کو حاصل ہیں، وہی ان کو بھی حاصل ہوں گی اور جو ذمہ داریاں مسلمانوں پر عائد ہیں وہی ان پر بھی عائد ہوں گی"

تعلیم کا حصول انسان کا بنیادی حق ہے، اس سے کسی کو محروم کرنا بنیادی انسانی حق سے محروم کرنا ہے، اسلامی ریاست میں ہر فرد کو بنیادی انسانی حقوق حاصل ہوتے ہیں، اور ان میں کسی مذہب و برادری کی بنیاد پر امتیاز نہیں کیا جاتا، لہذا پاکستان میں بسنے والی اقلیتی برادیوں کو علم حاصل کرنے، جدید و قدیم فنون سے آراستہ ہونے کی مکمل آزادی حاصل ہے۔

## مسیحی اقلیت کو تعلیمی نصاب میں دشواری

پاکستان میں مسیحی اقلیت سمیت دیگر غیر مسلم برادریوں کو سکول کے تعلیمی نصاب میں موجود مواد کے باعث دشواری کا سامنا ہے۔ جس میں غیر مسلموں سے متعلق یہ باور کرایا جاتا ہے کہ یہ پاکستان کے دشمنوں کے ساتھ ہیں، چونکہ پاکستان کا دشمن ہندوستان ہے اور وہاں کا مذہب ہندومت ہے، پاکستان میں موجود ہندوؤں کو ہندوستانیوں کا ہم ذہن اور حمایتی تصور کرایا جاتا، اسی طرح عیسائیوں کو انگریزوں کا حمایتی بنایا جاتا ہے، یو ایس سی آر ایف کی ایک رپورٹ کے مطابق اس نوعیت کا مواد سندھ بورڈ کے ساتویں جماعت کے نصاب میں موجود ہے۔

> "The major findings of this report are that the content of Pakistani public school textbooks related to non-Islamic faiths and non-Muslims continue to teach bias, distrust, and inferiority. Moreover, the textbooks portray non-Muslim citizens of Pakistan as sympathetic towards its perceived enemies: Pakistani Christians as Westerners or equal to British colonial oppressors, and Pakistani Hindus as Indians, the arch enemy of Pakistan. These perceptions predispose students early on that the non-Muslim population of Pakistan are outsiders and unpatriotic. These grossly generalized and stereotypical portrayals of religious minority communities signal that they are untrustworthy, religiously inferior, and ideologically scheming and intolerant[179]".

---

[178]. الکاسانی، علاوالدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع،، الطبعہ الثانیہ، (دار الکتب العلمیہ، 2003ء، بیروت)، 6/62

[179]. "Teaching Intolerance in Pakistan: Religious Bias in Public School Textbooks | USCIRF." 2021. Www.uscirf.gov. 2021. https://www.uscirf.gov/publications/teaching-intolerance-pakistan-religious-bias-public-school-textbooks. Accessed 3-5-21

"اس رپورٹ کی اہم بات یہ ہے کہ غیر اسلامی عقائد اور غیر مسلموں سے متعلق پاکستانی پبلک اسکول کی نصابی کتب کا مواد تعصب، عدم اعتماد اور کم ظرفی کی تعلیم دیتا رہتا ہے۔ مزید یہ کہ نصابی کتب میں پاکستان کے غیر مسلم شہریوں کو اپنے سمجھے جانے والے دشمنوں کے ساتھ ہمدردی کے طور پر پیش کیا گیا ہے: پاکستانی عیسائی مغربی یا برطانوی نو آبادیاتی جابروں کے برابر، اور پاکستانی ہندو، ہندوستانی، پاکستان کے اصل دشمن۔ یہ تصورات طلباء کو ابتداء میں ہی پریشان کر دیتے ہیں کہ پاکستان کی غیر مسلم آبادی بیرونی اور غیر جانبدار ہے۔ مذہبی اقلیتی برادریوں کے یہ سراسر عام اور دقیانوسی نقاشی سے یہ اشارہ ہوتا ہے کہ وہ نا قابل اعتماد، مذہبی لحاظ سے کمتر، اور نظریاتی طور پر تدبیر اور عدم برداشت ہیں"

نیز ابتدائی درجوں کی کتب میں کسی مذہب اور نسل کی بنیاد پر امتیازی سلوک کرنا انسانی حقوق کے خلاف ہے۔

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور جماعت دوم کی اردو کی کتاب میں مسیحی طالب علم جوزف نامی کو عیسائی لکھنا اور اس کی شناخت کالے رنگ سے کروانا ذہنی ایذا رسانی کے زمرے میں آتا ہے۔ کسی شہری کے ساتھ محض نسل، مذہب، ذات یا مقام پیدائش کی بنا پر امتیازی سلوک کرنا سراسر ایذا رسانی ہے[180]۔

رپورٹ کے مطابق سکول کی درسی کتب میں اس نوعیت کے مواد پایا جانا بچوں کے خالی ذہن کو تشویش میں ڈال دے گا، اپنے ہم درس ساتھیوں کے متعلق دل میں نفرت پیدا کرے گا، ابتدائی درجوں میں بچوں کے ذہنی معیار کے مطابق مواد پایا جانا چاہیے، جس میں معاشرتی آداب، ملکی اور قومی ہم آہنگی کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

مسیحیوں کی جانب سے یہ وضاحت ملی ہے کہ نصابی کتب سے اس نوعیت کا مواد شکایت کے بعد ختم کر دیا گیا ہے، اور اب نصابی کمیٹی میں غیر مسلم اہلکار بھی شامل ہیں، اور نصاب کے حوالے سے ان سے بھی مشورہ کیا جاتا ہے۔

## غیر مسلموں کو اخلاقیات پڑھانے کا مسئلہ

غیر مسلموں کو تعلیمی اداروں میں اسلامیات کی جگہ اخلاقیات پڑھانا قانون کے تحت طے کیا گیا ہے، جس کے باعث وہ معاشرے کے اخلاق اور رہن سہن کے امور سے آگاہی حاصل کریں گے۔ لیکن اس حوالے سے غیر مسلموں کو

---

[180]. نیو کاسل, سیمسن جاوید. "تعلیمی نصاب میں اقلیتوں کی دل آزاری کا معاملہ"، ہم سب. January 27, 2021
https://www.humsub.com.pk/371523/samson-javed-31./ Accessed 21-9-21

تعلیمی اداروں میں دشواری کا سامنا ہے کہ ان کو اخلاقیات پڑھانے کے لیے اساتذہ میسر نہیں ہیں اور ان کو مجبوراً اسلامیات پڑھنی پڑتی ہے، اور قرآنی آیات و سورت بھی یاد کرنی پڑتی ہے، جو امتحانات کے لازمی سوالات کے جز ہوتے ہیں۔

## غیر مسلموں کا تعلیمی کوٹہ

پنجاب کابینہ نے گذشتہ سال 2020ء میں صوبے بھر کے سرکاری شعبے کے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں داخلے کے لیے اقلیتوں کے لیے دو فیصد نشستیں مختص کرنے کی منظوری دے دی۔ پنجاب کے اعلیٰ حکام نے افکر کا اظہار کیا کہ اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیم کی کمی کی وجہ سے پانچ فیصد کوٹے کے تحت "اعلیٰ ملازمتیں" حاصل کرنے میں مسائل کا سامنا ہے۔

اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے، پنجاب نے اقلیتی بااختیار پیکج کے تحت یونیورسٹیوں میں اقلیتوں کے لیے دو فیصد کوٹہ منظور کیا ہے۔ جس سے اقلیتی برادریوں کے ممبران کو بہتر تعلیم حاصل کرنے اور اپنے خاندانوں کے بہتر مستقبل کو یقینی بنانے میں مدد ملے گی۔

> "The decision has been made under the Punjab Minority Empowerment Package.Following the cabinet meeting, Chief Minister Usman Buzdar tweeted that the youth belonging to the minorities had been facing issues in getting 'high end jobs' under five per cent quota because of lack of highly educated candidates. In order to solve this problem, we have approved two per cent quota for our minorities in universities under the Punjab Minorities Empowerment Package[181]"
>
> "یہ فیصلہ پنجاب اقلیتی بااختیار پیکیج کے تحت کیا گیا ہے۔ کابینہ کے اجلاس کے بعد، وزیر اعلیٰ عثمان بزدار نے ٹویٹ کیا کہ اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کو اعلیٰ تعلیم یافتہ امیدواروں کی کمی کی وجہ سے پانچ فیصد کوٹے کے تحت "اعلیٰ ملازمتیں" حاصل کرنے میں مسائل کا سامنا ہے۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے، ہم نے پنجاب اقلیتی امپاورمنٹ پیکج کے تحت یونیورسٹیوں میں اپنی اقلیتوں کے لیے دو فیصد کوٹہ منظور کیا ہے "

[181]. Reporter, The Newspaper's Staff. 2020. "2pc Seats for Minority Students in Higher Education." DAWN.COM. May 1, 2020. https://www.dawn.com/news/1553584. Accessed 21-9-21

یہ پنجاب حکومت کی جانب سے مثبت اقدام ہے کہ اقلیتی برادری کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے مواقع میسر آئیں گے، اس تعلیمی کوٹہ پر صحیح عملدرآمد اقلیتی برادری کے لئے انتہائی فائدہ مند ہے کہ سرکاری اعلیٰ ملازمتوں میں متعین کوٹہ کے لئے امیدواروں میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کی کمی کے باعث ملازمت کے کوٹہ کا بھی صحیح فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ نتیجتاً اعلیٰ ملازمتوں میں اقلیتوں کی نمائندگی بہت کم رہتی ہے۔

# فصل سوم

## مسیحی اقلیت کو درپیش سماجی مسائل کے حل کی تجاویز

کسی بھی ملک وملت کے لئے سماجی انصاف معاشرے کی ترقی اور فلاح کے لئے بنیاد ہے، سماج مختلف رنگ و نسل، زبان ومذہب کے افراد کے مجموعے سے بنتا ہے، جب سماج میں بعض افراد کے ساتھ امتیازی سکوک روا رکھا جائے تو سماجی میں انصاف کیونکر ممکن ہو گا، اسلام کی تعلیمات اسلامی ریاست میں رہنے والے غیر مسلموں کے ساتھ سماجی انصاف کی تعلیم دیتی ہے، وہ معاشرہ سماجی انصاف کا حامل کہلائے گا جس میں ہر شہری کے لئے بنیادی انسانی حقوق مہیا ہوں، کسی رنگ، نسل، اور مذہب کی بنیاد پر امتیازی صلوک نہ ہو۔

"سماج میں انصاف کے دائرہ میں رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کی تعلیمات میں تین اہم نکات سامنے آتے ہیں، پہلا نکتہ یہ ہے کہ معاشرہ کے کمزور طبقات وافراد کے حقوق کی پاسبانی کی جائے اور طاقتور طبقات کو حق تلفی کی اجازت نہ دی جائے، دوسرا نکتہ یہ ہے کہ حکمرانوں، گورنروں اور افسروں سے عام لوگوں کو ملاقات کرنے میں کوئی دشواری نہ ہو اور تیسرا نکتہ یہ ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ نئے طبقات ظہور میں آسکتے ہیں جن کی معاشی امداد اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہو گی"۔[182]

مذکورہ نکات معاشرے میں انصاف کے قیام کے حوالے سے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، ان میں سے ہر ایک نکتہ اپنی جگہ بہت اہمیت کا حامل ہے، معاشرہ مخلوط طبقات کا مجموعہ ہوتا ہے، ان میں کمزور طبقے کی پاسبانی کی جائے کہ ان پر ظلم نہ ہو اور طاقتور طبقہ کی نگرانی کی جائے کہ وہ ظلم نہ کرے۔

حکومتی ادارے برائے انصاف اور عدالتوں کا قیام اسی مقصد سے ہوتا ہے کہ ہر فرد کو وہاں انصاف مہیا ہو، معاشرے کا ہر خاص وعام ان اداروں سے رجوع کر سکے، انصاف طلب کرنے کے مکمل طریقہ کار کو اس قدر آسان کیا جائے کہ عام سے عام آدمی بھی بلا کسی دشواری کہ ظلم کے خلاف آواز اٹھا سکے۔

---

[182]. اسلام میں معاشی اور سماجی انصاف کا تصور، محمد مظہر الدین صدیقی، فکر و نظر، ولیم:15، 1978، ص21-23

## مسیحی اقلیت کے سماجی مسائل کے حل کے لئے اقدامات

سماج مختلف رنگ و نسل کے انسانوں کا مجموعہ ہوتا ہے، ایک معاشرے میں رہنے والے لوگوں کے مفادات ایک دوسرے سے متعلق ہوتے ہیں، اور بعض مفاد پرست عناصر اپنے چھوٹے سے فائدے کے لئے دوسرے کے بڑے نقصان کی بھی پرواہ نہیں کرتے، لہذا معاشرے میں ظلم و ناانصافی کی روک تھام کے لئے ایسے قوانین وضع کئے جاتے ہیں جن کے ذریعے سماج میں عدل و انصاف قائم کیا جاسکے۔

پاکستانی سماج میں ناانصافی اور زیادتی کی روک تھام کے لئے ایک نظام قائم کیا گیا ہے، جس کا مقصد معاشرے میں قبل از فساد قابو پانا ہے، کسی جگہ کسی اشتعال کا خطرہ محسوس ہو، کوئی فساد ہو جانے کا امکان ہو تو اس نظام سے منسلک عملہ کو مطلع کر دیا جائے تو وہ موقعہ میں آکر صورتِ حال کو سنبھال لیتے ہیں۔

### پیشگی انتباہی نظام (Early Warning System)

ارلی وارننگ سسٹم یا پیشگی انتباہ کا مقصد یہ ہے کہ جس جگہ کسی اشتعال کا خطرہ ہو تو ادارہ سے منسلک عملہ کو واقعہ رونما ہونے سے پہلے ہی اطلاع دی جائے تاکہ کسی بدمزگی سے قبل ہی صورت حال کو قابو میں کرلیا جائے، دنیا بھر میں یہ نظام عمومی طور پر استعمال ہوتا ہے، تاکہ معاشرے میں کسی قسم کی کوئی تشدد کی فضا قائم نہ ہو، اور قبل از واقعہ متعلقہ افراد کو مطلع کیا جاسکے۔

> "اس مقصد کے لئے غیر سرکاری اداروں سمیت سول سوسائٹی کے ایک نیٹ ورک نے ایک ہیلپ لائن شروع کی ہے، جس کے نمبر کی تشہیر ذرائع ابلاغ سمیت جگہ جگہ چسپاں کئے جانے والے اوراق میں کی گئی، جس میں دیے جانے والے پیغام میں شہریوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ اگر وہ کہیں ایسا ماحول دیکھیں جو اشتعال اور تنازع کا سبب بن سکتا ہو تو فوری طور پر ہیلپ لائن پو اطلاع کریں"،[183]

---

[183]. شائلہ خان، "اقلیتوں کے تحفظ کے لیے'ارلی وارننگ سسٹم"، BBC News .2014 اردو. November 19, 2014 Accessed https://www.bbc.com/urdu/pakistan/2014/11/141119_minorities_early_warning_system_zs .9-9-21

دنیا بھر میں قدرتی آفات سے بچاؤ یا بیماریوں کا پھیلاؤ روکنے کے لیے 'ارلی وارننگ سسٹم' یا پیشگی انتباہ کے نظام عام طور پر استعمال ہوتے ہیں لیکن پاکستان میں ان مقاصد کے ساتھ ساتھ پہلی بار اس اصطلاح کو اقلیتوں کے تحفظ کے لیے بھی استعمال کیا جارہا ہے۔

اس حوالے سے یہ ایک بہتر قدم ہے جو پاکستان کی عوام کی آسانی اور حفاظت کے لئے اٹھایا گیا ہے، کوئی بھی معاشرہ اشتعال وفساد سے خالی نہیں ہوتا، لیکن جس معاشرے میں اشتعال کی فضاعام ہو اور لوگ کسی فساد اور باہمی تکراؤ کی صورت میں بڑے سے بڑا اقدم اٹھانے سے نہ ہچکچاتے ہوں تو وہاں اس کی افادیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔اور اس قدم میں حکومت کی سنجیدگی کا اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے اور جگہ جگہ اس کی پوسٹر کے ذریعے اس ہیلپ لائن کی اشتہاری کی گئی۔ایسے میں مقامی سطح پر شروع کی جانے والی ہیلپ لائن جیسی چھوٹی سی ایک کوشش اقلیتوں کے تحفظ میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے لیکن پاکستان میں اس طرح کے اقدامات بچاؤ کے لیے تو بہت مناسب ہیں لیکن ان کے تدارک کے لیے ریاستی اداروں کی سنجیدگی وقت کی اہم ضرورت ہے۔

## مسیحی اقلیت کے سماجی مسائل کا حل

سماجی مسائل کی ابتداء سماجی ناانصافی سے ہوتی ہے، سماجی انصاف کا مطلب ہے کہ لوگوں کے درمیان روزمرہ معاملاتِ زندگی عدل ومساوات کی بنیاد پر قائم ہو، اور کوئی فرد اپنی طاقت اور زور کی بنا پر کسی دوسرے فرد پر دباؤ نہ ڈالے۔ بلاشبہ سماجی انصاف کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں کیونکہ جب معاشرے میں لوگوں کو انصاف کے یکساں مواقع میسر نہ ہوں تو اس سے بہت سے مسائل جنم لیتے ہیں، غربت و کرپشن بڑھتی ہے، جرائم میں اضافہ ہوتا ہے، لوگ ایک دوسرے کے دشمن بن جاتے ہیں، ہر ایک اپنے حقوق کو حاصل کرنے میں دوسرے کی حق تلفی کرتا ہے۔

سماجی انصاف کی فراہمی کا بغور جائزہ لیا جائے اور اقوام ومذاہب کے تقابلی مطالعے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اسلام سماجی انصاف کی فراہمی اور معاشرتی مساوات کا سب سے بڑا علمبردار، قائل اور سچا داعی مذہب ہے، جس نے معاشرے میں موجود تمام انسانوں کو ایک جیسے مقام سے نوازا ہے۔ اسلام نے سماجی انصاف فراہم کرنے میں رنگ ونسل، قوم وقبیلہ، ذات پات اور مذہب وغیرہ کی بنیاد پر کوئی امتیازی سلوک روا نہیں رکھا۔

## سماجی مسائل کا حل اسلام کی روشنی میں

اسلام وہ عالمی مذہب ہے جس میں انسان کی زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق مسائل کا حل ملتاہے، قرآن و سنت کی تعلیمات میں نجی و اجتماعی، معاشی و معاشرتی مسائل کا حل ملتاہے، سماج سے متعلق اسلام کی تعلمات بہت اہم ہیں، اسلام انتہائی منفرد و جامع سماج کا تصور پیش کرتا ہے، جس میں ہر فرد کی حیثیت و احترام ہے، عدل و انصاف پر قائم ہے، ظلم و زیادتی کا قلع قمع کیاجاتاہے۔لہذااسلام کی تعلیمات کو زندہ کیاجائے اور اس پر عمل کیاجائے اور کروایاجائے، تو ایسامعاشرہ وجود میں آئے گاجو جنت کا نمونہ ہوگا، ایساسماج قائم ہو جس کا تصور اسلام پیش کرتا ہے۔

### اسلامی سماج کا تصور

اسلام مکمل نظامِ حیات کا نام ہے، اسلام انسان کی معاشرتی زندگی کی واضح تعلیمات کا حامل ہے، مختلف انسانی گروہوں کے بارے میں اسلام کا ایک موقف ہے، جس کا اظہار قرآن وسنت کی نصوص میں موجود ہے، مثلاً اسلام انسان کو نسلی و لسانی بنیادوں پر تفریق نہیں کرتا، اور اس پر مبنی اکثریت اور اقلیت کا تصور قبول نہیں کرتا، انسان کی زبان، خاندان، علاقہ اور قبیلہ وغیرہ صرف پہچان کا وسیلہ ہے، قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ زبان اور رنگ کا اختلاف قدرتِ الٰہی کا کرشمہ ہے، اور اس کو تخلیق ارض وسماء کے ساتھ جوڑ کر بیان کیاہے۔

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ ٱلسَّمَاوَاتِ وَٱلأَرْضِ وَٱخْتِلاَفُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ﴾[184]

"اورس کی نشانیوں کا ایک حصہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش ااور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف بھی ہے،یقیناًاس میں دانشمندوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رنگ ولسان کے فرق کو اپنی نشانی بتایاہے، یہ نسلِ انسانی کا ظاہری اختلاف ہے، یہ انسانوں کے درمیاں مستقل تفریق و امتیاز کا باعث نہیں، یہ زبانوں اور رنگوں کا اختلاف ہونا ایک دوسرے کے تعارف کے لئے ہے۔کوئی فرد کسی قوم کا ہے، کسی رنگ کا ہے، کسی زبان کا ہے، یہ محض اس فرد کی شناخت و تعارف کے لئے ہے

---

[184]. الروم22:30

ناکہ کسی فضیلت کے لئے۔ اسی طرح اسلامی معاشرے میں بنیادی انسانی حقوق کے حوالے سے مذہب کے اختلاف کی بنیاد پر کوئی امتیاز نہیں ہے۔

اسلامی معاشرے میں رہنے والے ہر فرد کو بنیادی انسانی حقوق حاصل ہیں، اس حوالے سے مذہب کی بنیاد پر تفریق نہیں کی جاسکتی، جو غیر مسلم اسلامی معاشرے میں رہتے ہیں وہ معاشرے کا ایک فرد ہیں، ان کے ذات و قبیلے کی تفریق ان کا تعارف ہے، اسلامی معاشرے میں ان کے حقوق ہیں۔

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقۡنَٰكُم مِّن ذَكَرٖ وَأُنثَىٰ وَجَعَلۡنَٰكُمۡ شُعُوبٗا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓاْ إِنَّ أَكۡرَمَكُمۡ عِندَ ٱللَّهِ أَتۡقَىٰكُمۡۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٞ﴾[185]

"اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لئے تقسیم کیا ہے تاکہ ایک دوسرے کی پہچان کرسکو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔ یقین رکھو کہ اللہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز سے باخبر ہے"

ان نصوص کی روشنی میں یہ ثابت ہوا کہ اسلام نسلی بنیاد پر اکثریت و اقلیت کی تفریق نہیں کرنا، نسلی اور لسانی گروہ انسانی بنیادوں پر برابر کے حقوق و فرائض رکھتے ہیں، لہذا سماج میں رہنے والے ہر انسان کی ایک حیثیت ہے اور اس کے حقوق ہر دوسرے فرد پر عائد ہیں، اسلام کی تعلیمات اس کی گنجائش نہیں دیتی کہ معاشرے کے کمزور طبقات کو پیسا جائے اور بے جا زیادتی کا نشانہ بنایا جائے۔

اسلام ایک ایسے معاشرے کا تصور پیش کرتا ہے جس میں ہر ذات کے حقوق و فرائض متعین ہیں، والدین کے حقوق، میاں بیوی کے حقوق، عزیز و اقرباء کے حقوق، ہمسائیوں کے حقوق، یتیموں، بیواؤں، حاجت مندوں، بیماروں اور مہمانوں کے حقوق بیان ہوئے ہیں، انسان تو انسان، حیوانات، نباتات کے حقوق کی ادائیگی پر تاکید کرتا ہے، اس سے بڑھ کر روزمرہ کی زندگی سے ایسے آداب بیان کرتا ہے جس سے معاشرے میں تہذیب و امن اور سکون قائم ہو۔

---

[185] الحجرات 13:49

دوسرے کے حقوق ادا کرنے اور حسنِ سلوک کے لئے فضائل اور وعدوں کے ذریعے ابھارا گیا ہے اور دوسروں کی طرف سے معاملات میں کوتائیوں کے حوالے سے عفو و درگزر، ہمدردی و رحم اور حلم و بردباری کی تعلیم ہے، ہمیشہ خوش خلقی، حق گوئی، تواضع اور انصاف کی تاکید ہے، اس کے ساتھ معاشرے کی ہر برائی سے منع کیا گیا ہے اور اس سے متعلق وعید بھی سنائی ہے، ان تمام حقوق و آداب کے حوالے سے قرآن و سنت میں بہت سے نصوص وارد ہیں۔ مذکورہ معاشرے کا قیام سماج کے مسائل کی بنیاد ہے۔

## سماجی مسائل کا حل آئین و قوانین کی روشنی میں

آئین پاکستان معاشرے کو ہر فرد کو مساوی انسانی حقوق فراہم کرتا ہے، انہیں اپنی ثقافت کی پیروی اور عبادت کرنے کی آزادی دیتا ہے، مذہبی تقریبات اور سماجی ضروریات کی مکمل آزادی دیتا ہے، اسی طرح اقلیتوں کو سرکاری ملازمتوں میں خاص حصہ فراہم کرتا ہے، آئین میں دی گئی آزادی اور حقوق کا تحفظ کیا جائے، اور رکاوٹوں کو زائل کیا جائے، اور آئین کو عملدرآمد کرانے کے لئے سنجیدگی کا مظاہری کیا جائے، انٹرویو کے دوران اقلیتی کمیونٹی سے تعلق رکھنے والوں نے اعتراف کیا کہ حکومت اقلیتوں کے مسائل کے حوالے سے حساس ہے اور حکومت کا رویہ اقلیتوں کے امور کے حوالے سے پہلے کی نسبت کافی مثبت ہے۔

اس کے ساتھ آئین پاکستان ان کو مکمل حقوق فراہم کرتا ہے، اس حوالے 1973ء کا آئین انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

> "مملکت ، اقلیتوں کے جائز حقوق اور مفادات کا، جن میں وفاقی اور صوبائی ملازمتوں میں ان کی مناسب نمائندگی شامل ہے، تحفظ کرے گی"[186]

سماج میں امتیازی سلوک کی ایک وجہ سماجی میل جول کی کمی ہے، جب دیگر مذاہب کے لوگوں سے آمنا سامنا کم ہے تو ان کے حقوق اور مراعات کے حوالے سے علم کی نوبت بھی کم ہوتی ہے، اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کے مزاج شناسی کا موقعہ بھی کم ملتا ہے، لہذا اس کے ازالے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ طے شدہ ملازمتوں کے 5٪ کوٹہ پر سو فیصد عمل کیا جائے، تاکہ ملازمتوں کے ذریعے ہر شعبے میں مذہبی اقلیتوں کی معتد بہ تعداد موجود ہو، سماجی میل جول میں اضافہ اور سماجی امتیاز کا خاتمہ ممکن ہو۔

---

[186] . قومی اسمبلی پاکستان، اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور:1973: کامل ترمیم شدہ:.2015

تعلیمی اداروں میں فیصد کوٹہ پر عمل کیا جائے، نیز اسکولوں کے ابتدائی درجوں میں بچوں کے لئے ایسے متوازن نصاب کی ضرورت ہے، جو انسان کے بنیادی معاشرتی آداب سے متعلق ہوں، بچوں کو معاشرتی آداب سکھائے جائیں، اور اعلیٰ اخلاق سے متزین کیا جائے، تربیتی دروس اور کہانیوں میں کسی خاص برادری اور مذہب کی تذلیل نہ کی جائے، اور معاشرے کو طبقے میں تقسیم نہ کیا جائے۔

اس کے علاوہ سکولوں کی نصابی کتب میں جہاں پاکستان کے سابقہ نامور شخصیات کا ذکر ہو وہاں ایسے غیر مسلموں کا ذکر بھی موزوں ہو گا جنہوں نے پاکستان کی جنگوں میں بہادری کا مظاہرہ کیا، اور وطن کی خاطر جانوں کے نظرانے پیش کئے۔ جن کا تفصیلی ذکر پہلے باب میں گزرا۔ اس سے بچوں کی ذہن سازی ہو گی کہ مذہبی اقلیتیں بھی پاکستان کا حصہ ہیں، اور پاکستان کے شہری ہیں، اور شریعت اور آئینِ پاکستان انہیں مکمل بنیادی حقوق دیتا ہے۔

اس کے ساتھ پاکستانی حکومت کی منظوری سے ایک محکمہ "انسانی حقوق اور اقلیتی امور" قائم ہے جس کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ انسانی حقوق کی شکایات اور الزامات کو متعلقہ حکام تک پہنچایا جائے، اور اس کے علاوہ اس ادارے کا کام اقلیتوں کے مستحق طلباء کے لئے تعلیمی اسکالرشپ کی گرانٹ کے لئے درخواستیں طلب کرنا اور ان کو مناسب حقوق دلوانا ہے۔

یہ محکمہ حقوق انسان اور انسانی حقوق کی غیر سرکاری تنظیمی کے اداروں کے ساتھ مربوط ہے، اور اس محکمہ کا کام اقلیتوں کے سماجی ضروریات کو نمٹانا ہے، جیسے ان کی شادی سے متعلق معاملات، تعلیمی وظیفے اور مذہبی تقریبات کے انتظامات وغیرہ وغیرہ۔

پاکستان کا قومی اقلیتی کمیشن اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے ایک بنیادی کمیشن ہے۔ یہ کمیشن وزارت مذہبی امور اور بین المذاہب ہم آہنگی کے تحت ہے، یہ کمیشن مکمل بااختیار ہے، جس کا کام اقلیتوں کے وہ حقوق جو آئین پاکستان ان کو دیتا ہے کا تحفظ کرنا اور ان کے مسائل اور مشکلات کو متعلقہ حکام تک پہچائے گا۔

پاکستان کا آئین اور متعلقہ قوانین اسلامی تعلیمات کے مطابق اسلامی ریاست میں بسنے والے غیر مسلم اقلیتوں کو مکمل تحفظ فراہم کرتے ہے، لہذا ایسے کمیشن کا قیام جو اقلیتوں کے لئے آواز اٹھائے، ان کے حقوق کو محفوظ کرے اور ان

کے سماجی مسائل کے حل کے لئے کوشاں ہو۔ موجودہ آئین و قوانین پر عمل درآمد اور متعلقہ محکموں کو مزید مؤثر بنانے سے سماجی مسائل کا حل ہو گا۔

فیصل آباد نمل یونیورسٹی کے طالبعلم سے سوالنامہ کے ذریعے انٹرویو لیا گیا، جن کا نام مِلکا مسیح ہے ان کا تعلق عیسائی کمیونٹی سے ہے، ان سے عیسائی کمیونٹی کے مسائل اور ان کے حل کے حوالے سے بات کی گئی، انہوں نے بتایا کہ بعض اوقات ان کی مذہب کی بنیاد پر یونیورسٹی میں امتیازی سلوک کا سامنا ہو جاتا ہے، انہوں نے اپنے اظہارِ خیال کرتے ہوئے بتایا کہ مسلم برادری کے ساتھ معاملات میں یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہم ان سے مختلف ہیں، ان کے خیال میں پاکستانی قانون مکمل تحفظ فراہم کرتا ہے، لیکن معاشرہ بعض اوقات امتیاز رکھتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ ملک ہمارا بھی ہے ہمیں بھی پورا آزادی کے ساتھ معاشرہ میں رہنے کا حق ہے، قانون سازی کے ساتھ لوگوں کے ذہنوں کو بدلنے کی ضرورت ہے[187]۔

ایک مزید انٹرویو ذیشان شہزاد سے لیا گیا، جو مسیحی برادی سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا پیشہ فوٹوگرافی ہے، انہوں نے بتایا کہ ان کو بعض اوقات اسکولوں میں جانا ہے تو بچوں کو مذہب کے حوالے سے معلوم ہونے پر مختلف سوالات کرتے ہیں، اور اس کے علاوہ ہوٹلوں میں مذہب کا معلوم ہونے پر امتیازی سلوک کا سامنا ہو جاتا ہے، سماجی مسائل کے حل کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ نوکری اور تعلیم کے کوٹہ زیادہ ہونا چاہیے، لوگوں کی سوچ کو بدلنا چاہیے[188]۔

---

[187] . Masih, Milka. 2021. *Review of Social Issues of Christian Minorities* Interview by Muawiya Saleh. Questionnaire.

[188]. Shahzad, Zeeshan. 2021. *Review of Social Issues of Christian Minorities* Interview by Muawiya Saleh. Questionnaire.

# خاتمہ

## خلاصہ بحث(Summary)

- برصغیر پاک وہند میں مسیحیت کی آمد صدیوں پرانی ہے، برصغیر اپنے وسیع وزرخیز زمینوں، فلک بوس پہاڑیوں اور سرسبز وشاداب میدانوں کے باعث اقوام عالم کی توجہ کا مرکز رہالہذا دیگر اقوام کی طرح مسیحیوں نے بھی اس سرزمین کارخ کیا، مسیحی ہندوستان میں تجارتی غرض سے ساحلی علاقوں کے راستے داخل ہوئے، ہندوستان کے ساحل مالابار میں ان کی آمد چوتھی صدی میں ہوئی، مالابار کے راجاؤں نے ان کا خیر مقدم کیا۔ مگر ان کی باقاعدہ آمد سولہویں یاسترھویں صدی میں ہوئی۔
- پاکستان کے قیام سے قبل مسیحی کمیونٹیاں یہاں آباد تھیں، جنہوں نے قیام پاکستان کے لئے قائد اعظم کا ساتھ دیا، قیام پاکستان میں مسیحیوں کی اکثریت نے قائد اعظم کا ساتھ دیا، مسیحی رہنماؤں میں ایک مشہور نام دیوان بہادر ایس پی سنگھا کا ہے، جو پنجاب اسمبلی کے سپیکر تھے اور انہوں نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، انہوں نے قائد اعظم محمد علی جناح کو اپنے قائد کی حیثیت سے اعتراف کرتے ہوئے نعرہ بھی بلند کیا جو بہت مشہور ہوا" آج سے جناح ہمارے قائد ہیں"۔
- مسیحیوں نے پاکستان کی بحری، بری اور ہوائی فوجوں میں خدمات انجام دیں، اور پاکستان کے دفاع کے لئے اپنی جانوں کے نظرانے پیش کیے، گروپ کیپٹن سیسل چوہدری نے پاک فضائیہ کے افسر ہونے کی حیثیت سے سن 1965 اور 1971 کی ہندوستان- پاکستان جنگ میں حصہ لیا۔ انہوں نے بے مثال عقیدت اور ہمت کا مظاہرہ کیا ،وہ اس مشہور حملے کا حصہ تھے جو 1965 کی جنگ میں ہلوارا ائیر فیلڈ اور امرتسر راڈار کی تباہی کا باعث تھا۔ ان کی خدمات کے اعتراف میں انہیں ستارہ جرات سے نوازا گیا۔ ان کے علاوہ ائرکموڈور نذیر لطیف، سکورڈن لیڈر پیٹر کرسٹی وغیرہ مشہور نام ہیں جنہوں نے پاکستان کے دفاع کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائی۔
- اسلامی ریاست میں رہنے والے غیر مسلم اسلامی ریاست کے ماتحت ہوتے ہیں، اور انہیں اسلامی تعلیمات کی رو سے مکمل آزادی حاصل ہوتی ہے، اسلام کی نظر میں غیر مسلم بحیثیت انسان ہونے کے قابلِ عزت و احترام ہے۔

- پاکستان کی آئین ساز اسمبلی نے پاکستان کے آئین کو اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں تشکیل دیا، اسلام کی تعلیمات اسلامی ریاست میں رہنے والے غیر مسلموں کو بہت اہمیت دیتی ہیں، بحیثیتِ انسان ہونے کے ان کو قابلِ احترام سمجھتی ہیں، ان کو بنیادی حقوق مہیا کرتی ہیں، ان کو ہر فطری آزادی فراہم کرتی ہیں، لہذا پاکستان کا آئین اسلامی تعلیمات پر استوار ہونے کے باعث پاکستان میں رہنے والے غیر مسلم اقلیتوں کو مذہبی، سماجی اور معاشی آزادی دیتا ہے، اور انہیں انسان اور پاکستان کا شہری ہونے کے ناطے تمام حقوق فراہم کرتا ہے۔
- 1973ء کا آئین اقلیتوں کے حقوق کی فراہمی کے حوالے سے بہت اہم ہے، اس میں اقلیتوں کے لئے جو بنیادی حقوق بیان کئے گئے ہیں وہ تمام کے تمام ایک مناسب انسانی زندگی کی بقا کے لئے انتہائی ضروری ہیں، تقریر کی آزادی، مذہب کی آزادی، املاک کی آزادی، تعلیم، زبان، ثقافت وغیرہ کی آزادی سب اس میں شامل ہے، 1973ء کا آئین اس حوالے سے بہت اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں غیر مسلم اقلیتوں کو مساوی درجے کا شہری سمجھا گیا ہے، اور ان کو بنیادی حقوق اور تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔
- انسانی حقوق اور اقلیتی امور کا محکمہ قائم کیا گیا، اس ادارے کی ذمہ داریوں میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی شکایات اور الزامات سے متعلق معلوماتی دستاویزات اور رپورٹس کا حصول اور تیاری کرنا ہے، 2019ء میں ایک نئی تقریب: "بین المذاہب ہم آہنگی" کو محکمہ انسانی حقوق اور اقلیتی امور کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ محکمہ اپنے آغاز سے ہی بین المذاہب ہم آہنگی پر سالانہ سیمینار منعقد کر رہا تھا۔ محکمہ ایچ آر اینڈ ایم اے پنجاب حقوق انسان، اقلیتوں کے امور، معاہدہ پر عمل درآمد، مذہبی ہم آہنگی کے حوالے سے مستقل کام کر رہا ہے۔
- مسیحی اقلیت کے بعض عائلی قوانین ایک صدی سے زیادہ پرانے ہیں، مسیحی قانونِ طلاق میں ایک شق جس کے تحت مسیحی شوہر اپنی بیوی سے علیحدگی کے لئے صرف اس بنیاد پر درخواست دائر کر سکتا ہے کہ وہ اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے، اور بیوی اس بنیاد پر اپنے شوہر سے علیحدگی کی درخواست پیش سکتی ہے کہ وہ یہ کہے کہ اس کے شوہر نے مذہب تبدیل کر لیا ہے یا اس نے دوسری شادی کر لی ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لئے 2016ء میں امین مسیح کا کیس ہائی کورٹ میں پیش کیا گیا، اور دفعہ سات کو بحال کیا گیا جس کے تحت کسی عام وجہ کو بنیاد بنا کر بھی مسیحی شوہر اور بیوی علیحدگی اختیار کر سکتے ہیں۔

- مسیحی اقلیتوں کو عائلی مسائل میں یہ مسئلہ بھی درپیش ہے کہ مسیحی بچیوں کو زبردستی شادی کے لئے جبراً مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے، خاص کر اندرون سندھ و پنجاب میں ایک سے زائد ایسے واقعات نقل کئے گئے جن میں ان علاقے کی بااثر شخصیات پر الزام لگایا گیا کہ انہوں نے وہاں پر مذہبی اقلیتوں کو مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کیا، مذہبی آزادی انسان کا شرعی اور قومی حق ہے، اس کو ضائع ہونے سے بچایا جائے۔
- اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہر فرد کو مذہبی آزادی حاصل ہے، قرآن کی آیت کا مفہوم ہے، دین میں زبردستی نہیں، یعنی اسلام قبول کرنے کی کوئی زبردستی نہیں، دعوت و تبلیغ کے ذریعے تو اسلام کی طرف مائل کیا جاسکتا ہے جبری شادی اور زبردستی مذہب کی تبدیلی دونوں اسلامی تعلیمات اور پاکستانی قانون کے خلاف ہے، اس حوالے سے قانون پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے۔
- اسلامی ریاست میں غیر مسلم اقلیتوں کو مکمل سماجی و عائلی آزادی حاصل ہے، ایک اسلامی ریاست کے ماتحت غیر مسلم اپنی نجی زندگی عبادات، شادی بیاہ وغیرہ سے متعلق تمام معاملات اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق آزادانہ طور پر کرسکتے ہیں، اسلام کی تعلیمات ان معاملات میں جو شہریوں کے بنیادی حقوق سے متعلق ہوں، غیر مسلم اقلیتوں اور مسلمانوں کے درمیان عدل و انصاف اور مساوات قائم کرنے کا حکم دیتی ہیں۔
- اقلیتوں کو خاص طور پر یہ شکایت رہی ہے کہ وفاقی و صوبائی سطح پر ملازمتوں میں ان کو مناسب حصہ نہیں ملتا اور اس سے جڑا ہوا شکوہ یہ ہے کہ تعلیمی اداروں خاص کر پروفیشنل اداروں میں اقلیتوں کیلئے مختص کوٹہ نہیں ہے۔ نیشنل مینارٹی کمیشن کے قیام سے نہ صرف یہ کہ ان شکایات کا ازالہ ہوگا بلکہ ان تمام خرابیوں کی اصلاح ہوگی جو معاشرتی رویوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔
- مسیحی اقلیت کو سماج میں مختلف نوعیت کے مسائل کا سامنا ہے، پاکستان میں کم و بیش عوام کے ذہن میں مسیحی اقلیت کے حوالے سے یہ تصور قائم ہے کہ مسیحی ایک کم درجہ کے شہری ہیں، جن کا عمومی پیشہ خاک روبی ہے، وہ ان کو اسی نظر سے دیکھتے ہیں، اسی بنیاد پر ان کو زیادتی کا نشانہ بنایا جاتا ہے، اور قانونِ توہینِ رسالت کا غلط استعمال ہوتا ہے، مسیحی اقلیت کا کہنا ہے کہ ان کی عمومی گفتگو اور اظہارِ رائے کو توڑ مروڑ کر من گھڑت معانی نکالے جاتے ہیں، اور خود سے اس کی تشریح کرکے ہم پر توہینِ رسالت کا الزام لگایا جاتا ہے۔

- پاکستان میں مسیحی اقلیتیں غربت کا شکار ہیں اور زیادہ تر کچی بستیوں میں رہتی ہے، جہاں ان کو ضروریاتِ زندگی آسانی سے میسر نہیں ہوتا، ان کو ان کے گھروں سے دربدر کیا جاتا ہے، ان کو خوف زدہ کیا جاتا ہے، دہشت گردی کی جاتی ہے، اس کے علاوہ ان کو ملازمتوں میں امتیازی سلوک کیا جاتا ہے، خاص کر صفائی اور سینیٹری کا کام ان کے ساتھ خاص کیا جاتا ہے، اس نوعیت کا امتیازی سلوک ان کے ساتھ سماجی ناانصافی کو ظاہر کرتا ہے۔
- پاکستانی مسیحی اقلیت کو سماج میں امتیازی برتاؤ کا سامنا ہوتا ہے جیسے بعض اوقات اپنی ذات کے بارے میں برے القاب سننے پڑتے ہیں، بعض مسیحی افراد نے بتایا کہ ان کو لوگ "چوڑا" کہہ دیتے ہیں، اور کسی عیسائی کو بہتر حالت میں دیکھ کر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تمہارا کام تو صفائی کرنا ہے، اور اکثر مسیحی لوگوں نے بتایا کہ سماج میں یہ کہ کر ان کے برتن علیحدہ کئے جاتے ہیں کہ تم عیسائی ہو تمہارے برتن علیحدہ ہونگے۔
- سماجی مسائل کے حل کے لئے پیشگی انتباہ کا نظام قائم کیا گیا، کہ جس جگہ کسی اشتعال کا خطرہ ہو تو ادارہ سے منسلک عملہ کو واقعہ رونما ہونے سے پہلے ہی اطلاع دی جائے تاکہ کسی بدمزگی سے قبل ہی صورت حال کو قابو میں کر لیا جائے، دنیا بھر میں یہ نظام عمومی طور پر استعمال ہوتا ہے، تاکہ سماج میں کسی قسم کی کوئی تشدد کی فضا قائم نہ ہو، اور قبل از وقوعِ واقعہ متعلقہ افراد کو مطلع کیا جاسکے۔ پاکستانی قانون میں معاشرتی مساوات کے حوالے سے قوانین موجود ہیں، جو اسلامی تعلیمات کے مطابق حل پیش کرتے ہیں، اسلام تعلیمات میں ہر شعبہ سے متعلق مسائل کا حل ملتا ہے، سماج سے متعلق اسلام کی تعلمات انتہائی اہم اور جامع ہیں، جس میں ہر فرد کی حیثیت و احترام ہے، عدل و انصاف پر قائم ہے، ظلم و زیادتی کا قلع قمع کیا جاتا ہے۔ لہذا سماج کے مسائل کے حل کے لئے اسلام کی تعلیمات کو زندہ کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے اور کروایا جائے، تو ایسا معاشرہ وجود میں آئے گا جو سماجی ناانصافیوں سے پاک ہو گا۔ آئین میں موجود انسانی حقوق و مراعات کے حوالے سے موجود قوانین پر سنجیدگی سے عمل کرایا جائے، اور خاص سرکاری ملازمتوں کے 5 فیصد کوٹہ پر عمل کرایا جائے۔

# ضمیمہ (سوالنامہ برائے انٹرویو)

مقالے کی تکمیل کے لئے سوالنانہ بنایا گیا، جس کے ذریعے عیسائی کمیونٹی سے ان کے احوال پوچھیں گئے، اور ان کے سماجی اور عائلی مسائل سے آگاہی حاصل کی جائے گئی۔

| |
|---|
| **Questionnaire Regarding Issues Faced by Christian Community in Pakistan & Their Solutions**<br>پاکستان میں کرسچن کمیونٹی کو درپیش مسائل اور ان کے حل کے بارے میں سوالنامہ |
| **نام:** **عمر:** **تعلیم:**<br>**پیشہ:** |
| Please answer the following questions.<br>Thank you for your time. Your responses will be used for academic purposes only.<br>Please rest assured that your personal information will remain confidential.<br><br>براہ کرم درج ذیل سوالات کے جوابات دیں۔<br>اپ کے وقت کا شکریہ. آپ کے جوابات صرف تعلیمی مقاصد کے لئے استعمال ہوں گے۔ براہ کرم یقین رکھیں کہ آپ کی ذاتی معلومات خفیہ رہیں گی۔ |
| Respected Sir/ Madam, Salam to everyone. I am Muawiya Saleh, an M.Phil. Student of Islamic Studies at NUML Islamabad. Under the supervision of Dr. Riaz Ahmad Saeed (Assistant Professor), I'm pursuing my thesis entitled: "Social and Family Problems of Pakistani Christian Minorities and Their Solutions (In the Light of the Constitution of Pakistan and Islamic Teachings)". It is requested to Christian community please complete this form to know and solve the problems of the community.<br>محترم / محترمہ، سب کو سلام۔ میں معاویہ صالح ہوں، اور میں NUML اسلام آباد میں ایم-فل علومِ اسلامیہ کا طالب علم ہوں۔ ڈاکٹر ریاض احمد سعید (اسسٹنٹ پروفیسر) کی زیر نگرانی تحقیقی مقالہ لکھ رہا ہوں جس کا عنوان،:"پاکستانی مسیحی اقلیت کے سماجی اور عائلی مسائل اور ان کا حل (آئین پاکستان اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)"۔ مسیحی برادری سے درخواست ہے کہ براہ کرم کمیونٹی کے مسائل کو جاننے اور حل کرنے کے لئے یہ فارم مکمل کریں۔ |

| |
|---|
| 1. Have you ever faced discrimination while applying for jobs?<br>1۔ کیا آپ نے کبھی ملازمت کے لئے درخواست دیتے وقت امتیازی سلوک کا سامنا کیا ہے؟ |
| 2. Have you ever felt discrimination due to your religion?<br>2۔ کیا آپ نے کبھی اپنے مذہب کی وجہ سے امتیازی سلوک محسوس کیا ہے؟ |
| 3. What are some social challenges you have had to face as a Christian in Pakistan?<br>3۔ پاکستان میں بطور مسیحی معاشرے میں آپ کو کن معاشرتی چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑا ہے؟ |
| 4. Do you feel your social and marital rights are adequately protected by Pakistani Law?<br>4۔ کیا آپ کو یہ لگتا ہے کہ پاکستانی قانون کے ذریعہ آپ کے معاشرتی اور ازدواجی حقوق کا مناسب تحفظ ہے؟ |
| 5. Do you feel like an equal citizen in Pakistan?<br>5۔ کیا آپ پاکستان میں برابر کے شہری کی طرح محسوس کرتے ہیں؟ |
| 6. Have you or your family ever been a target of terrorism?<br>6۔ کیا آپ یا آپ کا خاندان کبھی بھی دہشت گردی کا نشانہ رہا ہے؟ |

| |
|---|
| 7. Have you or your family ever been accused of blasphemy?<br>7۔ کیا آپ پر یا آپ کے اہل خانہ پر کبھی توہین رسالت کا الزام لگا ہے؟<br>8. Have you ever faced challenges with regards to residence (i.e. been displaced or looted)?<br>8۔ کیا آپ نے رہائش کے سلسلے میں کبھی چیلنجوں کا سامنا کیا ہے (یعنی بے گھر یا لوٹا جانا)؟ |
| 9. What are some suggestions you can give to improve the living condition of Pakistani Christians?<br>9۔ پاکستانی عیسائیوں کی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے آپ کیا کچھ مشورے دے سکتے ہیں؟ |
| 10. In your opinion, what are some practical solutions to the challenges faced by Christian Community?<br>10۔ آپ کی رائے میں، کرسچن کمیونٹی کو درپیش چیلنجوں کے کچھ عملی حل کیا ہیں؟ |

**نوٹ:**

یہ سوالنامہ کا نمونہ ہے جس کو گوگل فارم (Google Form) کے ذریعے عیسائی کمیونٹی تک پہنچایا گیا، جہاں سے جوابات موصول ہوئے ہیں، جن سے مذکورہ مسائل کی تصدیق اور تشریح حاصل ہوئی، اور کچھ مزید مسائل کی وضاحت حاصل ہوئی۔

# نتائج وسفارشات (Conclusions and Recommendations)

## نتائج

1. مسیحیت کا تعلق برصغیر پاک وہند کے اس خطے سے صدیوں پرانا ہے۔ عیسائی لیٹریچر کے مطابق سینٹ تھامس یا تھیوفلس نامی ایک سینٹ پہلی صدی میں برصغیر کے ساحلی علاقے مالابار میں آیا، اور اس نے عیسائیت کی بنیاد رکھی۔
2. اس کے بعد چوتھی صدی میں شامی عیسائیوں کی آمد ہوئی اور اس کے بعد ان کی آمد کا باقاعدہ سلسلہ سترھویں صدی کے شروع میں ہوا۔
3. تحریک پاکستان میں اقلیتوں نے قائد اعظم کا بڑھ چڑھ کر ساتھ دیا۔ بالخصوص عیسائی کمیونٹی کے رہنما ایس-پی سنگھا نے قدم قدم پر عیسائی کمیونٹی کو قائد اعظم کے ساتھ رکھا، قیام پاکستان میں مسیحی رہنماؤں کے ساتھ مسیحی عوام نے بھی حصہ لیا۔
4. قائد اعظم نے اپنی تقاریر کے ذریعے اس بات کی یقین دہانی کروائی کہ پاکستان میں اقلیتوں کو مکمل مذہبی، سماجی عائلی اور سیاسی آزادی حاصل ہوگی۔
5. جب 1940ء میں آل انڈیا مسلم لیگ نے پاکستان کے قیام کا مطالبہ کیا تو، اسے پوری طرح شعور تھا کہ وہاں کیا ہوگا پاکستان میں دوسرے مذاہب کے پیروکار بھی ہوں گے۔
6. قیام پاکستان کے بعد پاکستانی مسیحی جانبازوں نے پاکستان کی دفاعی اور سماجی خدمات سرانجام دیں، بالخصوص پاک فضائیہ میں گروپ کیپٹن سیسل چوہدری، ائر کموڈور نذیر لطیف اور ان کے ساتھیوں نے پاکستان کی جنگوں میں بہت بہادری سے مقابلہ کیا۔
7. پاکستان کی قانون ساز اسمبلی نے پاکستان کے قوانین کو اسلام کی تعلیمات پر قائم کیا، پاکستان کا قانون اقلیتوں کو مکمل مذہبی، سماجی، معاشی، تعلیمی اور عائلی آزادی کی ضمانت دیتا ہے۔

8. پاکستان کے تمام دستور مذہبی اقلیتوں کو مساوی حقوق فراہم کرتے ہیں۔ انہیں اپنی ثقافت کی پیروی اور عبادت کرنے کی آزادی ہے، بالخصوص 1973ء کا آئین تمام شہریوں کو بنیادی حقوق فراہم کرتا ہے اور مذہبی اقلیتوں کو اہم تحفظ فراہم کرتا ہیں۔ 1973ء کے آئین میں اقلیتوں کو بنیادی حقوق فراہم کرنے پر بہت زیادہ زور دیا گیا۔

9. پاکستان میں بعض لوگ مذہبی اختلاف کی بنیاد پر غیر مسلم کو کمتر تصور کرتے ہیں۔ مسیحی کمیونٹی سے تعلق رکھنے والوں کو پاکستانی سماج میں بعض جگہوں پر امتیازی سلوک کا سامنا ہوتا ہے۔

10. بعض واقعات ایسے ہوئے کہ ان پر جھوٹے الزامات لگا کر تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ نوکریوں کے حصول میں امتیازی سلوک برتا جاتا ہے، کچھ سماجی رویوں کی بنا پر انہیں بستیوں سے دربدر ہونا پڑا، ذاتی دشمنی کی بنیاد پر کچھ ناواقف لوگوں نے ان کی عبادت گاہوں کو نقصان پہنچایا، اور ان کو خوف زدہ کیا۔

11. مسیحی قانونِ طلاق کی شق نمبر 7 کو ختم کرنے کے نتیجے میں مسیحی خاندانوں کو عائلی مسائل کا سامنا ہوا، جس کی بحالی کے بعد طلاق اور مجموعی عائلی مسائل میں کمی واقع ہوئی۔

12. پاکستان کے بعض علاقوں میں مسیحی نابالغ کو زبردستی شادی کے لئے جبراً مذہب تبدیل کرایا جا رہا ہے، بالخصوص اندرونِ پنجاب اور سندھ میں ایسے واقعات رپورٹ ہوتے ہیں۔

13. پاکستان میں مذہب کی جبری تبدیلی کے حوالے سے واقعات پیش آئے، ان شکایات کے ازالے کے لیے سینیٹ اور قومی اسمبلی کے ارکان پر مشتمل پارلیمانی کمیشن تشکیل دیا گیا، اور مختلف اجلاس بھی منعقد کئے گئے۔

14. ایسے رویے کی روک تھام کے لئے حکومت سنجیدہ ہے اس کے ساتھ اندرون سندھ و پنجاب میں علاقائی بااثر شخصیات (وڈیروں) اور پنچائت کو قانون پر عملدرآمد کی ضرورت ہے۔

15. آئین پاکستان کے آرٹیکل 15 کے تحت ایک شہری آزادی سے ملک میں داخل ہو کر رہائش اختیار کر سکتا ہے، سفر کر سکتا ہے، اور قانونی طور پر کسی جگہ عارضی و مستقل رہائش اختیار کر سکتا ہے۔

## سفارشات

1. تحقیق کی بنیاد لیٹریچر ریویو پر ہے۔ سابقہ کام، مقالے، بلاگ اور خبروں کو بنیاد بنا کر تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ کسی خاص مسیحی بستی، علاقہ یا شہر میں موجود بستیوں کے مسائل کو بنیاد بنا کر مزید تحقیقی کام کرنے کی ضرورت ہے۔
2. اسلامی تعلیمات اور پاکستانی قانون اقلیتوں کو مکمل سماجی آزادی فراہم کرتا ہے۔ لہذا ان کے ہر نوعیت کے مسائل کو قانونی اور شرعی حدود میں حل کرنے کی ضرورت ہے۔
3. موجودہ تحقیق پاکستان میں مسیحی اقلیت کے خاص سماجی و عائلی مسائل سے متعلق ہے۔ مسیحی اقلیت سے متعلق سیاسی و قانونی مسائل و حقوق کے حوالے سے کام کی گنجائش موجود ہے۔
4. یہ تحقیق خاص مسیحی اقلیت سے متعلق ہے، دیگر اقلیتیں ہندو اور احمدی وغیرہ کے مسائل سے متعلق کام کی گنجائش موجود ہے۔
5. اقلیتوں کو سماج میں بعض اوقات ناخوشگوار رویوں کا سامنا ہوتا ہے، لہذا سماج میں اقلیتوں کے شرعی اور قانونی حقوق و تحفظ سے متعلق عمومی واقفیت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔
6. عیسائی اقلیت کی تعلیمی اور معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لیے، سرکاری اداروں میں تعلیم اور روزگار کے کوٹے پر 100 فیصد عمل درآمد کی ضرورت ہے۔
7. تعلیمی نصاب میں تاریخِ پاکستان سے متعلق موضوعات میں مسیحی برادری کا قیام پاکستان اور دفاعِ پاکستان میں کردار کو شامل کرنے کی ضرورت ہے۔
8. میڈیکل اور انجینیرنگ سے متعلق حکومتی اداروں میں تعلیمی کوٹہ پر مکمل عمل درآمد کی ضرورت ہے۔
9. معاشرے میں اقلیتوں کے ساتھ سماجی انصاف اور مساوات کا معاملہ کرنا، ہر مسلمان کی شرعی اور قانونی ذمہ داری ہے۔

# فہارس (Indexes)


1. فہرستِ آیاتِ قرآنیہ
2. فہرستِ احادیث و آثار
3. فہرستِ متن بائبل
4. فہرستِ اصطلاحات

## فہرستِ آیاتِ قرآنیہ


| نمبر شمار | متن | مصدر | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| 1 | يَاأَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَقُولُواْ رَاعِنَا وَقُولُواْ ٱنْظُرْنَا وَٱسْمَعُواْ وَلِلكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ | البقرة:104 | 121 |
| 2 | لاَ إِكْرَاهَ فِي ٱلدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشْدُ مِنَ ٱلْغَيِّ | البقرة:256 | 63 |
| 3 | لاَ إِكْرَاهَ فِي ٱلدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشْدُ مِنَ ٱلْغَيِّ | البقرة:256 | 91 |
| 4 | وَٱللَّهُ لاَ يُحِبُّ ٱلظَّالِمِينَ | آل عمران:57 | 147 |
| 5 | يٰأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيراً وَنِسَآءً | النساء:1 | 85 |
| 6 | ٱلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى ٱلنِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ ٱللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَآ أَنْفَقُواْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ | النساء:34 | 100 |
| 7 | يَا أَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُواْ كُونُواْ قَوَّامِينَ بِٱلْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ ٱلْوَالِدَيْنِ وَٱلأَقْرَبِينَ | النساء:135 | 116 |
| 8 | وَلاَ يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلاَّ تَعْدِلُواْ ٱعْدِلُواْ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ | المائدة:8 | 116 |
| 9 | وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلاۤئِكَةِ ٱسْجُدُواْ لِآدَمَ فَسَجَدُوۤاْ إِلاَّ إِبْلِيسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ ٱلسَّاجِدِينَ | الاعراف:11 | 82 |
| 10 | لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ | التوبۃ:128 | 120 |
| 11 | وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي ٱلأَرْضِ إِلاَّ عَلَى ٱللَّهِ رِزْقُهَا | هود:6 | 139 |
| 12 | إِنَّا كَفَيْنَاكَ ٱلْمُسْتَهْزِئِينَ | الحجر:95 | 123 |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 13 | وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ ٱلطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلاً | الاسراء:70 | 61 |
| 14 | وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلاَّ تَعْبُدُوۤاْ إِلاَّ إِيَّاهُ وَبِٱلْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ ٱلْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلاَهُمَا فَلاَ تَقُل لَّهُمَآ أُفٍّ وَلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيماً | الاسراء:23 | 112 |
| 15 | وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ ٱسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوٓا إِلَّآ إِبْلِيسَ أَبَىٰ | طه:116 | 61 |
| 16 | لاَّ تَجْعَلُواْ دُعَآءَ ٱلرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضاً | النور:63 | 121 |
| 17 | وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ ٱلسَّمَاوَاتِ وَٱلأَرْضِ وَٱخْتِلاَفُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لآيَاتٍ لِّلْعَالِمِينَ | الروم:22 | 156 |
| 18 | لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ | الاحزاب:21 | 1 |
| 19 | إِنَّ ٱلَّذِينَ يُؤْذُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ ٱللَّهُ فِي ٱلدُّنْيَا وَٱلآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِيناً | الاحزاب:57 | 122 |
| 20 | وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلاَ مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى ٱللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْراً أَن يَكُونَ لَهُمُ ٱلْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ | الاحزاب:36 | 130 |
| 21 | إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ | الحجرات:10 | 114 |
| 22 | يٰأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۤاْ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ | الحجرات:13 | 83 |
| 23 | يٰأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۤاْ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ | الحجرات:13 | 113 |
| 24 | يٰأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۤاْ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ | الحجرات:13 | 157 |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 25 | وَأَن لَّيْسَ لِلإِنسَانِ إِلاَّ مَا سَعَىٰ | النجم:59 | 139 |
| 26 | لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ | الممتحنة:8 | 2 |
| 27 | لاَّ يَنْهَاكُمُ ٱللَّهُ عَنِ ٱلَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِى ٱلدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوۤاْ إِلَيْهِمْ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُقْسِطِينَ | الممتحنة:8 | 113 |
| 28 | إِنَّا هَدَيْنَاهُ ٱلسَّبِيلَ إِمَّا شَاكِراً وَإِمَّا كَفُوراً | الدهر:3 | 131 |
| 29 | اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ. خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ. اقْرَأْ وَرَبُّکَ الْأَکْرَمُ. الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ. عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَم. | العلق:1-5 | 148 |
| 30 | تَبَّتْ يَدَآ أَبِى لَهَبٍ وَتَبَّ | اللهب:1 | 122 |

## فہرستِ احادیث و آثار



| نمبر شمار | متن | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| 1 | ألا من ظلم معاهدًا أو انتقصه أو....... | 115،2 |
| 2 | مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ..... | 60 |
| 3 | مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ..... | 118 |
| 4 | إنَّما بذلوا الجزيةَ لتكونَ دماؤهمْ كدمائِنا، وأموالُهمْ كأموالِنا | 115 |
| 5 | والضعيفُ منكم قويٌّ عندي حتى أزيحَ عِلَّتَه ..... | 117 |
| 6 | لا يُؤْمِنُ أحَدُكُمْ، حتّى أكُونَ أحَبَّ ..... | 119 |
| 7 | مَن سَبَّ نبيًّا فاقتُلوه ومَن سَبَّ أصحابي فاجلِدوه | 123 |
| 8 | يا عمّاهُ، واللهِ لَو وَضعوا الشَّمسَ في يميني والقمرَ في شمالِي .... | 130 |
| 9 | عن عبدالله بن عدي بن الحمراءرأيْتُ رسولَ اللهِ ﷺ واقِفًا على الحَزْوَرَةِ فقال واللهِ إنَّكِ لَخَيْرُ أرضِ اللهِ .... | 136 |
| 10 | فان قبلوا الذمة فأعْلِمْهم .... | 149 |
| 11 | ولنجران وحاشيتها ذمة الله وذنة رسوله علي دمائهم وأموالهم وملتهم وبيعهم. .... | 92 |
| 12 | أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى أَعْجَمِيٍّ .... | 107 |

## فہرست متن بائبل

| نمبر شمار | متن | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| 1 | To the woman he said “I will greatly increase your pains in childbearing; with pain you will give birth to children. Your desire will be for your husband, and he will rule over you | 90 |
| 2 | تاہم خداوند میں نہ عورت مرد کے بغیر خود کفیل ہے نہ عورت مرد کے بغیر خود کفیل، کیونکہ جیسے عورت مرد سے آئی ہے ویسے ہی مرد بھی عورت سے پیدا ہوا ہے، مگر سب چیزیں خدا کی طرف سے ہیں | 89 |

## فہرستِ اصطلاحات


| نمبر شمار | اصطلاحات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| 1 | Catholic | 22 |
| 2 | Dutch mission society | 22 |
| 3 | Protestant | 22 |
| 4 | Presbyterians | 27 |
| 5 | ایونجلکل(Evangelical) | 23 |
| 6 | امت | 120 |
| 7 | اینگلو | 23 |
| 8 | این جی اوز | 74 |
| 9 | اچھوت ذات | 23 |
| 10 | اخوت | 114 |
| 11 | پرتگیز | 21 |
| 12 | بشپ | 25 |
| 13 | تعزیرات | 128 |
| 14 | تمغہ جرات | 50 |
| 15 | تقویٰ | 113 |

| | | |
|---|---|---|
| 134 | حرم | 16 |
| 28 | حواری | 17 |
| 72 | خلفائے راشدین | 18 |
| 60 | ذمی(اہل الذمہ) | 19 |
| 50 | ستارہ جرات | 20 |
| 79 | شرح خواندگی | 21 |
| 62 | صحابہ کرام | 22 |
| 74 | کرسمس | 23 |
| 121 | کفر | 24 |
| 30 | لٹریچر | 25 |
| 132 | مستشرقین | 26 |
| 51 | نیویگیٹر | 27 |
| 29 | ہجرت | 28 |

# مصادر ومراجع (Bibliography)


- القرآن الکریم
- ترجمہ: تقی عثمانی، "آسان ترجمہ قرآن"، مکتبہ معارف القرآن، کراچی 2009ء
- (کتاب مقدس)، پاکستان بائبل سوسائٹی، انار کلی، لاہور، 1989.
- NIV Bible, Genesis 3:16, AGES Software Albany, OR USA, 1996.

## عربی واردو مصادر

- ابن تیمیہ، تقی الدین ابو العباس، الصارم المسلول علی شاتم الرسول،، الطبعہ الاولیٰ، المؤمن للتوزیع۔
- ابن عابدین، محمد بن امین بن عمر، ردالمحتار علی درالمختار، باب النفقہ، کتاب النکاح، دار عالم الکتب، الریاض، ط 2003۔
- ابن حبان، محمد تمیمی، صحیح ابن حبان، مترجم ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر، شبیر برادر، اردو بازار، لاہور
- ابن القیم، شمس الدین ابو عبداللہ، أحکام أھل الذمہ، محقق: یوسف بن احمد، رمادی، الدمام، طبعہ 1988
- البیہقی، ابو بکر، دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س ن۔
- السجستانی، سلیمان ابن الاشعث، السنن، کتاب الخراج والامارۃ والفئ، باب التشدید فی جبایۃ الجزیۃ (بیروت، المکتبہ العصریہ، س ن
- الحجاج، مسلم بن الحجاج، کتاب الایمان، باب: وجوب محبۃ رسول اللہ ﷺ أکثر من الأھل والولد والوالد، الرقم: ۴۴
- العسقلانی، ابن محمد بن حجر شہاب الدین، الدرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ، الجزء الثانی، س۔ن، ص 115
- الاموی المروزی، ابی بکر احمد بن علی، محقق: شعیب الأرنؤوط (ت 1428ھ)، مسند أبي بکر ا/۱۵۹، المکتبہ الاسلامی
- ترمذي، ابو عیسیٰ محمد، الجامع الکبیر، حسن غریب صحیح، باب فی فضل مکہ، (دار العرب الاسلامی، بیروت، 1996ء)، ص 207، الرقم: 3925
- الحمیری، عبد الملک بن ہشام، سیرۃ ابن ہشام مکتبہ ومطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی و آولادہ بمصر، ط 2، 1375ھ
- الکاسانی، علاوالدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع،، الطبعہ الثانیہ، دار الکتب العلمیہ، 2003
- آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان، 1973ء، نیو بک پیلش، اردو بازار، لاہور، س۔ن۔
- آصف محمود، "پاکستان کے غیر مسلم ہیرو"، آئی بی سی اردو، 07 ستمبر، 2019۔
- آصف عقیل آسف، "پاکستانی مسیحی نکاح اور طلاق کے قوانین میں بدلاؤ"، سجاگ، اگست، 2019۔
- اعظم معراج، "شاہین صفت ائر کموڈور نذیر لطیف"، دانش ڈاٹ پی کے، (8177)، 30، جون 2017۔
- بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، (مصر، بولاق، 1314ھ) کتاب الجزیہ، باب اثم من قتل معاھد ابغیر جرم، ج: 4، ص: 99، الرقم: 3166
- پاکستان اقلیتی حقوق کمیشن ایکٹ 2016، Pakistan Minority Rights Commision Act 2016, ۔

- "پاکستان: غریب مسیحی لڑکی کا شادی سے انکار، مسلم لڑکوں کی مسیحی خاندان کو جان سے مارنے کی دھمکیاں"، ویب ڈیسک، ربوہ ٹائمز، 11، اپریل 2020۔
- توصیف احمد خان، "جناح کی 11 اگست 1947 کی تقریر"، ایکپریس نیوز، 14 اگست 2019۔
- تبریزی، ابو عبد اللہ، محمد بن عبد اللہ، مشکوۃ المصابیح، باب: بیان القصاص،، ج:2، الرقم:3452
- جنیٹ جارج "پھر بھی شانہ بشانہ "(بائبل کے مطابق جنسی مساوات کی مختصر تشریح)، کرسچن فار بیبلیکل ایکوالٹی
- حکیم شاہ، مترجم عباد الرحمٰن، آسان فقہی اصطلاحات، اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاون، کراچی
- حامد میر، "پاکستان کے غیر مسلم محافظوں کو سلام"، جنگ میگزین، 07 ستمبر، 2015۔
- حافظ سعد اللہ، "عائلی زندگی اور اس کے مسائل کا حل (سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں)"، جہات الاسلام، جلد 6، شمارہ 1، (جولائی تا دسمبر 2012ء)۔
- حنبل، احمد بن حنبل، "**مسند احمد**"، باب: خطبۃ فی وسط ایام التشریق، ج:4، الرقم:4568
- خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل ناشران و تاجران کتب، اردو بازار، لاہور، 2009ء
- ریونڈ مرقس شریف، "قیام پاکستان میں مسیحیوں کا کردار"، روزنامہ خبریں، 13 اگست، 2018۔
- ریاض سہیل، "مذہب کی جبری تبدیلی پر قانون کی منظوری"، بی بی سی ادرو، کراچی، 24 نومبر 2016۔
- ریاض سہیل، "قومی اقلیتی کمیشن مذہب کی جبری تبدیلی کی روک تھام کر پائے گا؟"، بی بی سی اردو، کراچی، 6، جون، 2020
- سہیل حلیم، "کیرالہ: بھارت میں مذہبی رواداری کی مثال"، بی بی سی اردو ڈاٹ کام، نئ دہلی، 23 اکتوبر 2015۔
- سیمسن جاوید، "تعلیمی نصاب میں اقلیتوں کی دل آزاری کا معاملہ"، ہم سب، 27 جنوری 2021۔
- شمائلہ خان، "اقلیتوں کے تحفظ کے لئے "ارلی وارننگ سسٹم"، بی بی سی اردو ڈاٹ کام، عمر کوٹ، 19 نومبر 2014.
- صابری، امداد، فرنگیوں کا جال، مرتب فاروق ارگلی، فرید بک ڈپو دہلی، 2008
- صدیقی، محمد نادر رضا، پاکستان میں مسیحیت، مسلم اکادمی، محمد نگر، علامہ اقبال روڈ لاہور، 1979
- عثمانی، محمد تقی، آسان ترجمہ قرآن، مکتبہ معارف القرآن، 2009ء، ج:2، ص:1090
- علیمی محمد ریاض، "قائد اعظم، اقلیتیں اور حکومت"، ہماری ویب، آرٹیکل / 135923 /۔
- کاکڑ، عدنان خان. "سیسل چوہدری: عظیم جنگی ہیرو سے ناقابلِ بھروسہ مسیحی تک"، ہم سب. September 6, 2017.
- ننگیانہ، عمر دراز، "پاکستان میں مسیحی برادری خوف زدہ کیوں؟"، بی بی سی اردو ڈاٹ کام، لاہور، 22، مارچ 2018۔
- قاضی، ابو یوسف، کتاب الخراج، مترجم نیاز احمد اکاڑوی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س-ن۔
- قادری، محمد طاہر، اسلام میں اقلیتوں کے حقوق،، تحقیق و تدوین، طاہر حمید تنولی، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، 2006ء
- قانون و انصاف کمیشن، حکومت پاکستان، سپریم کورٹ بلڈنگ، اسلام آباد

- کاندھلوی، محمد ادریس، سیرتِ مصطفیٰ،، ادارۃ المعارف کراچی
- کاشف نواب، "تحریک پاکستان کے مسیحی ہیرو"، 23مارچ2019، نیوز لینس پاکستان۔
- کھوکھر وصی اللہ، جہانگیر اردو لغت،، جہانگیر بکس، لاہور
- محمد عبداللہ ملک ایم–اے، 712ء تا1707ء، تاریخ پاک وہند، قریشی برادرز، اردو بازار، ؛اہور1979ء
- محمد مظہر الدین صدیقی، "اسلام میں معاشی اور سماجی انصاف کا تصور"، فکر و نظر، ولیم15، 1978۔
- محمد عبداللہ، "مسیحی علم الکلام اور مسلمان (برصغیر کے تناظر میں)، معارف اسلامی، علم الکلام، عیسائیت، 2003، Vol 2۔
- محمد متین خالد، عیسائیت کے تعاقب میں، جوہر رحمانیہ پرنٹرز، لاہور، 2003ء
- مصدق گھمن، "مینارٹی کمیشن کا قیام"، مشرق پشاور، 30/اپریل، 2020۔
- مقتدا منصور "ذکر کچھ غیر مسلموں کو درپیش مسائل کا" ایکسپرس نیوز( پیر 3 فروری 2014)۔
- نعمانہ سلیمان، "پاکستان میں اقلیتی حقوق کی ادارہ سازی"، ہم سب، 22/05/2020۔
- وی–اے سمتھ، ترجمہ پروفیسر محمد جمیل الرحمٰن، قدیم تاریخ ہند،، تخلیقات لاہور، علی پلازہ، 3مزنگ روڈ، 2001
- وسعت اللہ خان، "اقلیت نے خاک روبی کیسے اختیار کی؟"، ایکپریس نیوز،، 27اکتوبر2015
- ہاشمی، سید ازکیا، توہین مذہب و رسالت اور سماجی رویے، اسلامی تناظر میں،، راحۃ القلوب، ج1، شمارہ1، جنوری–جون2017۔

## English Sources (انگریزی مصادر)

- Anee Muskan, *History of white in Pakistan's flag*, Sep 21, 2019.
- CHRISTIANS IN THE MUSLIM WORLD, In loving memory of Mehboob Francis Sada, 25/01/2011.
- Faizan Hussain, *Role of Christian in Pakistan Movement*, The Nation, 12, July, 2015.
- Gill, Mehreen. 2021. *Review of Social Issues of Christian Minorities* Interview by Muawiya Saleh. Questionnaire
- Government of Pakistan, *THE DIVORCE ACT, 1869, DISSOLUTION OF MARRIGE*.
- Genesis 3:16, NIV Bible, AGES Software Albany, OR USA, 1996.
- Glory, Dharmaraj, "*India & Pakistan" (A Mission Study for 2005-2006),* General Board of Global Ministries, The United Methodist Church, 2005.
- Hussain, Arshad "Forced Marriages & Forced Conversions in the Christian Community of Pakistan." 2014. The Manual of Christian Laws (2003). Lahore, Pakistan: Kausar Brothers Law Books.
- Irum, Maqbool. " *Minorities under Constitutions(s) of Pakistan",* Journal of the Research Society of Pakistan, Vol no. 55,issue no 2 , (July-Dec, 2018)-

- James, Massey, *Panjab (The Movement of the Spirit*), WCC Publications, Geneva, Switzerland, 1996.
- Munir-ul-Anjum, *The Role of Christians in the Freedom Movement of Pakistan Appraisal Pakistan,* Journal of Social Sciences (PJSS),Vol. 32, No. 2 (2012).
- Nabeel Javed, *Pakistan Christian post*, 30 Nov, 2001.
- Peter Pahn. "Christianities in Asia", Wiley Blackwell, A John & Sons Publication Thomson Digital, Noida, India. Printed in Singapore. 2011-
- PAKISTAN BUREAU OF PAKISTAN, Government of Pakistan.
- The constitution of the Islamic republic of Pakistan, (As modified up to the 28th Feb, 2012) NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN, Article 15.
- Roger Ballard, "THE CHRISTIAN OF PAKISTAN,A Historical Overview and an Assessment of their Current Position" CASAS (Centre for Applied South Asian Studies) UK .
- Shahzad, Zeeshan. 2021. *Review of Social Issues of Christian Minorities* Interview by Muawiya Saleh. Questionnaire.
- THE CHRISTIAN MARRIAGE ACT,1872,
- THE CONSTITUTION OF THE ISLAMIC REPUBLIC OF PAKISTAN, 25A Right of education, NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN, as modified 31 May 2018.
- Gabriel, Theodore "*Christian Citizen in an Islamic State, the Pakistan Experienc*e", The University of Gloucesterdhire, UK, Ashgate Publishing Limited, UK, 2007.
- Government of Pakistan, *Human Rights & Minorities Affairs Department*, 14/10/20.
- *Religious Minorities in Pakistan*, JPUHS, Vol.27, No.1, January - June, 2014.

## Reports

- Connecting the Dots: Education and Religious Discrimination in Pakistan, 2011, USCIRF.
- Government of Pakistan, Statistics Division, *Pakistan Statistical Year Book 2004*, federal bureau of Statistics.
- Julius, Salik, a nominee for the Nobel peace prize and former federal minister of Pakistan.
- Population census organization division, *1981 CENCUS REPORT OF PUNJAB PROVINCE,* GOVERNMENT OF PAKISTAN, December 1984.
- REPORT OF PUNJAB PROVINCE, 1981, population cencus organization division, GOVERNMENT OF PAKISTAN, December 1984
- Teaching Intolerance in Pakistan: Religious Bias in Public School Textbooks, USCIRF.

## Websites


- https://www.express.pk
- https://www.pbs.gov.pk
- https://nation.com.pk
- https://dailytimes.com.pk
- http://jsalik.com
- https://hrma.punjab.gov.pk
- https://www.dw.com
- http://www.na.gov.pk
- https://www.trt.net.pk
- https://hrma.punjab.gov.pk
- https://www.uscirf.gov.pk
- https://www.oasiscenter.eu/
- http://crossasia-repository.ub.uni
- http://cbwah.gov.pk/assets/media/
- https://d3n8a8pro7vhmx.cloudfront.net/